



بموقع تحفظ سنت کافرین
زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

کشف الغمۃ بسراج الامۃ

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور معترضین

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثیت پر کئے گئے اعتراضات کا مدلل جواب

از

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہان پوریؒ
سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیت علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

كشف الغمة بسراج الامة

امام اعظم ابو حنيفه اور معتز ضمين

امام اعظم ابو حنيفه كى محدثيت پر كيے گئے اعتراضات كا مدلل جواب

از

حضرت مولانا مفتى سيد مہدی حسن شاہ جہاں پوری

سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیتہ علماء ہند۔ ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی۔ ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله نعمده ونشكره والصلوة والسلام على رسوله و
وصفيه محمد صلى الله عليه وسلم والى وصيه واتباعه اجمعين
امابعد۔ احقر زمن سيد مہدی حسن بن سيد محمد کا علم حسن قادری حنفی شاہجہاں پوری
غفر له ولوالديه وللمشايخه ارباب الصاف کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ
یہ چند اوراق آپ کے پیش نظر ہیں۔ اگر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح فرمائیں
اور اگر صحیح ہوں دعائے مغفرت سے یاد فرمائیں۔ ایک رسالہ جس کا نام الجرح علی
الہد حلیفہ ہے میرے دیکھنے میں آیا جس میں سوائے بد زبانی اور بد تمیزی کے اور
کوئی علمی تحقیق نہ دیکھی۔ گویا میں وہی ہیں جن کا جواب بار بار ہو چکا ہے مگر ہر ایک کا
طرز اور رنگ جہا ہے اس لئے اس کے چند اقوال مع جوابوں کے آپ کے سامنے پیش
کرتا ہوں جس سے غیر مقلدین زمانہ کا تعصب اور ہٹ دھرمی اور امام ابو حنیفہ کے ساتھ
جو ان کو قلبی صداقت ہے اس کا اندازہ ہو گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کو سلف
صالحین کے ساتھ کہاں تک محبت ہے۔ چونکہ میرے پاس چند روز تک رسالہ مذکورہ
رہا اس لئے جتنے اقوال کے میں نے جواب لکھے ہیں ان کو بدریہ ناظرین کرتا ہوں و یا
توفیق الاہل اللہ وهو حسبی ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
قولہ۔ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام صاحب کو مرن جتہ المفظ
ضعیف کہا ہے۔ اقول۔ یہ قول محدثین پر محض افتراء ہے۔ صرف عوام کو دھوکہ میں ڈالنا
اور گمراہ کرنا مقصود ہے۔ مگر چاند پر خاک ڈالنے سے چاند کا کوئی نقصان نہیں ہوتا
اپنے اوپر ہی وہ لوٹ کر آتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تمام محدثین نے ان کو ضعیف
کہا اور پھر ان ہی کی شاگردی بے واسطہ یا بواسطہ اختیار کی۔ اگر امام ابو حنیفہ کو ضعیف
فی الحدیث مانا جائے تو جملہ محدثین کا سلسلہ حدیث ضعیف اور بے بنیاد ہوا جاتا ہے

تفصیلات

نام کتاب	: کشف الغمۃ بسر ان الامۃ
جدید نام	: امام اعظم ابو حنیفہ اور مقررین
تالیف	: حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری
	: سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
سن طباعت	: محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق مئی ۲۰۰۱ء

بموقع

تحفظ سنت کانفرنس

۷/۸ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ ۲/۱۳ مئی ۲۰۰۱ء

زیر اہتمام جمعیت علماء ہند

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف رسالہ کو اس کی خبر نہیں کہ تمام محدثین کے شیخ ابو حنیفہ ہی ہیں ورنہ یہ افتراء پر وازی سرزد نہ ہوتی۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ وکیع بن الجراح ان کو کون نہیں جانتا کہ محدثین میں کس مرتبہ کے ہیں، صحاح ستہ میں ان کی روایات بجز مت موجود ہیں۔ امام احمد، ابن مدینی، عبد اللہ ابن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابن معین، ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن اکثم وغیرہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ مگر خود وکیع بن الجراح امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ ابو حنیفہ سے حدیث پر بھی اور ان ہی کے قول پر فتوے دیتے تھے۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی نے تصریح کی ہے۔ اب امام بخاریؒ کا سلسلہ حدیث بواسطہ احمد بن منیع بن وکیع امام ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے کیونکہ امام بخاریؒ احمد بن منیع کے شاگرد اور احمد بن منیع وکیع بن الجراح کے شاگرد اور وکیع بن الجراح امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں لہذا ابو حنیفہ کے ضعیف ماننے سے یہ سلسلہ سند حدیث بھی ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں بھی ضعیف ہو گئے اور ان کی روایت قابل اعتبار نہیں رہی۔ دوسرا سلسلہ امام بخاریؒ علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن المدینی وکیع بن الجراح کے شاگرد اور وکیع امام ابو حنیفہ کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ لہذا یہ سلسلہ بھی بوجہ ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کے ضعیف ہو گیا بلکہ یہ تینوں صاحب بھی ضعیف ہو گئے۔ فافہم قیصر سلسلہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ مکی بن ابراہیم کے شاگرد اور مکی بن ابراہیم امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ چوتھا سلسلہ سند ابوداؤد اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد فضل بن دکین ابو نعیم کے شاگرد اور حافظ ابو نعیم فضل بن دکین ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری حافظ ذہلی کے شاگرد اور امام ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن دکین ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں چھٹا سلسلہ امام بیہقی دارقطنی اور حاکم صاحب مستدرک کے شاگرد اور حاکم اور دارقطنی ابو احمد حاکم کے شاگرد اور ابو احمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری حافظ ذہلی کے شاگرد اور حافظ ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن

دکین ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد بن الحسن الشیبانی کے شاگرد اور امام محمد امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور خود امام ابو یوسف بھی ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ طبرانی اور ابی صدی ابو عواد کے شاگرد اور ابو عواد مکی بن ابراہیم کے شاگرد ہیں اور مکی بن ابراہیم جو بخاری و مسلم کے استاذ ہیں ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ ابو یعلیٰ موصلی صاحب سند یعنی بن معین کے شاگرد اور یعنی بن معین فضل بن دکین کے شاگرد اور فضل بن دکین ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ دسواں سلسلہ ابن خزیمہ صاحب صحیح اسحاق بن راہویہ کے شاگرد ہیں اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین اور امام احمد اور امام دارمی اور حافظ ذہلی فضل بن دکین کے شاگرد ہیں اور فضل بن دکین امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔

ناظرین کے سامنے یہ دس سلسلے محدثین کی سند کے پیش کئے ہیں جن میں دنیا بھر کے تمام محدث جکڑے ہوتے ہیں، اگر امام ابو حنیفہ ضعیف ہیں تو یہ محدثین بھی سب ضعیف ہیں اور ان کے سلسلے روایت کے بھی ضعیف ہیں، موقع موقع سے اور بھی سلاسل پیش کر دیں گے جن سے معلوم ہو گا کہ سب ہی محدث امام ابو حنیفہ کے سہلے واسطے یا بواسطہ شاگرد ہیں۔ اب چند اقوال محدثین کے امام ابو حنیفہ کے بارہ میں سن لیں کہ ان حضرات کا امام صاحب کے بارے میں کیا خیال تھا اور ان کو کس پایہ کا سمجھتے تھے۔

علامہ صفی الدین خوارزمی خلاصہ تہذیب کے جلد ۴۴ میں فرماتے ہیں۔ النعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفہ امام العراق فقیہ الامۃ عن عطاء و نافع و الاصحاح و طاہفۃ و عنہ ابنہ حماد و ذفر و ابو یوسف و محمد و طاہفۃ و لقیہ ابن معین الخ کہ نعمان بن ثابت فارسی الاصل ہیں ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے عراق کے امام اور امت محمدیہ کے فقیہ ہیں۔ فن حدیث کو عطاء اور نافع اور اصرح اور ایک گروہ محدثین سے حاصل کیا ہے۔ اور ابو حنیفہ سے ان کے صاحبزادہ امام

حماد اور امام زفر اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور ایک جماعت محدثین نے احادیث
 روایت کی ہیں، اور ان کو یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے۔ اس عبارت سے چند
 باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اول امام ابو حنیفہ کی امامت فی العلم ثابت ہوتی جو
 علوم شرعیہ مختلفہ کو مستلزم ہے ورنہ بے علم امام فی الدین نہیں ہو سکتا۔ دوسرے
 فقہات جس کو دین کی سمجھ کہا جاتا ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں لفظ اللہ و فقہہ فی الدین دعا کی ہے۔ صاحب
 غلام کہتے ہیں کہ امت کے فقیہ تھے یعنی امت میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ امام
 ابو حنیفہ کو تھی جس کی وجہ سے فقہ الامت کہلاتے اور بعد صحابہ کے فلیفقہ فی الدین
 کے فرد اکل تھے۔ تیسرے آپ کے اساتذ نافع اور عطاء اور اعرج اور ایک گروہ محدثین
 کا تھا یہاں سے وہ قول متواتر رسالہ کا کہ ابو حنیفہ کے دو ہی اساتذ حماد اور اعش
 تھے بالکل صغیر ہستی سے مٹ گیا۔ چوتھے امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین نے
 امام ابو حنیفہ کی توثیق کی شاید متواتر رسالہ کے نزدیک ابن معین محدث نہ ہوں گے
 اسی بنا پر نو فرمایا کہ جس قدر محدث گزرے سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے
 ذرا تو گریبان میں سر ڈال کر شرمنا چاہیے اور آخرت کو سنوارنا چاہیے کیونکہ جہت سے
 آخرت برباد ہوتی ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین کا
 قول بروایت محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی کے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے
 قال محمد بن سعد سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقة
 لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال
 صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث
 انتہی کہ محمد بن سعد کہتے ہیں یحییٰ بن معین کو میں نے کتے ہوتے سنا کہ امام ابو حنیفہ
 ثقہ تھے۔ وہی حدیثیں بیان کرتے تھے جن کو وہ یاد رکھتے تھے اور جو احادیث یاد
 نہ ہوتیں انہیں بیان نہ کرتے تھے اور صالح بن محمد اسدی ابن معین سے روایت کرتے
 ہیں کہ ابن معین نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ اس ابن معین کے قول سے

امام صاحب کے درج اور احتیاط پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ غایت احتیاط و
 تقویٰ کی وجہ سے وہی احادیث بیان و روایت کیا کرتے تھے جو آپ کے اعلیٰ درجہ
 کی یاد ہوتی تھیں۔ اگر ذرا بھی شبہ ہوتا تو اس کو نہ بیان کرتے تھے تاکہ حدیث
 رسول میں کذب کا شائبہ بھی نہ ہو اور وعید ادا لکاذبین میں داخل نہ ہو جائیں۔ تہذیب
 نقاد فن رجال امام ذہبی نے تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین کا قول
 ان الفاقد سے نقل کیا ہے۔ قال صالح بن محمد بن جریز وغیرہ سمعنا
 یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث وروی احمد بن
 محمد بن محرز عن ابن معین لا باس بہ انتہی۔ صالح بن محمد جریر وغیرہ
 فرماتے ہیں کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ
 ہیں اور احمد بن محمد بن محرز ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا
 ابو حنیفہ لا باس بہ ہیں۔ اور کلمہ لا باس بہ ابن معین کی اصطلاح میں ثقہ کے معنی میں اور
 اس کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ علامہ ابن معین نے اپنی مختصر میں اس کی تصریح کی ہے
 جس کی عبارت یہ ہے قال ابن معین اذا قلت لا باس بہ فہو ثقة ابن معین
 فرماتے ہیں کہ جب میں کسی نے بارے میں لا باس بہ کہوں تو اس کے معنی ثقہ کے
 ہیں۔ علامہ ابن حجر وغیرہ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں
 امام صاحب کے بارے میں ابن معین کا قول لا باس بہ نقل کیا ہے۔ حافظ ابوالحجاج
 مزنی جو فن رجال کے امام مسلم الثبوت ہیں، تہذیب الکمال میں فرماتے ہیں قال محمد
 بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقة
 فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال
 قال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفہ ثقة فی الحدیث انتہی
 شاید یہ خیال ہو کہ ابن معین کے علاوہ اور کسی نے امام ابو حنیفہ کی توثیق نہ کی ہو تو اس
 کے متعلق سینے۔ حافظ ابن شافعی مکی اپنی کتاب نیرات الحسان کی اڑھیسویں فصل میں
 فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفہ روی عنہ الثوری

وابن المبارک وحماد بن زید وھشام وویکع وعباد بن العوام وجعفر بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقہ لا باس بہ انتھو۔ علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور عبداللہ ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور ویکع اور عباد بن العوام اور جعفر بن العوام اور جعفر بن عون نے حدیث کی روایت کی ہے وہ ثقہ لا باس ہر تھے۔ یہ ابن مدینی وہی بخاری کے اسناد ہیں جن کے بارے میں بخاری نے یہ فرمایا ہے کہ ما استصرفت نفسی الا عندہ میں نے اپنے آپ کو سوائے علی بن مدینی کے اور کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا جس کو تقریب میں حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے و نیز ان ہی کے بارے میں تقریب میں یہ بھی ہے۔ ثقہ ثبت امام اعلیٰ اہل عصرہ بالحدیث وعللہ اہ پس یکنی بن معین اور علی بن مدینی ہی کی توثیق ایسی ہے گو یا تمام محدثین نے امام ابو حنیفہ کی توثیق کر دی کیونکہ یہ دونوں جرح و تعدیل کے امام ہیں۔ شاید تو توفت رسالہ کے نزدیک علی بن مدینی بھی محدث نہیں کیونکہ انہوں نے ابو حنیفہ کی توثیق کی ہے۔ افسوس ہے اس تعصب و ہدوت پر یہاں اتنے ہی پر کفایت کرتا ہوں آگے چل کر اور نقول بھی انشاء اللہ پیش کروں گا جن سے متوفت رسالہ کا جھوٹ معلوم ہو گا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔

قولہ اور لطف یہ کہ امام صاحب متعین اقول۔ ناظرین نے ابھی معلوم کر لیا ہے کہ امام صاحب ثقہ فی الحدیث ہیں جس کو ابن معین اور ابن مدینی اور محمد بن سعد اور صالح بن محمد اسدی اور احمد بن محمد بن محرز اور ابو الجراح مزنی اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر العسقلانی اور حافظ ابن حجر مکی اور صفی الدین حرز جی نے تسلیم کر لیا ہے کیونکہ ان حضرات نے ابن معین اور ابن مدینی کے قول کو نقل کر کے کسی قسم کی جرح نہیں کی اور اس پر سکوت کیا تو مزور ہی ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا ثقہ ہونا مسلم ہے۔ اور اگر امام ذہبی کی عبارت میں جو اوپر مذکور ہو چکی ہے لفظ غیبی اور سمعنا پر نظر خاثر ڈالی جاسے تو کم از کم دو فرد محدثین ابو حنیفہ میں اور بڑھ جاتیں گے متوفت رسالہ نے امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کو مضعین امام میں شمار کیا ہے

مالانکہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے متعلق کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے وہم تضحیف بھی ہو اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں کوئی ایسا لفظ نہیں بیان کیا جس سے تضحیف ثابت ہوتی ہو حالانکہ تقریب وہ کتاب ہے جس میں اصل قول نقل کرنے کا حافظ ابن حجر نے وعدہ کیا ہے۔ اگر امام صاحب ان کے نزدیک ضعیف ہوتے تو ضرور تضحیف کرتے لہذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی پر محض افتراء ہے کہ انہوں نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے۔ امام صاحب اور ان کی تضحیف ثابت ہو۔ العیاذ باللہ دونہ خرحط القساد۔ ذرا تعصب کے پردہ کو اٹھا کر چشم بصیرت سے دیکھتے۔

قولہ ان کے استاد ضعیف اقول۔ جب چیونٹی کے پر بھتے ہیں تو اس کی کم بختی آتی ہے۔ مولف رسالہ یہ فرماتیں کہ عطاء۔ نافع۔ امرج۔ وغیرہم جو امام ابو حنیفہ کے اسناد ہیں یہ ضعیف ہیں، اگر یہی انصاف اور حق ہے تو صحاح کی احادیث کی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھئے کیونکہ یہ صحاح کے راوی ہیں جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں یاد آیا استاد سے متوفت رسالہ کی مراد حماد بن ابی سلیمان ہیں کیونکہ ان ہی کو امام صاحب کے اسنادوں میں متوفت رسالہ نے شمار کیا ہے تو ان کے متعلق شیخ حماد بن ابی سلیمان اخراج لہ از ثمة السنن ابو اسنن ابو اسنن الا شعری الکوفی احد ائمة الفقہاء سمع النس بن مالک و ثقہ بابراہیم النخعی روی عنہ سفیان و ابو حنیفہ وخلق تکلفیہ للا رجاء ولولا ذکر ابن عدی لہ فی کاملہ لما اور دتہ قال ابن عدی حماد کثیر الراویۃ لہ غرائب وھو متماسک لا باس بہ وقال ابن معین وغیرہ ثقہ اہ مختصر میزان جلد اول صفحہ ۲۷۹، حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں حماد بن ابی سلیمان کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں ان کی احادیث کی تخریج ائمہ ستہ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی ابن ماجہ نے کی ہے۔ ان کی کنیت ابواسامیل اشعری کوفی ہے۔ ائمہ فقہاء میں سے ایک امام یہ بھی ہیں، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے اور فن فقہ ابراہیم نخعی

سے حاصل کیا ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو یوسف اور ایک گروہ محدثین کا فن حدیث میں ان کا شاگرد ہے ارجا۔ کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدی اپنی کامل میں ان کو ذکر کرتے تو میں بھی اپنی کتاب میزان میں ان کو ذکر بیان کرتا کیونکہ ثقہ ہیں۔ لہذا ذکر تانہ ثقہ (ابن عدی کہتے ہیں کہ حدیث روایت ہیں۔ ان کچھ ان کے غرائب بھی ہیں۔ مہاسک الحدیث اور لابس بہ ہیں۔ اور ابن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ مہاسک اور لابس بہ توثیق کے الفاظ ہیں۔ لابس بہ صدوق کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ ذہبی نے مفہم میزان میں تصریح کی ہے۔ دیکھو میزان کے صفحہ ۳۰ کو کہوں جناب اب تو معلوم ہوا کہ حدیث ابی سلیمان جو ابو یوسف کے شیخ ہیں ثقہ ہیں۔ اگر یہ بقول موجود نہ بھی ہوتیں تو بھی ان کے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ یہ بخاری مسلم کے راوی ہیں جو صحیحین کے نام سے مشہور ہیں خصوصاً غیر مقلدین کو جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور محدثی کہتے ہیں دم زدن کا چارہ نہیں کیونکہ صحیحین کی روایات پر ان کا ایمان اور ان کی صحت ان کے نزدیک کا لوجی المنزل من اللہ ہے۔ ناظرین یہ سب ان کی دیانت داری اور یہ سب ان کا تعصب کہ ابو یوسف کی صداقت کی وجہ سے یہ خیال نہ رہا کہ اگر حدیث کو ہم ضعیف کہیں گے تو بخاری مسلم کی روایات پر اس سے کیا اثر پڑے گا۔ یہ عجب نہیں تو اور کیا ہے۔ ارجا کے معنی کے متعلق کہیں آگے چل کر بحث کروں گا کہ اس سے کیا مراد ہے اور اس کے کیا معنی اور کتنی قسمیں ہیں۔

قولہ ان کے استاذ الاستاذ ضعیف۔ اقول۔ حدیث کے اعتبار سے جو صاحب یحییٰ نے بیان کیا ہے۔ امام صاحب کے استاذ الاستاذ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں جو صحابی ہیں ضعیف ہونے میں تو یہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتے ورنہ ابھی قیامت قائم ہو جاتے گی کیونکہ صحابہ تمام عدول ہیں ان میں کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا لیکن مؤلف رسالہ کی اس سے مراد ابراہیم نخعی ہیں کیونکہ امام ابو یوسف کے استاذ الاستاذ یہ بھی ہیں چنانچہ عبارت میزان سے ظاہر ہے۔ ان کے متعلق ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ محدثین کا کیا خیال ہے۔ حافظ ذہبی میزان الاعتدال صفحہ ۳۱ میں فرماتے ہیں۔ قلت

واستقر الامر علی ان ابراہیم حجة ۱۰ میں کتا ہوں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابراہیم نخعی حجت ہیں یعنی ان کی روایات و احادیث کا اعتبار ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ان کا ترجمہ بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے اور بہت زور کے ساتھ ان کی توثیق ثابت کی ہے۔ اگر وہ منقطع تو تعلق مجرب اور مستند امام اعظم ہی ملاحظہ فرمائیں۔ حقیقت حال روشن ہو جائے گی اور پھر شاید آپ اپنی دروغ بیانی سے رجوع فرما کر حق کے پابند ہو جائیں گے۔ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابی اہیو بن یزید بن قیس بن الازہر النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقہ الا انہ یرسل کثیرا من الخامسة مات سنة ست وتسعين وهو ابن خمسين او نحوها۔ کہ ابراہیم فقیر اور ثقہ ہیں اکثر احادیث مرسل بیان کرتے ہیں۔ کہتے اب تو ضعیف ہونا ان کا باطل ہو گیا۔ تہذیب میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اہل الکوفة کان رجلاً صالحاً فقیہاً قال الاعمش کان خیراً فی الحدیث وقال الشعبي ماتوا کذا اعلو منہ وقال ابو سعید العلا فی ہو مکثر من الامرسال وجماعة من الائمة صحوا مواسیلہ۔ کہ ابراہیم نخعی اہل کوثر کے مفتی اور صالح فقیر تھے۔ اعمش کہتے ہیں حدیث میں اپنے تھے شعبی نے کہا کہ اپنے بعد انہوں نے اپنے آپ سے کسی کو زیادہ عالم نہیں چھوڑا۔ ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراد کی تصحیح کی ہے۔ حضرت عائشہ سے لغات ثابت ہے حضرت زید بن القرم وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ میزان اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں مصرح ہے پس تابعی ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم ثقہ۔ صالح۔ خیر فی الحدیث۔ حجت ہیں۔ صحاح کے راوی ہیں۔ اگر ضعیف ہوں بزعم مؤلف تو صحاح ستہ کی روایات سے امان اٹھ جاتے گا۔ خصوصاً صحیح بخاری سے جس پر تقریباً ایمان و یقین ہے۔

قولہ ان کے بیٹے ضعیف ان کے پوتے ضعیف۔ اقول۔ ناظرین نے امام ابو یوسف اور امام ابن سلیمان اور ابراہیم بن یزید النخعی کے بارے میں تو توثیق معلوم کر لی اور

مؤلف رسالہ کا تعصب معلوم کر لیا کہ کہاں تک پہنچتی ہے کام لیا ہے اب الہام صاحب کے بیٹے اور پوتے کے متعلق سنیے۔ حافظ ذہبی نے میزان میں ابن عدی کے قول کو نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال الخطیب حدث عن عمر بن ذر ومالك بن مغول وابن ابی ذئب وطائفة وعنه سهل بن عثمان العسكري وعبد المومن بن علی الرازی وجماعة ولی قضاء الرصافة وهو من كبار الفقهاء قال محمد بن عبد الله النصارى ما ولی القضاء من لدن عمر الی الیوم اعلو من اسماعیل بن حماد قیل ولا الحسن البصری قال ولا الحسن اه منفره ۱۰۔ خطیب کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پوتے اسماعیل نے فن حدیث کو عمر بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذئب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور ان سے سل بن عثمان عسکری اور عبدالمومن بن علی رازی اور ایک جماعت محدثین نے روایت حدیث کی ہے، شہر رصافہ کے قاضی اور فقہائے کبار میں سے ایک بڑے فقیہ تھے اور محمد بن عبد اللہ النصاری کہتے ہیں کہ عمر کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم کوئی قاضی نہیں ہوا کسی نے پوچھا کہ حسن بصری بھی ویسے نہیں تھے؟ تو جواب دیا کہ حسن بصری بھی ان کے علم کو نہیں پہنچتے تھے اور ان کے برابر کے علم میں نہ تھے یہ تو پوتے کی حالت تھی اب بیٹے کو شیخے۔ وبعض المتعصبین ضعفوا حتمادا من قبل حفظه كما ضعفوا باه الامام لكن الصواب هو التوثيق لا يعرف له وجه في قلة الضبط والحفظ وطمع المتعصب غير مقبول (تنسيق النظام)

اور بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے حماد بن ابی حنیفہ کو ضعیف کہا ہے جس طرح امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے مگر سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ثقہ تھے اور قلت ضبط و حافظہ کا کوئی سبب ان میں نہیں پایا جاتا تھا اور متعصب شخص کی جرح اور اس کا طعن مقبول نہیں بلکہ مزہود ہے۔ آگے چل کر ان کے متعلق اور بھی بیان آتے گا یہاں صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ محض تعصب کی بنا پر جو شخص بھی امام ابو حنیفہ سے

تعلق رکھتا ہے اس کو ضعیف اور مجروح کہا جاتا ہے۔ کون سا ایسا محدث ہے جس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ حتیٰ کہ امام بخاری اور امام مالک اور امام شافعی وغیرہ بھی نہیں بچے۔ اگر یہ لوگ ضعیف ہیں تو پھر ابو حنیفہ اور ان کے بیٹے اور پوتے اور اصناف اور استاذ الاستاذ کا ضعیف ہونا بجا و درست ہے ورنہ جو جواب دہاں ہے وہی یہاں ہے۔ وہ فرق مزوری ہے۔ یہ علمی میدان ہے علمی تحقیق ہونی چاہیے۔ کون اور بد تمیزی سے قابلیت اور لیاقت نہیں ثابت ہوتی مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ ذخیرہ اٹھنے سے نہ تلو اور ان سے یہ باز و مرے آزماتے ہوتے ہیں جس نے الجرح علی اصول الفقہ کا جواب العصارم المسلول دیکھا ہو گا وہ میرے اس قول کی تصدیق اچھی طرح کر سکتا ہے۔

قولہ۔ ان کے شاگرد ابو یوسف و امام محمد ضعیف الی قولہ پھر کیا ایسوں کو حدیث کا علم ہو گا۔ اقول بے شک صحیح ہے صحیح جھوٹ کو چر کر دکھانا کوئی تم سے سیکھ جاتے۔ ابتدا میں میں عرض کر چکا ہوں کہ محدثین کا سلسلہ۔ حدیث امام ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے اور سب اسی سلسلہ میں جکڑے ہوئے ہیں اس سے نکل نہیں سکتے۔ اگر یہ سب ضعیف ہیں تو جملہ محدثین ضعیف اور ان کا سلسلہ حدیث ضعیف ہے۔ ظاہر ہے کہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی امام محمد کے شاگرد۔ اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ لہذا امام احمد اور امام شافعی بھی ضعیف ہیں کیونکہ بقول مؤلف رسالہ امام محمد اور امام ابو یوسف ضعیف ہیں۔ العیاذ باللہ اور تعجب تو یہ امر ہے کہ امام احمد بن حنبل خود امام ابو یوسف کے شاگرد بلا واسطہ بھی ہیں اور ان کی شرط یہ ہے کہ سوائے ثقہ راوی کے اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے اور جب امام ابو یوسف ضعیف ہیں تو امام احمد کے ضعیف ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ یہ امام ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور جن کے شاگرد یحییٰ بن معین اور امام احمد اور علی بن الجعد اور بشر بن الولید اور امام محمد وغیرہ ہیں۔ ان حضرات نے فن حدیث امام ابو یوسف سے حاصل کیا چنانچہ ماہرین

فمن رجال سے معنی نہیں۔ امام ابو یوسف کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ابو یوسف صاحب حدیث اور عامل سنت ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں ابو یوسف منصف تھے۔ یحییٰ بن معین کا ایک اور قول ہے کہ اصحاب الراتے میں امام ابو یوسف سے زیادہ کوئی دوسرا حدیث بیان کرنے والا نہیں۔ سماء الاسلام میں ہے کہ امام ابو یوسف کو بیس ہزار نسخہ حدیثیں یاد تھیں۔ ناسخ احادیث کا کیا ذکر ہے، مگر ہاتے ابو یوسف کی شاگردی کے اس کی وجہ سے امام ابو یوسف میں حافظ حدیث اور اساتذوں کا استاد بھی ضعیف ہونے سے مدیحا بلکہ سب کو ضعیف بنا دیا۔

اسے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو شے ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر ہو
حافظ ابو نعیم اور ابو یعلیٰ اور ابو القاسم نجوی شاگرد فن حدیث میں بشر بن الولید کے ہیں اور بشر بن الولید امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ دوسرا سلسلہ امام ترمذی اور ابن خزیمہ امام مسلم کے شاگرد۔ اور امام مسلم امام احمد کے شاگرد اور امام احمد اسد بن عمرو قاضی کوفی کے شاگرد اور اسد بن عمرو ابو یوسف اور ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ان کے بارے میں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثقہ تھے خود امام احمد نے فرمایا صدوق صالح الحدیث تھے۔ ابی حمزہ کہتے ہیں اذنبو انذلا بائس بد کنوی کہتے ہیں کہ ان کے ثقہ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کی ہے لہذا یہی دلیل امام ابو یوسف کے ثقہ ہونے کی ہے کیونکہ جس طرح امام احمد امام ابو یوسف کے شاگرد کے شاگرد ہیں اسی طرح امام ابو یوسف کے بھی شاگرد ہیں عاتقہ لا سے یاد کیوں کیسی کسی۔

تیسرا سلسلہ امام ترمذی بخاری کے شاگرد اور امام بخاری امام احمد بن حنبل کے شاگرد۔ اور احمد بن حنبل کے شاگرد اور اسد بن عمرو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں لہذا تینوں سلسلے بقول متوفی رسالہ ضعیف ہوتے ع میں الزام ان کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا۔
چوتھا سلسلہ امام بیہقی دارقطنی اور ابو عبد اللہ حاکم کے شاگرد ہیں اور یہ دونوں ابو

حاکم کے شاگرد اور ابو احمد ابن خزیمہ کے شاگرد اور ابن خزیمہ امام بخاری کے شاگرد اور امام بخاری علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن ابی الازہر کے شاگرد اور بشر قاضی امام ابو یوسف کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ دارقطنی نجوی کے شاگرد اور نجوی علی بن مدینی کے اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ حاکم ابن حبان کے شاگرد اور ابن حبان ابو یعلیٰ کے شاگرد اور ابو یعلیٰ علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر بن الازہر کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ ابو داؤد صاحب سنن علی بن مدینی کے شاگرد اور علی بن مدینی بشر کے اور بشر امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ حدیث امام بخاری اور امام ترمذی اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابو زرعیہ پانچوں حافظ ذہبی کے شاگرد اور ذہبی بشر کے شاگرد اور بشر قاضی ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ حدیث امام بخاری شاگرد علی بن الجعد کے ہیں اور علی بن الجعد امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں دسواں سلسلہ ابن مردودہ ابو محمد عبد اللہ کے شاگرد اور ابو محمد ابو یعلیٰ کے شاگرد ابو یعلیٰ موسیٰ یحییٰ بن معین کے شاگرد ہیں اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ اور ابو زرعیہ اور ابن ابی الدنیا اور ابو القاسم نجوی اور عمرو ابو یعلیٰ موسیٰ علی بن الجعد کے شاگرد اور علی بن الجعد قاضی امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ یہ نمونہ کے طور پر دس سلسلے ہدیہ ناظرین کہتے ہیں تاکہ متوفی رسالہ کی برزہ سران ظاہر ہو جائے کہ ان کو علم حدیث کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر قاضی ابو یوسف علم حدیث سے واقف ہی نہ تھے تو یہ بڑے بڑے محدث فن حدیث میں کیوں ان کے شاگرد ہوتے اور ان کیوں ان سے علم حدیث حاصل کیا جن کو کچھ بھی نہ آتا تھا اور پھر خود ضعیف بھی تھے۔ اسی دکھانا ہے کہ ہادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔ الحمد للہ کہ ابھی اتنی قدرت ہے کہ ابھی سلسلے بیان کر سکتا ہوں اور جہاں پر ضرورت ہوگی بیان کروں گا مگر یہاں پر اتنے پر کفایت کر سیتے اور اب امام محمد کی طرف رجوع کر سیتے اور غور فرمائیے کہ ان کو بھی حدیث کا علم تھا یا نہیں۔ بلکہ اگرچہ وہ شخص جس نے امام محمد صاحب کی تصنیفات دیکھی ہوں جو تقریباً نو سو سالوں سے چھوٹی تھی

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ ابو زرہ۔ ابن ابی الدنیا یہ پانچوں امام احمد کے شاگرد اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور امام شافعی روایت حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں دوسرا سلسلہ علی بن مدینی اور بخاری دونوں معلی بن منصور کے شاگرد اور معلی بن منصور امام محمد کے شاگرد ہیں۔ تیسرا سلسلہ ابن مردویہ ابو القاسم ہرانی کے شاگرد اور ہرانی امام عطاءوی کے شاگرد اور امام عطاءوی یونس بن عبدالاعلی کے شاگرد اور یونس علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد فن حدیث میں امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چوتھا سلسلہ ابو عوانہ ابن عدی کے شاگرد اور ابن عدی ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ پانچواں سلسلہ ابن مردویہ اور حافظ ابو نعیم ابو الشیخ اصمغانی کے شاگرد اور اصمغانی اور ابن حبان ابو یعلی کے شاگرد اور ابو یعلی یحیی بن معین کے شاگرد اور یحیی علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ چھٹا سلسلہ ابو حاتم علی بن مجہد کے شاگرد اور علی محمد کے شاگرد ہیں۔ ساتواں سلسلہ قاسم بن سلام علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد بن الحسن کے شاگرد ہیں۔ آٹھواں سلسلہ محمد بن اسحاق صاحب معاری علی بن مجہد کے شاگرد اور علی بن مجہد امام محمد کے شاگرد ہیں۔ نواں سلسلہ اسحاق بن منصور علی بن مجہد کے شاگرد اور علی امام محمد کے شاگرد ہیں۔ دسواں سلسلہ امام بخاری اور امام ترمذی شاگرد یحیی بن اکثم کے اور یحیی امام محمد صاحب کے فن حدیث میں شاگرد ہیں۔ یہ دس سلسلے نمونہ ہدیہ ناظرین ہیں غرض اس سلسلہ سے کوئی محدث پرچ نہیں سکتا اگر امام محمد ضعیف ہیں تو یہ سب بھی ضعیف ہیں۔ نیز علم حدیث سے یہ حضرات واقف نہیں۔ العظمت اللہ یہ ثابت ہو کہ امام محمد نہ تو ضعیف ہیں اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ ان کو حدیث کا علم نہیں تھا اور نہ یہ بڑے بڑے محدث ان کے قیامت تک شاگرد نہ ہوتے مولف رسالہ بیہتم بصیرت کھول کر نور سے دیکھیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے۔ گو مضمون طویل ہو گیا ہے مگر فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ طرز جدید اور نئی بات ہے جس کی اہل علم اور اہل النصاب ضرور داد دیں گے۔

قولہ پہلے ایک کلام مجمل سنو۔ قیام اللیل صفحہ ۱۲۴ میں ہے کہ حدیثی علی بن

حدیث وفتہ سیر وغیرہ میں ہیں۔ امام محمد کے تبحر علمی اور حدیث دانی سے ابھی طرح واقف ہو گا لیکن مولف رسالہ جیسے حضرات کی بصیرت کے واسطے یہاں پر ذکر کرتا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو کر حق ظاہر ہو جائے۔ ان کے حدیث میں معتبر ہونے کے واسطے یہاں پر صرف ایک قول علی بن مدینی کا نقل کرتا ہوں۔ حافظ ابن حجر لسان المیزان میں عبداللہ بن علی بن مدینی سے نقل کرتے ہیں کہ میرے والد علی بن مدینی فرماتے تھے کہ محمد بن الحسن الشیبانی حدیث میں صدوق تھے۔ یہ علی بن مدینی کو ہی شخص ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ اور کتب رجال میں تصریح ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے لہذا کہنا کہ امام محمد ضعیف ہیں غلط ہو گیا۔

اب سنتے امام محمد کی پیدائش ۱۳۵ھ میں ہوئی اور ۱۸۹ھ میں انتقال ہوا۔ امام محمد نے فن احیاء امام ابو یوسف اور امام مالک اور امام اوزاعی۔ مسعر بن کدام۔ سفیان ثوری۔ عمرو بن دینار۔ مالک بن مغول۔ ربیع بن صالح اور بکیر وغیرہ محدثین سے حاصل کیا خاص امام مالک سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنیں اور یاد لیں۔ تقریباً تین سال امام مالک کی خدمت میں رہے۔ اپنے زمانہ میں بغداد میں حدیث کا درس دیتے تھے امام محمد صاحب سے امام شافعی اور ابو سلیمان جوزجانی۔ ہشام اللہ زہری۔ علی بن مسلم الطوسی۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام۔ خلف بن ایوب۔ ابو حفص کبیر۔ یحیی بن اکثم۔ موسی بن نعیم۔ رازی۔ محمد بن ساعد۔ معلی بن منصور۔ ابراہیم بن رستم۔ عیسیٰ بن ابان۔ محمد بن مقاتل۔ شداد بن حکیم۔ علی بن مجہد وغیرہ محدثین نے حدیث پر زہری۔ امام محمد کو فن حدیث میں بقول مولف رسالہ کچھ قابلیت نہ تھی تو یہ محدث ایوں ان کے شاگرد ہوتے اور کیوں ان سے احادیث روایت کیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی علم حدیث سے واقف نہ تھے جس تو ایک ضعیف غیر عالم حدیث امام محمد سے حدیث کو پڑھا اور ان کے حلقہ درس حدیث میں داخل ہو کر ان کی شاگردی کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑھ لگایا۔ اللہ وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ بقول اس کے متعلق آگے آرہی ہیں ناظرین منتظر رہیں۔ یہاں پر چند سلسلوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ سلسلہ اول

سعید النسوی قال سمعت احمد بن حنبل يقول هؤلاء اصحاب
ابی حنیفة لیس لهم بصرف شیء من الحدیث ما هو الا الجراة انتھن
اقول اولاً بہت ہی تعجب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ تو امام صاحب کے احوال میں لکھا
ہے اور امام احمد کے قول کو شاگردان ابو حنیفہ کے بارے میں پیش کرتے ہیں کہ ان کو
حدیث دانی میں کچھ دخل نہیں سبحان اللہ کیا اچھا کسی نے کہا ہے

پر خوش گنت ست سعدی در زلیخا الایا ایسا ساقی اور کاشا و نا و لیا

بالفرض اگر اس قول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو امام ابو حنیفہ کی ذات پر اس سے کیا
اثر پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے شاید یہ آیت کبیرہ نہیں پڑھی نہ تو ردا زورہ و ذرا خوی
اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ صحیح فن حدیث میں بصارت نہیں رکھتے تھے۔
امام ابو حنیفہ کا فن نہ ذات کی جرح اور تعدیل میں اعتبار کیا جاتا تھا۔ اگر ابو حنیفہ کو علم حدیث
میں بصارت نہیں اور فن رجال حدیث سے واقف نہیں تو ان کے قول کا اعتبار جرحاً و
تعدیلاً کیوں کیا جاتا تھا۔ دیکھو عقود الجواہر الخفیہ کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۸ کو اس میں یہ عبارت
حافظ ابن عبد البر کی کتاب العلم سے منقول ہے ثم ان تضعیف زید نقل عن الامام
قال المنذری ما علمت احداً ضعفه الا ان ابن الجوزی نقل عن ابی حنیفة
انه مجہول وكذا قال ابن حزم اه قلت يدل علی جہالتہ ان العاکم لما اخرج
هذا الحدیث من طریق یحیی بن ابی کثیر عن عبد اللہ بن یزید عن زید
بن ابی عیاش عن سواد شوق قال لویخرجہ الشیخان لما خشیا من جہالتہ
زید وقال الطبری فی تہذیب الاشارة علی الخیر بان زیداً تفرّد بہ
وہو خیر معروف فی نقیة العلو فہذا ابن جریر والحاکم ویدل
کلام مہند علی جہالتہ فکیف یقول المنذری ما علمت احداً ضعف زیداً
الاما ذک ہ ابن الجوزی ہا فی اخرہ ولو سلّموا الفراد الامام فی تہذیبہ وتضعیفہ
کفانا ذلک فان کلامہ مقبول فی الجرح والتعدیل اذا قالت حداء وقد عقد
ابن عبد البر فی کتابہ مع علو بابانی ان کلام الامم یقبل فی الجرح والتعدیل

تراجمہ ۱۰ پھر زید کی تضعیف امام ابو حنیفہ سے منقول ہے۔ منذری کہتے ہیں مجھ کو
علم نہیں کہ کسی نے زید کو ضعیف کہا۔ جو اس قول کے کہ ابی جوزی نے امام ابو حنیفہ سے
نقل کیا ہے کہ زید مجہول ہیں اور اسی طرح ابن حزم نے کہا ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
کہ زید کے مجہول ہونے پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ جس وقت حاکم نے یحییٰ بن ابی کثیر
نے طریق سے تخریج کی جو عبد اللہ بن یزید سے اور زید ابی عیاش سے اور زید سے سے
روایت کرتے ہیں تو حاکم نے کہا شیخان نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی کیونکہ ان دونوں
نے جہالت زید کا خوف کیا اور امام طبری نے تہذیب الآثار میں فرمایا کہ یہ حدیث تفسیر زید
کی وجہ سے معلول ہے اور ناقصین علم میں وہ غیر معروف ہیں۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں
پس ابی جریر اور حاکم کا کلام زید کے مجہول ہونے پر وال ہے لہذا منذری کس طرح کہتے
ہیں کہ سوائے ابو حنیفہ کے اور کسی نے زید کو ضعیف نہیں کہا اور اگر زید کی تہذیب و تضعیف
میں امام حنیفہ کو متفقہ ہی تسلیم کر لیا جائے۔ جب بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ ان کا قول روایت
کے جرح و تعدیل میں مقبول ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع العلم میں اس
امر کا ایک مستقل باب باندھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں معتبر ہے۔ اس
کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ لہذا اگر امام ابو حنیفہ کو بصارت فی علم الحدیث نہ ہوتی تو کیوں ان کا قول
جرح و تعدیل میں مقبول ہوتا۔ امام ترمذی نے خود کتاب العلل میں امام صاحب کا قول جرح
و تعدیل کے بارے میں نقل کیا ہے چنانچہ جامع ترمذی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۳۲ میں
یہ عبارت موجود ہے۔ حد ثنا محمود بن غیلان ثنا ابو یحییٰ العصفانی قال
سمعت ابا حنیفة یقول ما رأیت الا کذب من جابن الجعفی ولا افضل من
عطاء بن ابی رباح انتھن۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم سے محمود بن غیلان نے بیان
کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو کہتے ہوئے
سنا کہ ہا بر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطا بنی ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام
ترمذی نے جابر کی جرح میں اس قول کو نقل کیا ہے اس سے ہر صنعت اس امر کو اچھی طرح
معلوم کر سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ فن رجال میں کس پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ابن جریر نے تقریباً

میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی روایت ترمذی اور نسائی میں ہے۔ لیکن غصب یہ ہوا ہے کہ معاندین نے عدالت امام کی وجہ سے کتابوں میں سے نکال دیا۔ اللہ تیسری شان کے قربان۔

دوسری عرض یہ ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں کی ہی کیا خصوصیت ہے اور ائمہ کے شاگرد بھی ایسے نکلیں گے کہ جن کو علم حدیث میں کچھ بھی بصارت نہیں۔ چنانچہ کتب رجا کے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ان کو گنا تلویح لاطال ہے۔

تیسرے اگر امام احمد کے قول سے کلیہ مراد ہے تو قطعاً غلط ہے کیونکہ سیکڑوں شاگرد امام صاحب کے فن حدیث کے امام اور شیوخ تسلیم کئے گئے ہیں۔ نمونہ چند ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ قول امام احمد کا کساں تک صحیح ہے۔ اول ویح بن الجراح جو امام محدث حافظ عراق کو فنی ہیں تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ انہوں نے حدیث ابو حنیفہ سے پڑھی اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے ویحی بقول ابی حنیفۃ اہ ان کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ ویح سے بڑھ کر میں نے قوی الحافظ اور جامع علم کسی کو نہیں دیکھا۔ ویح جیسا شخص میری نظر سے نہیں گورا کہ وہ حدیث کے جی حافظ تھے اور فتویٰ بھی تھے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ویح سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا وہ رات جہر نماز پڑھا کرتے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے ان کے شاگرد

امام احمد عبد اللہ بن مبارک، علی بن المدینی، یحییٰ بن اکثم، اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ ابن معین، احمد بن یحییٰ وغیرہ محدث ہیں۔ یہ وہی ویح ہیں جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ کیا ان کو فن حدیث میں بصارت نہیں تھی اور تعجب تو یہ ہے کہ باوجود بصارت نہ ہونے کے پھر امام احمد شاگردان کے ہو گئے۔ مؤلف رسالہ امام احمد کی طرف سے جواب دیں دوڑے۔ یزید بن ہارون حافظ حدیث اور شیخ الاسلام کہلاتے تھے حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں انہوں نے فن حدیث عاصم احمدی اور امام ابو حنیفہ اور یحییٰ بن سعید اور سلیمان جعی سے حاصل کیا۔ اور امام احمد اور علی بن المدینی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید وغیرہ نے

ان سے حدیث حاصل کی ہے۔ ابن مدینی کہتے ہیں میں نے یزید سے بڑھ کر کسی کو قوی الحافظ نہیں دیکھا۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ یزید بچے حافظ حدیث تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یزید ثقہ امام تھے۔ لہذا اب یہ مؤلف رسالہ سے دریافت کرنا ہے کہ یزید کو فن حدیث میں بصیرت تھی یا نہیں اور یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ تیسرے فضل بن دکین کو فنی جن کی کینت ابو نعیم سے حدیث کے حافظ ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے امام احمد اسحاق بن راہویہ، ابن معین ذہبی، امام بخاری، دارمی، ابن مبارک وغیرہ محدثین نے حدیث کی روایت کی ہے۔ مؤلف رسالہ فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں یا نہیں اور ان کو فن حدیث میں کمال حاصل تھا یا نہیں۔ چوتھے ابو عبد الرحمن عبد اللہ عمری کو فنی مقرر ہیں تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ اور شعبہ بن حجاج سے حدیث حاصل کی۔ یہ امام بخاری کے استاذ ہیں امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے۔ اگر علم حدیث میں ان کو بصیرت نہیں تو امام بخاری جیسے شخص نے ان سے کیوں حدیث کی روایت کی اور کیوں ان کی شاگردی میں داخل ہوئے۔ مؤلف رسالہ سے جواب طلب ہے کیا ابو حنیفہ کے حدیث میں یہ شاگرد نہیں تھے۔ پانچویں عبد الرزاق بن حمام عمیری صنعانی حافظ کبیر ہیں انہوں نے بکثرت احادیث امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہیں امام صاحب کے حالات میں حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں وحدث عنہ ویحید بن ہارون وسعد بن العسلط والسو عاصم وعبد الرزاق وعبید بن موسیٰ والوفیو والیوعبد الرحمن المعزنی ولبشر کشیراہ اب مؤلف رسالہ فرماتے ہیں کہ عبد الرزاق جو امام صاحب کے شاگرد ہیں محدث تھے یا نہیں۔ چھٹے امام ابو یوسف القاضی شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کے ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث کی فہرست میں شمار کیا ہے خود امام احمد حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ سب سے پہلے ان ہی کی شاگردی حدیث میں اختیار کی۔ ان کے بارے میں امام احمد کا قول ہے کہ ابو یوسف حدیث میں منصف تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں صاحب حدیث اور عادل سنت تھے۔ ان سے علاوہ امام احمد

کے ان محدثین نے حدیث پڑھی ہے۔ یحییٰ بن معین، علی بن الجعد، بشر بن الولید، امام محمد وغیرہ۔ اگر ان کو حدیث میں کچھ دخل نہ تھا تو ان حضرات نے کیوں ان سے حدیث حاصل کی۔ ساتویں یحییٰ بن ابراہیم، ہر اسانی مانفذ حدیث ہیں انھوں نے یہی علاوہ امام جعفر، اور ہمز بن حکیم، ابن جریج، زینرہ کے ابو حنیفہ سے حدیث پڑھی ہے یہ بھی اصحاب ابی حنیفہ میں داخل ہیں۔ ان کے بارے میں ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ثبت، دارقطنی نے کہا ثقہ مامون۔ ان سے امام احمد، امام ہناری، یحییٰ بن معین وغیرہ نے حدیث حاصل کی۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب اصحاب مام کو حدیث میں بصدالت نہیں تو یحییٰ بن ابراہیم کو ان حضرات نے اپنا شیخ کیوں بنایا اور وہ بھی حدیث میں مؤلف رسالہ اس کا جواب دیں۔ آٹھویں امام زفر بن النذیل العنبری مانفذ ذہبی میزان میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں، فقہاء میں سے ایک فقیہ اور عابدوں میں سے ایک عابد صدوق تھے۔ ابن معین اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیح کی ہے۔ احد الفقہاء والعباد وثقہ غیری واحد وابن معین اہ یہ وہی زفر ہیں جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں۔ پھر ان کی اتنی تعریف امام ذہبی کیوں کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام ذہبی اور یحییٰ بن معین وغیرہ کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں ان کو فن حدیث میں کچھ مہارت نہیں ورنہ صدوق اور ثقہ نہ کہتے۔ مؤلف رسالہ جواب۔ مرحمت فرماتیں کہ اس کامل کس طرح ہے۔ دسویں شعبہ۔ سفیان بن عیینہ۔ لیث بن یلم، زفر بن شعیب، عبدالشہر بن مبارک، فضیل بن عیاض، ابوداؤد الطیالسی، حفص بن غیاث، یحییٰ بن ابی زائدہ۔ اسد بن عمرو۔ یحییٰ بن زکریا وغیرہ محدثین علم حدیث میں کچھ دخل رکھتے تھے یا نہیں کیونکہ یہ سب امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور ان کے اصحاب کہلاتے ہیں اگر انکار کیا جاوے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ مؤلف رسالہ سوچ مجھ کو جواب دیں۔ ناظرین کی وسعت معلومات کے واسطے ان حضرات کا شمار کرنا پڑا نیز امام احمد کے قول کی جانچ بھی اس سے ہو جائے گی کہ کہاں تک صحیح ہے۔ چوتھے یہ قول امام احمد کے اس قول کے منافی ہے جس میں انھوں نے امام ابو یوسف کی تعریف کی ہے جو اجماعی گزر چکا۔ چہ۔ پانچویں یہ قول امام احمد کا یحییٰ بن معین کے قول کے منافی ہے جس

کو حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع العلم میں نقل کیا ہے اور وہاں سے عقود الجواہر الملیفہ کے مقدمہ میں نقل کیا گیا ہے جس میں یہ ہے کہ ہمارے اصحاب امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے بارے میں زیادتی کرتے ہیں اور ہر سے بڑھ جاتے ہیں کسی نے یحییٰ سے پوچھا کہ ابو حنیفہ کیا جھوٹ بولتے تھے انھوں نے جواب دیا نہیں۔ فقد روی عباس بن محمد الدوری قال سمعت یحییٰ بن معین یقول اصحابنا یغرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ اکان ابو حنیفۃ یکذب قال کانت انبل من ذلک اہ (عقود الجواہر ص ۱۷) اس قول سے معلوم ہوا کہ اصحاب ابی حنیفہ کو جو بڑا کہا جاتا ہے یہ زیادتی ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔ لہذا امام احمد کا قول معتبر نہیں چھٹے بعض معاصر کی جرح بعض دوسرے معاصر کے حق میں مقبول نہیں ہوتی۔ پس امام احمد کی یہ جرح مقبول نہیں کیونکہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں۔ امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو بن عامر الکوفی وغیرہ سے حدیث پڑھی ہے چنانچہ گزر چکا۔ سائنس ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں قاضی ابو یوسف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ سمع هشام بن عروہ و ابوالسحق الشیبانی و عطاء بن السائب و طبقتہم و عنہ محمد بن الحسن الفقیہ و احمد بن حنبل ابی اسد بن عمرو کے تعلق طبقات حنفیہ میں تصریح ہے پس ثابت ہوا کہ امام احمد اصحاب ابی حنیفہ کے معاصر ہیں اور جب معاصر ہوتے ان کا قول ان کی جرح میں معتبر نہیں۔ معلوم ان معجزہ قول۔ الغصوفی خصمہ لا یوجب القبح فی واحد منهما فہذا کلام احد المتشاجرین فی الاخر اہ (منہاج السنۃ) قول الاقران بعضہم فی بعض غیر مقبول وقد صرح العافظان الذہبی وابن حجر بذلک قال ولا سیما اذا لاج انہ لعداۃ او لمذہب او لحد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصرا سلوا اہلہ من ذلک الا عصر النبیین والصدیقین اہ (خبرات الحسان) حافظ ابن حجر مکی خیرات حسان میں فرماتے ہیں۔ اقران کا کلام اپنے ہم عمروں کے بارے میں معتبر نہیں اور حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر مستطانی نے اس کی تصریح کی ہے خصوصاً

اس وقت تو بالکل ہی معتبر نہیں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ کلام کسی عداوت یا اختلاف مذہب یا حسد کی وجہ سے ہے کیونکہ حسد یہ ایک ایسی بلا اور بیماری ہے کہ اس سے جس کو خدا بچاتے وہی بچ سکتا ہے ورنہ نہیں، ذہبی فرماتے ہیں میرے علم میں سوائے انبیاء اور صدیقین کے زمانہ کے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس کے اہل اس حسد سے بچے ہوتے اور محفوظ ہوں۔ پس یہاں اختلاف مذہب اور حسد و عداوت کی صورت ممکن ہے۔ لہذا اس قول امام احمد سے استدلال صحیح نہیں اور اصحاب ابی حنیفہ پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ ساتویں یہ قول امام احمد کا خود اُن کے قاعدے اور اصل کے معارض ہے صحیح ابن تیمیہ والتقی السبکی والسخاوی ان الامام لا یروی الا عن ثقتہ (تفسیق النظام)، ابن تیمیہ اور سبکی اور سخاوی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ امام احمد ثقہ کے سوا اور کسی سے روایت ہی نہیں کرتے۔ لہذا امام ابو یوسف اور اسد بن عمرو وغیرہما سے امام احمد کا حدیث کی روایت کرنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ ان کے نزدیک ثقہ اور اصحاب حدیث ہیں، پس جرحی قول کا اعتبار نہیں، آٹھویں حقیقت میں یہ قول اُن کا جرح ہی نہیں تاکہ ضعف ثابت ہو جس کے درپے معصوف رسالہ ہے، ومن ادعی فعلیہ البرہان بالبیان ثریں اگر بالفرض جرح بھی ہو مجمل وہم ہے جو مقبول نہیں کیونکہ لیس لہو بصر، لیشی من الحدیث قائم مقام لیس بعدیا وغیرہ کے ہے اما الطعن من ائمة الحدیث فلا یقبل مجملہ ای ہمسفا ہان قبیل ہذا الحدیث غیر ثابت او منکوحا وفلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث او مجروح او لیس بعدل من غیر ان یدکر سبب الطعن وهو مذہب عامۃ المحدثین والفقہاء (ادکشف اصول البزدوی)، ائمہ حدیث کا کسی حدیث یا راوی میں مبہم طعن کرنا معتبر نہیں اور حدیث کو درجہ اعتبار سے عمرانا نہیں، مثلاً کوئی محدث یوں کہے کہ فلاں حدیث ثابت نہیں یا منکر ہے، یا فلاں راوی متروک الحدیث یا ذاہب الحدیث یا مجروح یا غیر عادل ہے تو یہ جرح مبہم مقبول نہیں جب تک سبب طعن وجرح کو ذکر نہ کرے، عامہ محدثین اور فقہا کا یہی مذہب ہے لہذا

صورت مذکورہ اور حالت موجودہ میں اصحاب ابی حنیفہ پر امام احمد کے قول مذکور سے کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ دسویں اس قول کا عداوت اور اختلاف مذہب پر مبنی ہونا اس امر سے ظاہر ہے کہ محمد بن نصر المرزئی اس قول کو تین رکعت وتر کے بیان میں لاتے ہیں اور چونکہ تین رکعت مذہب جو ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا ہے محمد بن نصر المرزئی کے خلاف ہے اور اسی خلاف مذہب کی وجہ سے امام صاحب کے بارے میں جو الفاظ انھوں نے استعمال کئے ہیں وہ محمد بن نصر مرزئی کی شان میں عیب پیدا کرتے ہیں ص ۱۲۵ طے ظن بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن نصر مرزئی کو امام صاحب پر بہت طیش آ رہی ہے، اسی بنا پر فرماتے ہیں وزعموا النعمان ان الوتر ثلاث وزعمو انه لیس للمساقر ان یوتر علی دابته وزعموا انه من نسى الوتر فذکرہ فی صلوٰۃ الغداۃ بطلت صلوٰتہ وقولہ ہذا خلاف للاخبار الثابتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وخلاف لما اجمع علیہ وانما اتی من قلة معرفتہم بالاخبار وقلة مجالستہ للعلماء (۱) یہ عبارت ان کی باطنی ندا پکار رہی ہے کہ محمد بن نصر غصہ میں مجھ سے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے سختی سے کلام کر رہے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ان کے خلاف ہے وہ اپنے زعم فاسد میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ تین رکعت وتر کا نصوص مدثریہ سے کہیں ثبوت نہیں، نیز وجوب کو بمعنی قرین قطعی سمجھ بیٹھے و نیز وتر کو وہ محض نفل نماز سمجھ گئے اس لئے ابو حنیفہ پر انھیں نکال رہے ہیں اور امام کے قول کو زعم سے تعبیر کر کے احادیث اور صحابہ اور اجماع اہل علم کے خلاف بتاتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ خود انہوں نے اسی باب میں صحابہ اور تابعین اور دیگر علماء سے تین رکعت وتر جو نازل کیا ہے پھر صحابہ کے خلاف اور اجماع اہل علم کے مخالف امام کا مذہب کیوں ہو گیا یہ صرف مخالفت مذہب کا غصہ ہے اور کچھ نہیں ان کو تو اسی پر بس کرنا چاہیے کہ کسی معنی نے ان میں کلام نہیں کیا ورنہ وہ ان کے قول کا ایسا ہی سخت جواب دیتا جو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی شان میں سو۔ ادبی کی ہے کہ اخبار کا چونکہ ان کو علم اور علماء کی صحبت

میں بیٹھنے کا ہست کہ اتفاق ہوا۔ اس لئے احادیث اور صحابہ اور اجماع کے خلاف کی نوبت آتی سبحان اللہ کیا کتنا ہے کہ محمد بن نصر مروزی ابو حنیفہ کے تلامیذ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اس پر یہ مرہ ہے کہ اگر اخبار و احادیث کا علم کم ہوتا تو امام ذہبی حافظ اسلام میں ابو حنیفہ کو ذکر نہ کرتے اور فضائل و مناقب کو ذکر نہ کرتے اور مجالس علماء میں شرکت کی حالت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چار ہزار علما۔ ان کے شیوخ میں داخل ہیں لہذا یہ کتنا کہ علما کی صحبت کم ہوتی اس لئے اس کے خلاف کی نوبت پہنچی عدم واقفیت کی دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس عبارت کے بعد جو انہوں نے امام احمد کا قول نقل کیا ہے عداوت اور اختلاف مذہب کی مین دلیل ہے جو عبارات بالا کے اعتبار سے قابل قبول نہیں۔ اس قول کی وجہ سے وہ خود مستحق جرح ہو گئے۔

قولہ۔ اجماع اصحاب ابی حنیفہ کو اجماعی رہنے دیجئے۔ کل کے کل کو ذوالے ایسے ہی تھے چنانچہ تدریب الراوی صفحہ ۱۳ میں ہے کہ کوفہ والوں کی حدیثوں میں کدورت ہے اور غلیب بغدادی نے کہا کہ کوفہ والوں کی روایتوں میں بہت کدورت ہے الخ۔ اقول ۶ این کار از تو آید و مردان چنیں کنند۔ نو چلو فیصلہ ہی ہو گیا۔ اب تو ناظرین علم حدیث ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ نہیں بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ وغیرہ حدیث کی کتابوں کو بھی اب معتبر نہ سمجھئے۔ کیونکہ اہل کوفہ ضعیف اور ان کی تمام روایتیں ضعیف اور کدورت والی ہیں اور قسمت سے صحاح ستہ میں کوفی راوی بہت سے ہیں۔ خصوصاً شیخین پر سے اب ایمان کو دور کر دیجئے۔ اگر کوفی روایات سب کے سب بقول مولف رسالہ قوی الحافظ عادل۔ حافظ۔ ضابطہ۔ ثمر نہیں تھے تو ان حضرت نے کیوں کوفیوں سے روایات نقل کیں۔ بخود کے طور پر چند کوفی محدث ناظرین اور مولف رسالہ کے اطمینان قلب کے واسطے پیش کرتا ہوں ملاحظہ کے بعد مولف رسالہ کو داد دیں اور ان کی عقل نام پر چار آنسو بہاویں۔ علیقمۃ بن قیس نسخی کوفی ثقہ ثبت فقیہ عابد مروی لہ السنۃ (تقریب) قاسم بن مخیمرة ابو عمرو ہمدانی کوفی ثقہ فاضل مروی لہ البقاسی و مسلو والاربعة اھد تقریب) عبدالرحمن

بن لیلیٰ الانصاری کوفی ثقہ مروی لہ السنۃ (تقریب) صلۃ بن زفر حبسی کوفی ثقہ جلیل مروی لہ السنۃ (تقریب) شفیق بن سلمۃ الاسدی کوفی ثقہ مخضرم مروی لہ السنۃ (تقریب) شریح بن ہانی حارثی کوفی مخضرم ثقہ (تقریب) شریح بن النعمان ضائدی کوفی (ترمذی) شریح بن الحارثی کنندی کوفی قاضی و شریح بن ہانی کوفی (ترمذی) سعید بن جبیر اسدی کوفی ثقہ ثبت فقیہ مروی لہ السنۃ (تقریب) سالع بن ابی الجعد غطفانی اشجعی کوفی ثقہ مروی لہ السنۃ (تقریب) سائب بن مالک والد عطاء کوفی ثقہ رتقریب) سفیان بن عیینہ ثقہ حافظ فقیہ امام حجة مروی لہ السنۃ (تقریب) اصل پیدائش کوفہ کی ہے ضیاء الساری) حبیب بن ابی ثابت اسدی کوفی ثقہ فقیہ جلیل مروی لہ السنۃ (تقریب) محمد بن المنشر ہمدانی کوفی ثقہ (تقریب) مسعم بن کدام ہمدانی کوفی ثقہ ثبت فاضل مروی لہ السنۃ (تقریب) مسلم بن صبیح ابو الصخی عطاء ہمدانی کوفی ثقہ فاضل (تقریب) موسیٰ بن ابی عایشۃ ہمدانی کوفی ثقہ عابد مروی لہ السنۃ (تقریب) منصور بن المعتمر سلمی کوفی ثقہ ثبت مروی لہ السنۃ (تقریب) یہ اثنت اہل کوفہ ہیں (ترمذی) معارب بن دثار سدوسی کوفی قاضی ثقہ امام زاہد مروی لہ السنۃ (تقریب) ہشمان بن عاصم بن حصین اسدی کوفی ثقہ ثبت سنی مروی لہ السنۃ (تقریب) ان کی نظیر صحیحین کے روایات میں نہیں ہے۔ (نووی شرح مسلم) یہ کوفہ کے بس محدثوں کے نام میں نے پیش کئے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے حافظہ ثقاہت، عدالت، ضبط حدیث، فقاہت۔ اتقان کے جملہ محکمین قائل ہیں۔ یہ وہ ائمہ ہیں کہ جن سے بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ وہ روایات حدیث ہیں جن میں کسی قسم کی خرابی کوفی متنفس ثبات نہیں کر سکتا۔ یہ وہ محدثین ہیں جن کی حدیثیں اور راویوں کے اعتبار سے زیادہ مستند

ہیں۔ یہ وہ راوی ہیں کہ کتب حدیث خصوصاً صحاح ستہ کا مدار ان ہی جیسے حضرات پر ہے۔ پس منہ اشکار یہ کہ دنیا کہ تمام کو ذوالولہ کی حدیث میں کہ ورت ہے غلط اور بالکل غلط ہے اور نہ خطیب اور صاحب تدریب کی یہ مراد ہے ورنہ یہ قول ان کا نکتہ عقلاً دونوں طرح غلط ہے جس کی طرف ادلہ عقل والا توجہ نہیں کر سکتا۔ نیز یہ جرح مبہم ہے جو مقبول نہیں چنانچہ گزر چکا۔ عوام کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے ورنہ اظہار حق اس کا نام نہیں ہوتا کہ ابو حنیفہ کی عداوت میں جو جی میں آیا بک دیا اور اس کا خیال نہ فرمایا کہ نکل فرعون موسیٰ مگر آپ کیا کریں۔

نیش مقرب نہ از پے کین ست متقضاتے لطیفش این ست
ناظرین! یہ ہے ان حضرات کا علی سرمایہ اسی پر اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ظاہری ایمان یہ سب مع ما اہل حدیثیم و دغارا نہ شناسیم۔

قولہ: پس جب سب کے سب ایک ہی لامعی کے ٹکے ہیں تو امام ابو حنیفہ کیسے قوی الحافظ ہو سکتے ہیں! اقول: ناظرین! ابھی آپ کو دو در اور پانی علیحدہ ہو کر معلوم ہو چکا ہے جس پر مولف کو بہت فخر ہے اس کی حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے کہ یہ صرف دھوکہ ہے جس کی توت پر ناز تھا اس کا تار تار علیحدہ علیحدہ ہو گیا ہے کو ذوالے اور عراق والے قوی حافظ اور امام ابو حنیفہ بھی قوی حافظ ہیں جیسی تو حافظ ذہبی شافعی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ذکر کیا اور بہت ثنا و صفت کی ہے مگر

ہنر بہتم عداوت بزرگتر عیب ست گل ست سعدی در چشم دشمنان خار ست
نمانیا اگر بغرض محال یہی تسلیم کر لیا جاتے کہ کو ذوالے عراق والے ضعیف اور کٹر حافظ والے تھے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ابو حنیفہ بھی ایسے ہی تھے حضرت میں اس میں لزوم عادی بھی نہیں مطلقاً تو کہا ان دونوں میں ملازمت ثابت کرنا آپ کے ذمہ ہے ورنہ اثبات مدعا سے آپ کو سوں دُور ہیں و ورنہ غلط التباد۔ ثنائیہ دونوں قول جو آپ نے تدریب سے نقل کئے ہیں تفسیر مملہ ہے جو قوت جزئیہ میں ہے۔ پس ثبوت مدعا میں ناکافی ہیں اور اگر کلیہ مراد ہے تو بالکل غلط ہے جو ابھی بیان کر چکا ہوں اور ایک فقرہ

فہرست ناموں کی گنا چکا ہوں۔ اس خرابی کے ابطال پر دلیل قائم کرنا چاہیے مگر سب سب کے پاؤں رکنا سیکھ میں شیخ جی صاحب یہاں بگڑی اچلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں یہ وہ گڑ نہیں ہے جو چھوٹے کھا جاتیں۔ بلکہ یہ مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ابو جہل اور ابولہب کی عداوت میں مکہ کے تمام صحابہ وغیرہ کو بُرا کہنے لگے یا ایک مسلمان کو بُرا کام کر کے تو اس کی وجہ سے تمام بُرے ہو جاتیں یا ایک نے کوئی حق بات کہی تو سب سے عداوت رکھنی ضروری ہے۔ یہ عجب منطقی ہے جس کو اہل حدیث زمانہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

قولہ: اب ابو حنیفہ کی بابت خاص قول سنو۔ تخریج ہدایہ ابن حجر فاروقی فی حاشیہ صفحہ ۹۲ میں ہے۔ قال صاحب المنتظم عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال سألت ابی عن ابی حنیفۃ فضعفہ جدا انتہی یعنی علی بن مدینی کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ علی بن مدینی سے ابو حنیفہ کا حال پوچھا تو انہوں نے نہایت ضعیف بتلایا اہ اقول:۔

ہوشیار! اسے چرخِ ظالم ہوشیار! دیکھ ہم نے آہ آشبار کی
ناظرین! یہ وہ عبارت ہے جس پر متوفی رسالہ کو ناز ہے اسی عبارت کی وجہ سے حافظ ابن حجر مؤمنین امام ابو حنیفہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب وہ کتاب ہے جس میں انہوں نے اقرب الی الصواب اور اعدل او بیع قول لکھنے کی شرط کی ہے۔ اس میں امام ابو حنیفہ کا ترجمہ لکھا ہے لیکن کوئی لفظ اس عبارت میں ایسا نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کا وہم بھی ہو۔ وہ فرماتے ہیں: النعمان بن اثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس ویقال مولیٰ بنی تیسو فقیہ مشہور من السادسة مات سنة خمسین ومائۃ علی الصبیح وله سبعون سنة روی له الترمذی والنسائی اہ اگر امام ابو حنیفہ حافظ ابن حجر مستقلانی کے نزدیک ضعیف ہوتے یا ان کو ان کی تفسیر کا علم صحیح طریق سے ہوتا تو ضرور تقریب میں اپنی شرط کے مطابق لکھتے معلوم

ہوتا ہے گیاروں کی گڑھی ہوتی بات ہے ع یہ بات نامبر کی بنائی ہوتی سی ہے
 حافظ ابن حجر پر بہتان باندھا ہے نہ معلوم آپ کس جون میں تھے جس وقت رسالہ
 تصنیف فرمایا غالباً کوئی کتاب اشٹاکر نہیں دیکھی ورنہ کبھی اس قسم کی بکواس سرزد نہ ہوتی
 دوسرے حافظ ابن حجر نے خود تہذیب التہذیب میں یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ
 کی توثیق نقل کی ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔ قال محمد بن سعد سمعت
 یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقہ لا یحدث بالحديث الا بما
 یحفظہ واد یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الامدی
 عن ابن معین کان ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث وہ اس عبارت نے میدان صاف
 کر دیا ورنہ مزور اس کو رد کرتے اور تہذیب ثابت کرتے بلکہ انہوں نے جرح کو رد کر دیا
 ہے جو بعض متعصبوں نے امام صاحب پر کی ہے۔ حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں جن
 کا نام الہدی الساری ہے فرماتے ہیں۔ ومن شعلو یقبل جرح الجارحین
 فی الامام الی حنیفہ حیث جرحہ بعضهم بکثرة القیاس وبعضہم
 بقلۃ معرفۃ العربیۃ وبعضہم بقلۃ رایۃ الحدیث فان هذا کله
 جرح بما لا یعرج الراوی او (مقدمہ) اور اسی سبب سے جارحین کی جرح
 امام ابو حنیفہ کے حق میں مقبول نہیں ہے۔ مثلاً بعض نے کثرت قیاس کی وجہ سے اور
 بعض نے قلت عربیت کی وجہ سے اور بعض نے قلت روایت حدیث کی وجہ سے
 ان پر جرح کی ہے لیکن یہ ایسی جرح ہے جس سے راوی میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا
 لہذا مقبول نہیں مردود ہے۔ حافظ کے اس قول نے تو ستم ڈھا دیا کہ امام ابو حنیفہ کو بالکل
 ہی بری کر دیا کہ جن لوگوں نے جرح کی ہے وہ مردود ہے اگر حافظ ابن حجر کے نزدیک
 قابل اعتبار ہوتی تو اس کی اور تائید کرتے نہ یہ کہ اس جرح کو مردود کر دیتے اس سے
 معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ حافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح و ضعیف نہیں ان کو مضعفین
 امام میں شمار کرنا ان پر افتراء اور بہتان باندھنا ہے۔

یوں تو ہر ایک کیا کرتا ہے دعویٰ حق کا چاچھہ کو اپنی بستانا نہیں کوئی کٹھ

زر کو جس وقت کسوٹی پر کسا جائے گا حال کھل جائے گا سب اس کے کھسکے کھٹکے
 لاکھ تانے پہ ملیح کو چڑھانے کوئی

ناظرین نے حافظ ابن حجر کی تصریحات سے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ امام ابو حنیفہ
 ان کے نزدیک ثقہ ہیں ضعیف نہیں اسی طرح یحییٰ بن معین اور محمد بن سعد اور صالح بن
 محمد اسدی کے نزدیک بھی ثقہ ہیں لہذا مولف رسالہ کا یہ قول بالکل غلط ہو گیا کہ آج تک جتنے
 محدث گذرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے کیونکہ یہ چار تو اس میں سے
 کم ہوسکتے تیسری عرض یہ ہے کہ یہ قول جو مولف رسالہ نے نقل ہے یہ حافظ ابن حجر
 کی کتاب درایہ میں جس کو تخریج احادیث ہدایہ سے تفسیر کیا ہے نہیں ہے بلکہ اس کے
 حاشیہ پر ہے۔ چنانچہ عبارت صاحب رسالہ سے ظاہر ہے۔ پس اس کو حافظ ابن حجر
 کی طرف منسوب کر کے ان کو مضعفین امام میں شمار کرنا یہ ایک اور جھوٹ اور افتراء اور لوگوں
 کو دھوکہ دینا ہے ع اور حلالہ ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری بیسی نکلی۔ اگر حافظ ابن حجر کی عبارت
 ہوتی تو درآیہ میں بیان کرتے ہوتے ان کو کون مانع تھا۔ افسوس ہے ایسی جہالت اور
 نادانی پر کہ عداوت کی وجہ سے کچھ بھی خیال نہ رکھیں لیا کرتا ہوں اور وہ منہ نہیہ کا بھی
 نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام کتاب میں کہیں پر بھی نہیں لکھا اور نہ سلف کی یہ عادت تھی کہ منیات
 لکھیں حاشیہ پر عبارت کا ہونا پکار کر بتلا رہا ہے کہ یہ کسی متعصب کی کرتوت ہے لہذا
 اس سے امام کے دامن ثقاہت پر کوئی داغ نہیں پڑ سکتا۔ چوتھے صاحب المنظم اور
 علی بن مرینی کے بیٹے عبد اللہ کے درمیان بہت فاصلہ ہے زمانہ دراز کا لہذا سند
 میں القطاع ہے یہ قول انہوں نے کس سے سنا اور کہاں سے نقل کیا جب تک بطریق
 سند صحیح متصل ثابت نہ ہو تو قابل اعتبار اور لائق وثوق نہیں اور اس منقطع سند سے
 امام صاحب کے دامن عدالت پر کوئی آپخ نہیں آ سکتی۔ پانچویں یہ قول منقطع السند
 علی بن مرینی کے دوسرے قول کے منافی ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ
 ثقہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ روایت حدیث میں ان کے شمارہ منسیان ثوری اور
 ابن مبارک اور حاد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن حوام اور جعفر

بن عون ہیں۔ اگر نقل کی ضرورت ہو تو ملاحظہ فرمائیے۔ حافظ ابن جریر کی شافعی خیرات حیات کے اتریسویں فصل میں فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفة روى عنه الثوري وابن المبارک وحماد بن زيد و هشام ووكيع وعباد بن العوام و جعفر بن العوام و جعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به انتهى اب تو ابن جریر کی اور علی بن مدینی کے نزدیک بھی امام ابو حنیفہ ثقہ ثابت ہو گئے پلے چار محدثوں میں ان دو کو شمار کر کے چوتھم کر لیں تاکہ جملہ محدثین سے کچھ اور کی ہو جلتے اس قول کو عقود الجواهر المنیفة کے مقدمہ کے صفحہ میں بھی نقل کیا ہے۔ اب مؤلف یہ سالہ یا تو اس قول کو تسلیم کریں اس کی وجہ ترک بیان کریں یا اس کو قبول کریں اور اس کو چھوڑ دیں اور یا بقاعدہ تعارض دونوں کو چھوڑ دیں اور یحییٰ بن معین۔ شعبہ وغیرہ کے قول پر عمل کریں کہ ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ چھٹے صاحب منظم جو ابن جوزی ہیں تسابلی میں ضرب اشل ہیں۔ دیکھو امام سیوطی کی تدریب الراوی جن کا آپ بہت حوالہ دیا کرتے ہیں لہذا جب تک پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جاتے اس وقت تک اس قول کا اعتبار نہیں۔ قال ابن حجر فیہ ای فی کتاب ابن الجوزی من الضرر ان یظن مالیس بموضوع موضوعا وعکس الضرر بمستدرک العاکوف انه یظن مالیس بصحیح صحیحاً قال لوعلمین الاعتناء بانقاذ الکتابین فان الکتابین بتساهلہما اهدم الا متفاع بهما الا للعالم بالظن لانه ما من حدیث الا ویسکن ان یکون قد وقع فیہ التساهل اه تدریب (السعی المشکور) ادبہ الامام ابن الجوزی تشدد فی الجرح میں بھی مشہور ہیں۔ ایک معمولی امر کی وجہ سے بھی راوی کو مجروح کر دیتے ہیں لہذا ان کے قول کا اعتبار نہیں۔ خصوصاً امام صاحب کے بارے میں جب کہ ان کی توثیق کرنے والے ان سے بڑھ کر ہیں۔ ساتویں یہ قول عبداللہ کا جس کو صاحب منظم نے نقل کیا ہے یحییٰ بن معین کے اس قول کے بالکل خلاف ہے جس کو ابن جریر نے خیرات حیات میں نقل کیا ہے و سئل ابن معین عنہ فقال ثقہ ما سمعت احدا ضعفه اه ابن معین سے کسی نے امام صاحب کے بارے میں

دریافت کیا تو انہوں نے کہا ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہو۔ کیا یحییٰ بن معین اور ابو حنیفہ کے درمیان قرون اور صدیوں کا فاصلہ ہے کہ ابن مدینی کی تضعیف کی ان کو خبر نہ ہوتی اور ابن جوزی کو خبر ہو گئی تعجب ہے۔ ان کا قول کو خوب دامن نشین کرنا چاہیے۔ ابن معین کے نزدیک کسی کی تضعیف ثابت نہیں اور نہ اس بارے میں کوئی قول انہوں نے سنا یہ کلیہ ہے کیونکہ نکرہ نفی کے تحت میں داخل ہو رہا ہے لہذا اصلاً ضعف ثابت نہیں اور جس کسی نے تضعیف کی ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں۔ اس کی بعینہ مثال قرآن شریف کے عدم رب رب کی نفی کی سی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں لاریب فیہ۔ اس قرآن میں شک ہے ہی نہیں۔ حالانکہ بہت سے کفار موجود تھے جو شک کرتے تھے لیکن ان کے شک و ریب کا خدا تعالیٰ نے اعتبار نہ کیا اور بالکل اس کی نفی کر دی۔ اسی طرح یحییٰ بن معین کے قول کا حال ہے کہ گو بعض نے ضعف کہا ہو لیکن وہ ایسے نہیں جن کا قول امام ابو حنیفہ جیسے شخص کے بارے میں مقبول ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ کسی نے تضعیف ہی نہیں کی اور میں نے تو کسی معتبر شخص کو ان کی تضعیف کرتے سنا ہی نہیں۔ فافہو و تدبیر فائدہ دقیق۔ صفی الدین خزرجی غلام تدریب میں فرماتے ہیں بالنعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفہ امام العراق و فقیہ الامۃ عن عطاء و نافع و الاعمش و طائفة و عنہ ابنہ حماد و زین و ابو یوسف و محمد و جماعة و ثقہ ابن معین الحدیث ص ۴۰۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی ثقہ ہیں یہ ساتویں محدث ہیں۔ حافظ ابوالحجاج مزنی یوں رقمطراز ہیں۔ قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عنہ کان ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث اه رتھلیب الکمال، یہ آٹھویں محدث ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ قال صالح بن محمد حمزة و حنین سمعت یحییٰ بن معین یقول ابو حنیفہ ثقہ فی الحدیث و روی احمد بن محمد بن محرز

عن ابن معین لا بأس بہ انتہی (تذہیب التہذیب) یہ نویں محدث ہیں جو ثقاہت ابو حنیفہ کے قائل ہیں اور صالح بن محمد جریرہ و سوس اور محمد بن محمد بن محمد زکیارہوی محدث ہیں جو توثیق کو نقل کرتے ہیں اور کم از کم ذہبی کے لفظ طیسرہ اور صالح کے لفظ سمعنا سے ایک تو اور سمعنا چاہتے تو بارہ محدث ہو جاتے ہیں جو ثقاہت ابو حنیفہ کے قائل ہیں آٹھویں چونکہ امام ابو حنیفہ کے بہت سے ماسد تھے اس لئے ان کی طرف بہت سی ایسی باتیں منسوب کر دیا کرتے تھے جو عیوب کی صورت میں ہوتی تھیں اس بنا پر ممکن ہے کہ علی بن المدینی کے سامنے کسی ماسد نے کوئی جھوٹی بات کر دی ہو جس کی وجہ سے یہ قول اُن سے صادر ہوا اور جب تحقیق ہوتی تو فرما دیا کہ ابو حنیفہ ثقہ لا بأس بہ ہیں یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ علی بن المدینی کے استاذ اذاتذہ ہیں اور شیخ الشیعہ ہیں اس بنا پر اور بھی تحقیق کی اُن کو مزورت ہوتی ہوگی۔ ولا شک ایضاً ان الامام اباحنیفہ کان لہ حساد کثیرون فی حیوتہ وبعد مماتہ السخ (رخیدات حسان) تو جو لوگ آپ سے بغض و حسد رکھتے ہیں اُن کا قول امام کے بارے میں ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ وارقلنی، یسقی، ابن عدی وغیرہ کو خاص تعصب امام سے تھا اسی وجہ سے سختی کے الفاظ اُن سے شان امام میں سرزد ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہم فرماتے اور مغفرت کرے آمین۔ اسی طرح حافظ ابن عبدالبر نے بھی جامع العلم میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ماسد کثرت سے تھے جو امام پر افترا پردازی کیا کرتے تھے وکان ایضاً مع ہذا یحسد وینسب الیہ مالیس فیہ ویختلق علیہ مالا یلیق بہ اہ (معتودا لبرہر منہ۔ ادخیرات حسان) یہی وجہ تھی کہ تعداد ان فن حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی ابو الجہاج مزنی، صفی الدین خزرجی، ابن حجر مکی، ابن عبدالبر مغربی وغیرہم نے اُن جرم کی طرف قطعاً التفات نہیں کیا بلکہ ان کے جوابات شافیہ دے کر ان کو رد کر دیا اور امام کی توثیق و امامت وغیرہ کے قائل ہو گئے۔ حافظ ابن عبدالبر جریرہوی شخص ہیں جو امام ابو حنیفہ کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ علامہ محمد طاہر نے آپ کا ترجمہ بسط کے ساتھ لکھا ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کا ضعیف ہونا ثابت

ہوتا ہو۔ فرماتے ہیں۔ ولو ذہبنا الی شرح مناقبہ لا طلنا الخطب ولسو نصل الی الغرض فانہ کان عالما عاملاً عابداً ورعاً تقیاً اماماً فی علوم الشریعۃ وقد نسب الیہ من الاقوال ما یجمل قدرہ عنہا من خلق القرآن والقدر والدرجاء وغیر ذلک ولا حاجۃ الی ذکر قائلہا والظاہر انہ کان منزہاً عنہا ویدل علیہ ما لیس اللہ لہ من الذکر المنتشر فی الافاق وعلمہ الطبق الارض والاحذ بمذہبہ وفقہہ فلولسویکن اللہ سرخفی فیہ لمجامع لہ شطرا لاسلام او ما یقار بہ علی تقلیدہ حتی عبد اللہ بفقہہ وحمل برایہ الی یومنا ما یقارب اربع مائۃ وخمسين سنۃ وفیہ اول دلیل علی صحۃ وقد جمع ابو جعفر الطحاوی و ہو من اکبر الاخذین بمذہبہ کتاب سماہ عقیدۃ الی حنیفۃ وہی عقیدۃ اہل السنۃ و لیس فیہ شیء مما نسب الیہ واصحابہ واخبر بعالہ وقد ذکر ایضاً سبب قول شیخ قال عنہ ولا حاجۃ لنا الی ذکرہ فان مثل الی حنیفۃ ومحلہ فی الاسلام لا یحتاج للعقدار اہ مختصن، جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر امام صاحب کے مناقب ہم بیان کرنا شروع کریں تو دفتر سیاہ ہو جائیں مگر اس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ابو حنیفہ عالم، عامل، عابد پر ہیزگار متقی، علوم شریعت کے امام تھے۔ بعض امور کی اُن کی طرف نسبت کی گئی لیکن ان کی شان اور مرتبہ ان سے پاکدامنی میں بالاتر ہے۔ ان امور کے قائلین کے ذکر کرنے کی ہم کو حاجت نہیں یہ بات ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ کا دامن ان باتوں سے پاک و منزہ تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ذکر خیر کو اطراف عالم میں پھیلا دیا۔ اور ان کے علم نے دنیا کو گھیر لیا۔ اطراف عالم میں ان کے مذہب و فقہ پر عمل ہو رہا ہے اگر خداوند تعالیٰ کو ان کے ساتھ کوئی تعلق رحمۃ و فضلانہ ہوتا جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے تو آج نصف اہل اسلام یا اس کے قریب ان کی تقلید کرتے حتیٰ کہ اُن کے فقہ کے سبب سے خدا کی عبادت کی جانے لگی اور ہمارے زمانہ تک ان کے اقوال پر عمل ہو رہا ہے جو تقریباً ساڑھے چار سو سال ہوتے ہیں۔ ان کے حق پر ہونے کی یہ بڑی

دلیل ہے امام طحاوی نے جو ان کے مذہب کے پیروکاروں میں بڑے متبحر ہیں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام عقیدہ ابی حنیفہ رکھا ہے۔ اس میں امام اور ان کے شاگردوں کے عقائد و اقوال و افعال بیان کئے ہیں جو اہل سنت و الجماعت کے عقائد ہیں اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو امام صاحب اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کی جاتی ہے و نیز اقوال کے وجود بھی بیان کئے ہیں جو امام کی طرف بھولے نسبت کئے گئے ہیں ہم کو اس پر ان کے ذکر کی ضرورت نہیں اس لئے کہ امام ابو حنیفہ جیسے شخص کا جو مرتبہ اسلام میں ہے اس کو حذر کرنے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں اس عبارت سے تمام امور کا جواب ہو گیا۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ علامہ محمد طاہر جو دہوی شخص ہیں جو امام ابو حنیفہ کی تعریف کرتے اور ان کو اچھا سمجھتے ہیں جو یہ خیال کر کے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا یا کسی قسم کی جرح کی ہے تو اس کا قول غلط اور بالکل غلط ہے۔ نویں جو کہ علی بن مدینی نے قول مذکور میں کوئی ضعف کی وجہ نہیں بیان کی اور ذائق کے صاحبزادے اور صاحب المنظم نے کوئی سبب ضعف بیان کیا اس لئے یہ جرح مبہم و مجمل ہے جو بظاہر قابل اعتبار و اعتماد نہیں۔ جرح مقبول اور راوی میں عیب پیدا کرنے والی وہی ہوتی ہے جو منسوخ ہو۔ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں۔ بعد ان یوثق الراوی من جہۃ المؤمنین قد یکون مبہماً غیر مفسس و مقتضی قواعد الاصول عند اہلہ انہ لا یقبل الجرح الا مفسراً (شرح الامام باحدیث الکمام الا یقبل الجرح الا مفسراً مبین السبب) (نفوس شرح مسلو) پس اس قول کا اعتبار نہیں۔ دسویں یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے روایت و توثیق کرنے والے اور شائقوں ان حضرات سے زیادہ ہوں جو جرح کرنے والے ہیں تو جرح کرنے والے کا قول مدعا اعتبار سے خارج ہے۔ قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذہبی رووا عن ابی حنیفۃ و وثقوا و اشتوا علیہ اکثر من الدین تکلموا فیہ والدین تکلموا فیہ من اهل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاخرق فی الراوی والقیاس ای وقد متران ذلک لیس بعیب (معمود الجواہر صفحہ ۱۰) غیرت حسان

فصل (تیسویں) اسی طرح امام ابو حنیفہ ہیں کہ ان سے روایت حدیث کرنے والے اور ان کے شاغروں اور توثیق کے قائل جا رہیں سے زیادہ ہیں لہذا ان کے مقابلہ میں بعض کے قول کا اعتبار ہی نہیں۔ نیز اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حافظ ابن عبد البر کے نزدیک بھی امام صاحب کی توثیق کے جو محدث قائل ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ لہذا مؤلف رسالہ کا یہ قول کہ آج تک جتنے محدث گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے سراسر کذب و افتراء ہے اور نقش بر آب ہے۔ ناظرین یہاں تک کہ قول علی بن مدینی کے متعلق گفتگو تھی اس جملہ تقریر سے تقریباً تمام رسالہ کی باتوں کا جواب ہو گیا۔ ہر ایک قول کو لے کر علیمہ علیحدہ جواب لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی اپنے نئے مہمان اور فخر زمانہ مؤلف رسالہ کی قابلیت کو پشت از بام کرنے کے واسطے اقوال نقل کر کے جوابات پیش کرتا ہوں۔ مثل ہے کہ بھولے کو اس کے گزرتے پہنچا دینا چاہیے تاکہ مؤلف کے دل میں کوئی ہوس باقی نہ رہے۔

قولہ۔ ایسے بہت سے اقوال ہیں ہم بالترتیب ان کو کہاں تک لکھیں اقول صرف دو قول آپ نے پیش کئے جن کی حقیقت یہاں تک معلوم ہوتی، کاش کہ آپ اور مجھے اقوال نقل کر دیتے تو دنیا کو معلوم تو ہو جاتا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں اور آپ کی حقانیت عالم پر روشن ہو جاتی لیکن عسخی شناس مذکورہ اخطا ایجاست۔

قولہ۔ صرف ہم ان محدثین کے نام مع حوالہ کتب جنہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے لکھ دیتے ہیں اسنو اور گنوا لہ اقول۔

تاضی اربانائشید بر فشانہ دست را حسب گئے غور و معذہ و در دست با ناظرین، مؤلف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام گناہتے ہیں جن پر ان کو بڑا فخر ہے کہ ان حضرات نے ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے خیر اس ہم غنیمت ست۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ابو حنیفہ کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ہزاروں لاکھوں محدثین و علماء ہر قرن میں ہوتے چلے آتے ہیں لیکن ان میں سے صرف ایک سو گیارہ ایسے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہے اور باقی سب ان کی امامت اور ثقاہت عدالت

دیگر کے قائل ہیں۔ لہذا اگر ان حضرات کی جرح امام کے حق میں بالفرض ثابت ہو جاتے تو ان ہزاروں کے مقابلہ میں جو ثقاہت کے قائل ہیں کوئی وقت نہیں رکھتی اور اس سے امام صاحب کے دامن علوم مرتبت پر کسی قسم کا دھبہ نہیں آسکتا۔ دوسرے بچے جب پر جب اس لئے اور پیدا ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر جھوٹ بولنے پر ان کو اتنی جرأت کیوں ہو جاتی ہے۔ اسوۂ رسول کا تو یہ اثر ہے ہی نہیں کہ کوئی شخص عامل بالحدیث ہو کہ کذب و افتراء پر کراہت لے اور اس کو دنیا کی لالچ اور عاقبت کے انجام کی پروا نہ ہو حاشا وکلا۔ تو یہ مولف رسالہ نے ایسا کیوں کیا اور روز بروز روشن میں عالم کی آنکھوں میں کیوں خاک ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا اس کو فہم نہیں نکل فرعون موسیٰ ح۔ تاثر نے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں مگر پیرہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مخلوق خدا میں سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ دنیا کی ترکیب اسی پر واقع ہے ورنہ نظام عالم میں قرآنی پیدا ہو۔ اسے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے اس لئے ایسے حضرات کی بھی حرورت ہے کہ جھوٹ بول کر عوام کو بہکا دیں مگر ہم خوش جا را خدا عرض۔

ہم گنتی دغور سندم عفاک اللہ کو گنتی کلام علیہ زید لب لعل شکر فارا
اس لئے ہم تو مولف رسالہ کو دعا ہی دیتے رہیں گے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ پر تھوک پڑتا ہے جس کو دنیا جانتی ہے۔ تیسرے ناظرین مولف رسالہ نے اپنے رسالہ میں یہ قاعدہ برتا ہے کہ جس کسی نے اپنی کتاب میں امام ابوحنیفہ کا نام بھی لے لیا خواہ کہیں پر بھی ذکر کیا ہو اس وہ امام کی تضعیف کرنے والوں میں سے ہے۔ یہی سمجھ کر مولف رسالہ نے ایک سو گیارہ نام شمار کئے ہیں ایسی کہ تو میں صرف مولف رسالہ سے ہی سرزد نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ہم نوا اور دوسرے بھی ایسے ہی کیا کرتے ہیں تو الولد سرلابید سے ہونا ہی چاہیے والشجرۃ تنبئی عن الشجرۃ کا مصداق بنا ہی ضروری ہے مگر

ذخرا نھے ہے نہ تو ان سے باز و مرے آزماتے ہوتے ہیں

جو امور آپ کے پہلوں کو نہ معلوم ہوتے وہ آپ نے پورے کئے خ اگرچہ نہ تو انہ پسر تمام کند۔ اب میں ناظرین کی ضیافت طبع کے واسطے نام ان حضرات کے جن کو مولف نے جارمین میں شمار کیا ہے پیش کرتا ہوں۔ جن سے مولف رسالہ کی دیانت راری اور طہیت معلوم ہو جاتے گی اور حقانیت و سچائی کا روز روشن کی طرح اظہار ہو جائے گا۔ ایک ابو داؤد سجستانی صاحب سن ہیں جن کو سخت ضعیف کہنے والوں میں سے مولف نے شمار کیا ہے مگر اس کی تغلیط حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کر دی ہے ابو داؤد کا قول امام صاحب کے بارے میں یہ نقل کیا ہے وقال ابو داؤد ان اباحنیفۃ کان اماما ماہ ابو داؤد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ شریعت کے امام تھے۔ اب ناظرین پر انصاف ہے کہ وہ تو امام کی تعریف کر رہے ہیں اور مولف رسالہ کہتا ہے کہ انہوں نے سخت ضعیف کہا ہے۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا بہیں تفاوت رہ از کجاست تابجا

کہتے کون سچا ہے ذہبی یا مولف رسالہ۔ ابو داؤد کے اس قول کو حافظ ابن عبد البر مالکی نے بھی اپنی کتاب العلم میں نقل کیا ہے اور وہ بھی سند کے ساتھ فرماتے ہیں حدیثا عبد اللہ بن محمد بن یوسف حدیثا ابن رحمون قال سمعت محمد بن بکر بن داسثہ یقول سمعت ابا داؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی یقول رحمہ اللہ مالکنا کان اماما رحمہ اللہ الشافعی کان اماما رحمہ اللہ ابوحنیفۃ کان اماما (عقود الجواہر ص ۹) اگر امام ہونے کے معنی ضعیف ہونے کے ہیں تو بے شک مولف کا قول صحیح ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ مولف کا قول غلط ہے۔ دوسرے حافظ ابن حجر ہیں ان کے متعلق ماضی میں، میں بیان کر چکا ہوں کہ حافظ نے تہذیب التہذیب اور تہذیب میں کہیں بھی امام کی تضعیف نہیں کی بلکہ مقدمہ میں تردید کر چکے ہیں اور ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ مسلم الثبوت ثقہ ہیں۔ چنانچہ تینوں کتابوں کی خہارت میں نقل کر چکا ہوں۔ تیسرے علی بن المدینی ہیں جن کے قول کے متعلق مفصل بحث گذر چکی ہے اور ابن حجر مکی شافعی کی خیرات حسان اثر تیسویں فصل سے نقل کر چکا

ہوں کہ امام ابوحنیفہ ثقتے ان میں کوئی عیب نہیں، چوتھے حافظ ابن عبد البر ہی ان کے اقوال بھی مختلف مقامات میں امام صاحب کے بارے میں منقول ہو چکے ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ ثقتے۔ کتاب العلم میں خاص ایک باب اسی بحث میں انہوں نے لکھا ہے اور معترضین کے جوابات دے کر امام کی ثقاہت و عدالت، تقویٰ و پرہیزگاری، علم و فضل کو علی و ہر اکمال ثابت کیا ہے۔ اور اس کا مضمون صاحب عقود الجواہر نے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنا چاہیے۔ پانچویں یہی معین ہیں ان کا قول مقدمہ میں مختلف کتابوں سے نقل کر چکا ہوں کہ ان کے نزدیک امام صاحب حدیث میں ثقتے۔ چھٹے ابن حجر مکی ہیں۔ انہوں نے ایک مستقل کتاب امام صاحب کے مناقب میں لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقتے ہیں اور معترضین کے اعتراضات کا بالکلہ استیصال کر دیا۔ ان کی کتاب خیرات حسان سے میں چند عبارتیں نقل کر چکا ہوں۔ ساتویں شعبہ ہیں جن کے بارے میں خیرات حسان میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شعبہ کا اچھا خیال امام صاحب کے بارے میں تھا۔ قال الحسين بن علي الحلواني قال لي شبابة بن سوار كان شعبة حسن الراي في ابي حنيفة اه عقود الجواہر و ثقتے حافظ ابن حجر مکی نے خیرات حسان میں ابن عبد البر علی بن مدینی، یحییٰ بن معین اور شعبہ کا قول نقل کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ قال ابو عمر ويوسف بن عبد البر الذين روى عن ابي حنيفة ووثقوه واثنوا عليه اكثر من الذين تكلموا فيه من اهل الحديث اكثر مما جابوا عليه الا غرق في الراي والقياس اى وقد مر ان ذلك ليس بعيب وقد قال الامام علي بن السديني ابو حنيفة روى عنه الشوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشام ويكيع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وجعفر بن العوام وهو ثقة لا باس به وكان شعبة حسن الراي فيه وقال يحيى بن معين اصحابنا يعرطون في ابي حنيفة واصحابه فقيل له اكان يكذب قال لا اه. اسی طرح صاحب عقود الجواہر نے یہ اقوال نقل کئے ہیں پس مولف رسالہ کا یہ کہنا کہ ان حضرات نے ابوحنیفہ کو ضعیف کہا ہے غلط اور بالکل غلط

ہے۔ آٹھویں تاج الدین سبکی ہیں جنہوں نے ابوحنیفہ کی توثیق کی ہے یعنی توثیق کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنے طبقات میں تفریح کی ہے اور جن لوگوں نے جرح کی ہے ان کے قول کو رد کر دیا ہے اور وہ کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو جاتے، اور اس کی طاعات معاصی پر غالب ہوں اس کے مدح کرنے والے ذمت کرنے والوں پر زیادہ ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں کسی کی جرح گو وہ مفسر ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ کوئی قریبہ ایسا بھی اُس جگہ موجود ہو کہ یہ جرح کسی شخص مذہبی اور مناقشہ ذہبی پر مبنی ہے۔ اس وجہ سے امام ابوحنیفہ کے متعلق سنیان ثوری کے قول کا اور امام مالک کے متعلق ابن ابی ذریب وغیرہ کا کلام اور امام شافعی کے متعلق ابن معین کے قول کا اعتبار نہیں۔ ان کی عبارت یہ ہے۔ وفي طبقات شيخ الاسلام التاج السبكي الحذر كل الحذر ان تفهم ان قاعدتهم هو الجرح مقدم على التعديل على اطلاقها بل الصواب ان من ثبتت امامته وهداه وكرمه وادحوه وهدر جرحه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره لسويلتفت الى جرحه شو قال اى التاج السبكي بعد كلام طويل قد عرفت ان الجرح لا يقبل جرحه في حق من خلبت طاعاته على معاصيه ومادحوه على ذميه ومن كوه على جارحيه اذا كانت هناك قرينة تشهد بان مثلها حامل على الوقوع فيه من تعصب مذهبي او مناقشة ذموية وحينئذ فلو يلتفت بكلام الشوري في ابي حنيفة وابن ابى ذریب وغيره في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في احمد بن صالح ونحوه قال ولوا اهلنا فقتد يوا الجرح لما سلوا احد من الاثمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون اهل الخيرات الحسان بنافرن ملاحظہ فرمائیں ع الفضل ما شهدت به الاهداء۔ کمال یہ ہے کہ مخالف بھی تسلیم کر لیں کہ یہ بزرگی و فضیلت ہے۔ اب اسٹیل علماء کو ان ایک سو گیارہ میں سے خارج کر دیں اور مولف رسالہ کو ان کی کوتاہ نظری اور افترا پر وازی کی داد دیں۔ ایک ملاحظہ

ذہبی ہیں جن کے بارہ میں یہ زعم ہے کہ انہوں نے بھی سنت ضعیف کہا ہے اور
میزان الاعتدال کا حوالہ دیا ہے۔ میزان کی عبارت کے متعلق تو بعد میں عرض کروں
گا کہ اس کی امام ذہبی کی طرف نسبت کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں یا ان پر یوں ہی یا روگوں
نے ہاتھ صاف کر کے اقرار کیا ہے۔ اہل میں حافظ ذہبی کی وہ عبارت جو انہوں نے امام
ساحب کے مناقب میں تذکرۃ الحفاظ میں پیش کی ہے نقل کرتا ہوں اس عبارت کے
ملاحظہ کے بعد فرزا ہی ہر انصاف پسند اور ادنیٰ عقل والا پکار اٹھے گا کہ میزان کی عبارت
کی نسبت حافظ ذہبی کی طرف صحیح ہے یا نہیں۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ابو حنیفہ
الامام ابو عظیم فقید العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی الکوفی مولدہ
سنۃ ثمانین راہی النس بن مالک خیر مریۃ لما قدم علیہم انکوفۃ
رواہ ابن سعد عن سیف بن جابر عن ابی حنیفہ انہ کان یقول وحدث
عن عطاء ونافع وعبید الرحمن بن ہرمز الاعمش وسمیۃ بن سلمۃ بن کھیل
ابن جعفر محمد بن علی وقتادہ وعمرو بن دینار وابی اسحق وخلق
کثیر تفقہ بہ زفر بن ہذیل وداؤد الطائی والقاضی ابو یوسف ومحمد
بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زیاد ونوح الجامع والیومطیع البلخی
وعدة وكان تفقہ بعماد بن ابی سلیمان وحنیہ وحدث عنہ وکیع
ویزید بن ہارون وسعد بن الصلت والیومطیع وعبید الرزاق
وعبید اللہ بن موسیٰ ولبشر کثیر وكان اماما وحقا عالما متعبدا
بکیرالشان لایقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتسب قال ابن المبارک
ابو حنیفہ افقہ الناس وقال الشافعی الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفہ و
روی احمد بن محمد بن القاسم عن یحییٰ بن معین قال لا بأس بہ
ولو یکن متہما ولقد ضربہ یزید بن ہبیرۃ علی القضاة قال ابن
یکون قاضیا وقال ابو داؤد ان ابی حنیفہ کان اماما وقال بشر بن الولید
عن ابی یوسف قال کنت مع ابی حنیفہ فقال رجل لاخوہذا ابو حنیفہ

لا یسام اللیل فقال والله لا یتحدث الناس عنی بمالوا فعل فكان یحییٰ
اللیل صلوة وادعاء وتضرعا قلت ومناقب هذا الامام قد افردتہما فی
جوزہ کلامہ فیہما اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے توہین ثابت
ہوتی ہو اس عبارت سے کوئی تفضیل، بہت دھرم، ضدی بھی اپنے مطلب کے موافق
پکھنچ تان کر بھی نہیں نکال سکتا۔ فرماتے ہیں امام اعظم جن کو فقیر عراق کا لقب ملا ہوا
ہے جن کا نام نعمان بن ثابت تھی کوئی ہے جس کی پیدائش مشہور میں ہوتی حضرت انس
رضی اللہ عنہ کو کوثر میں کئی مرتبہ دیکھا جس کو ابن سعد نے سیف بن جابر سے روایت کیا
ہے وہ امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں امام نے حدیث کی روایت عطاء، نافع
عبد الرحمن اعرج، سلمۃ بن کھیل، ابی جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابو اسحاق
اور ایک جماعت محدثین سے کی ہے۔ فقہ کو ابو حنیفہ سے زفر بن ہذیل، داؤد الطائی
قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح جامع، ابو مطیع علی اور ایک
جماعت نے حاصل کیا ہے۔ اور خود امام ابو حنیفہ نے فقہ کو عماد بن ابی سلیمان وغیرہ سے حاصل
کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت،
ابو قاسم عبد الرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ اور بہت سے محدثین نے کی ہے۔ ابو حنیفہ امام
مستقی، پرہیزگار، عالم، عامل عبادت گزار ارفع شان والے تھے بادشاہوں کے ہدایا قبول
نہیں کرتے خود تجارت اور کسب کرتے تھے اسی سے اپنی معیشت و زنجوی کا انتظام کیا
کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک رجوعی محدثین کے استاذ اور ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں فرطتہ
ہیں کہ ابو حنیفہ فقہا میں فقیر تر تھے۔ امام شافعی رجوعی امام محمد کے شاگرد اور صاحب مذہب
مجتہد مطلق ہیں، فرماتے ہیں کہ فن الفقہ میں تمام فقہا ابو حنیفہ کی عیال اور خوشہ چین ہیں۔ امام
بن محمد بن القاسم یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ لا باس بہ اور غیر مستحق
ابن معین کی اصطلاح میں کرا لا باس بہ ثقتہ کے معنی اور مرہبہ میں ہے چنانچہ ما لقتلم
میں گزر چکا ہے، یزید بن ہبیرہ والی نے آپ کو قضاہ کے قبول کرنے پر کویسے
بھی مارے لیکن قاضی ہونے سے انکار کر دیا۔ ابو داؤد سجستانی کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ

شریعت کے امام تھے۔ بشر بن الولید امام ابو یوسف سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام کی ہر کتابی میں ایک روز چل رہا تھا کہ اتفاق سے سر راہ دو شخص آپس میں گفتگو کرتے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ابو حنیفہ کو دیکھ کر دوسرے سے کہا کہ جنتی یہی وہ ابو حنیفہ ہیں جو شب بھر سوتے ہی نہیں۔ جس وقت امام کے کان میں یہ آواز پئی اسی وقت قسم کھا کر فرمایا کہ میری طرف لوگ ایسے امور کی نسبت کرتے ہیں جن کو میں نے کیا ہی نہیں۔ بخدا آج سے شب کو سونے کا ہی نہیں، اس روز سے امام صاحب تمام شب نماز۔ دعا۔ زاری میں گزار دیتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب ایک مستقل کتاب میں بیان کئے ہیں، اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام ذہبی امام شافعی، ابن مبارک، احمد بن محمد بن قاسم، یحییٰ بن معین، ابو داؤد، بشر بن الولید، ابو یوسف، ابن سعد، سیف بن جعفر بھی امام ابو حنیفہ کے سنا خواں اور مداح ہیں یہیں سے وہ قول مؤلف رسالہ کا صنف ہستی سے مٹ گیا جس میں یہ فرماتے ہیں کہ آج تک جس قدر محدثین گزرے ہیں سب نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے۔ ناظرین ضیعفوں کی یہ تعریف نہیں ہو کرتی جو ائمہ مذکورین نے کی ہے۔ علامہ ابن اثیر جزیری جامع الاصول میں فرماتے ہیں۔ ولو ذہبنا الی شرح مناقبہ وفضائلہ لا طلنا الخطب ولسونصل الی الغرض منها فانہ کان عالماً تاملاً من اہلنا عابداً ودعا تقیاً اما مناف علوم الشریعۃ مرضیاً۔ ناظرین ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں جو علامہ نے امام والا شان کے بارے میں استعمال کئے ہیں، اب اس سے زبردست اور ارفع تعریف میں اور کیا لفظ ہو سکتے ہیں جن میں جلا و صاف کو ذکر کر دیا ہے جس کے بعد معاند سے معاند کو بھی دم زدن کی مجال باقی نہیں رہتی، ایک ان ناموں میں سے سفیان ثوری کا بھی نام ہے اس کے دو جواب ہیں ایک وہ جو سبکی نے طبقات میں دیا جو ابھی گزر چکا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر مکی شافعی خیرات حسان میں سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ کان ثقتہ صدوقانی الحدیث والفقہاء سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ حدیث و فقہ میں ثقہ اور پے تھے۔ اللہ کے دین پر مامون

تھے۔ کہتے اب سفیان کی تضعیف کہاں گئی۔ اب خیال تو فرمائیے کہ ایک سو گیارہ میں سے کتنے علماء ضعیف کئے والوں سے کم ہو گئے ع سخن شناس نہ مولبر اخطا اینجاست ناظرین یہاں پر اتنا اور معلوم کریں کہ لفظ ثقہ تبدیل کی اعلیٰ رقم میں سے شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ کے صفحہ ۵۵ میں تصریح کی ہے۔ اما الفاظ التعذیل فعلی مراتب الدولی قال ابن ابی حاتم اذا قیل للواحد انه ثقہ او متقن فهو ممن یتحتج بحدیثہ وقال الخطیب ابو بکر ارفع العبارات ف احوال الرعاۃ ان یقال حجة او ثقہ او ملتقطاً۔ و نیز میزان الاعتدال میں حافظ ذہبی نے اسی طرح تصریح کی ہے۔ ایک نام جارحین میں یحییٰ بن سعید القطان کا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے۔ ناظرین امام صاحب کے بارہ میں یحییٰ یہ فرماتے ہیں بخدا ہم نے ابو حنیفہ سے اپنا قول کسی کا سنا ہی نہیں اور ہم تو ان کے اکثر اقوال پر عمل کرتے ہیں۔ عن ابن معین قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول لا نکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رای الی حنیفہ ولقد اخذنا باکثر اقوالہ و تہذیب الکمال و تہذیب التہذیب، اور عمود الجواب صفحہ ۹ میں اس طرح نقل کیا ہے۔ وقال یحییٰ بن سعید ربما استحسننا الشئ من قول الی حنیفہ فناخذ بہ قال یحییٰ وقد سمعت من الی یوسف الجامع الصغیر ذکرہ الوردی حدیثاً محمد بن حرب سمعت علی بن المدینی ف ذکرہ من اولہ الی آخرہ حرفاً بحرف انتہی۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یحییٰ بن سعید امام ابو یوسف کے شاگرد بھی ہیں، غرض ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید نے تعریف کی ہے نہ برائی۔ اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو کسی معتبر کتاب سے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کرنا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ سخت ضعیف ہیں، صرف نام ذکر کر لے سے کام نہیں چل سکتا، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الفقہاء کے صفحہ ۲۱۰ میں یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے وکان یحییٰ القطان یفتی بقول الی حنیفۃ ایضاً اسی طرح دیکھ ہی الجراح میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے چنانچہ محمد بن الحسین اللیثی

نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ قال یحییٰ بن معین ما رأیت احدا قد مدح علی
 وکیع وكان یفتی بواہ ابی حنیفة وكان یحفظ حدیثہ کلہ وكان قد سمع من
 ابی حنیفة حدیثا کثیرا (معتود الجواہر ص ۷) ناظرین آپ کے خیال میں کیا یہ
 بات آسکتی ہے کہ ایک شخص کی بڑائی بھی کی جائے اور پھر بڑا کہنے والا اسی کے اقوال
 پر عمل بھی کرے اور اس کے قول کو مفتی پر بھی سمجھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ بزرگ متوفی
 رسالہ امام ابوحنیفہ کو یہی ہی سید بڑا بھی کہتے جاتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کے اقوال کو اچھا
 بھی سمجھتے اور وقت فوتے ان ہی کی طرف رجوع کرتے اور ان ہی کے تلمیذ کے شاگرد
 بھی بن جاتے ہیں اللہ تیری شان کے قربان جانیے۔ متوفی رسالہ کو چاہیے کہ ذرا سوچ کر
 کہ جواب دے مگر ہستے کم بخت تو سنے پی، ہی نہیں۔

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کان ابوحنیفۃ فقیہا معروفا مشہورا بالورع
 معروفا بالافضال علی الناس صبوراً علی تعلیبوا علیہ باللیل والنهار کثیر
 الصمت قلیل الکلام حتی ترد علیہ مسئلۃ او تبیین العینۃ امام صاحب مشور
 فقیر تھے ان کی پرہیزگاری اور تقویٰ کا شہرہ تھا۔ ان کی بخشش لوگوں پر عام تھی۔ روز
 و شب لوگوں پر تعلیم ان کا مذاق تھا اپنے نفس کو اسی کا عادی کر دیا تھا۔ زیادہ تر خاموشی
 ان کا شعار تھا جب تک کوئی سوال ان سے نہ کیا جاتے کلام نہیں کرتے تھے۔ عن
 ابراہیم بن عکرمۃ ما رأیت فی عصری کلہ عالمنا ورع ولا ازہد ولا اعبد
 ولا اعلو من ابی حنیفة۔ ابراہیم بن عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام عمر کوئی ایسا عالم
 نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ پرہیزگار۔ زاہر۔ عابد۔ عالم ہو۔ وعن علی بن عاصم
 قال لو ورن عقل ابی حنیفة بعقل اهل الارض لوج بہسوع علی بن عاصم کہتے ہیں
 کہ اگر امام ابوحنیفہ کی عقل کا موازنہ دنیا والوں کی عقل سے کیا جاتے تو امام ابوحنیفہ کی عقل
 ان پر راجح ہو جاتے گی اور وہ باعتبار عقل ان پر غالب رہیں گے۔ وعن وکیع قال
 کان ابوحنیفۃ عظیم الامانۃ وكان یوثر رضاء اللہ علی کل شیء ولو اخذتہ
 السیوف فی اللہ لا حتملہا۔ وکیع بن الجراح کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ عظیم الامانت

تھے وہ ہر شے پر خداوند تعالیٰ کی رضامندی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے
 بارے میں ان پر تلواریں بھی چلنے لگیں تو ان کے زخموں کی برداشت کر لیتے۔ کیوں نہ
 ہو آپ لا یخافون لومة لاشو کے مصداق تھے۔ وعن ابن داؤد قال اذا
 احدث الاثام فسفیان واذا احدثت تلك الدقائق فابوحنیفۃ۔ ابن داؤد کا قول
 ہے اگر تم کو آٹا روڑ روایات کی ضرورت ہو تو سفیان کا دامن پکڑ لو اور فن حدیث و فقیر کے
 دقائق و نکات معلوم کرنا ہوں تو امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کرو۔ وعن عبد اللہ
 بن المبارک قال لولا ان اللہ اهاننی بابی حنیفة وسفیان الثوری لکنت
 کسائر الناس۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے
 ذریعہ سے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا کہ کچھ نہ آتا۔ وعن محمد بن
 بشر قال کنت اختف الی ابی حنیفة وسفیان فاتی ابی حنیفة لیسئل لی من ابن
 جنت فاقول من عند سفیان فیسئل لقد جئت من عند رجل لو ان علقمۃ
 والاسود حضا او حتاجا مثلہ واتی سفیان فیسئل من ابن جنت فاقول
 من عند ابی حنیفة فیسئل لقد جئت من عند افضہ اهل الارض۔ محمد بن بشر
 کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ جس وقت امام
 صاحب کے پاس میں آؤں تو وہ مجھ سے دریافت فرماتے کہاں سے آرہے ہو تو میں
 جواب دیتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے آرہا ہوں اس وقت امام فرماتے کہ تم ایسے
 شخص کے پاس سے آرہے ہو کہ اگر اس زمانہ میں علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اس جیسے
 شخص کے محتاج ہوتے۔ اور جب سفیان کے پاس جاتا تو وہ دریافت کرتے کہاں سے
 آرہے ہو تو میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آرہا ہوں تو سفیان فرماتے کہ تم ایسے
 شخص کے پاس سے آتے ہو جو روئے زمین کے لوگوں میں افضہ ہے۔ وعن یزید
 بن ہارون قال ادرکت الناس فمارأیت احدا اعقل ولا اورع من
 ابی حنیفة۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا لیکن امام
 ابوحنیفہ سے زیادہ عقل مند اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ وعن اسماعیل بن محمد

الفارسی قال سمعت مکی بن ابراہیم و ذکوا با حنیفة فقال کان اعلو اهل
الارض فی زمانہ اسامیل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے
سنا کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے علماء میں سب سے زیادہ علم والے تھے محمد
بن حلیص عن الحسن بن سلیمان انه قال لا یقوم الساعة حتی ینظہر
قال علو اہل حنیفة۔ محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں اور حسن سلیمان
سے نقل ہیں کہ سلیمان نے کہا جب تک ابو حنیفہ کا علم ظاہر نہ ہو قیامت نہ آئے گی حتیٰ
ینظہر کے فاضل کی تفسیر انہوں نے علم ابو حنیفہ سے کی کہ اس سے امام ابو حنیفہ ہی کا علم
مراد ہے۔ عن محمد بن احمد البلخی قال سمعت مشداد بن حکیم یقول
ما رأیت اعلو من اہل حنیفة۔ مشداد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے
بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ اما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فلقد کان ایضا عابدا
ذاہدا عارفا باللہ خائفا منہ مریدا و وجہ اللہ بعلمہ الخ (احیاء العلوم) امام غزالی
فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ بھی عابد زاہد اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اللہ سے
ڈرنے والے اپنے علم سے اللہ کی خوشنودی اور رضا مندی طلب کرنے والے تھے۔ ناظرین
مؤلف رسالہ نے جارجین امام ابو حنیفہ میں امام غزالی کو بھی شمار کیا ہے۔ احیاء العلوم میں
تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی اور ثناء و صفت اور ان کا علم۔ زہد تقویٰ و غیر اوصاف
جمیل بیان کئے ہیں لیکن مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ امام غزالی نے بھی ان کو ضعیف
کہا ہے۔ مجب پر مجب ہے۔ وقال احمد بن حنبل فی حقمہ انه من العلو
والورع والزہد و ایثار الدار الاخرة بمحل لا یدرکہ احد (خیرات حسان
امام صاحب کے بارہ میں امام احمد فرماتے ہیں کہ علم، پرہیزگاری، زہد اور ایثار آخرت
کے ایسے مرتبہ پر امام ابو حنیفہ تھے جن کو کوئی حاصل نہیں کر سکا۔ ناظرین یہ وہی امام
احمد ہیں جو بقول مؤلف رسالہ بڑا کہنے والوں میں شمار ہیں۔ کان عالما حاکما ذاہدا
ورعا نقیبا کثیر الخشوع و اذو التضرع الی اللہ الخ (تاریخ ابن خلکان)
امام ابو حنیفہ عالم، عامل، زاہد، متقی، پرہیزگار، کثیر الخشوع۔ دائم التضرع تھے۔ مولانا

فرماتے ہیں

بالتضرع باش تا شادان شوی مگر یہ کن تاجے دہاں خنداں شوی

قال یحییٰ بن معین القراءة قراءة حمزة والفقہ فقہ ابی حنیفة علی
هذا اور دکت الناس (تاریخ ابن خلدون جلد ثالث) ابن معین فرماتے ہیں کہ اصل
قرآت تو حمزہ کی اور اصل فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر میں نے لوگوں کو عامل دیکھا اور اسی
راہ مستقیم پر چل رہی ہیں قال ابو عاصم وهو اللہ عندی الفقہ من ابن جویج
ما رأیت عینی رجلا اشدا اقتدا علی الفقہ منہ (خیرات حسان) ابو عاصم کہتے
ہیں بخدا ابو حنیفہ ابن جویج سے افتر ہیں۔ میری آنکھوں نے فقہ پر اتنی قدرت رکھنے
والا آدمی نہیں دیکھا۔ هذا اصل ضعیج یعتمد علیہ فی البشارة بابی حنیفة
والفضیلة التامة (تبیس الصنیفة) یہ حدیث اصل صحیح ہے سچی پر اعتماد کیا
جاسکتا ہے۔ اس میں امام کے لئے فضیلت، کامل اور شارت تام ہے۔ امام سیوطی اس
حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جو
مسلح شریف کے صفحہ ۳۱۲ میں ہے لو کان الدین عند الخریا الحدیث کہ اگر دین ثریا
پر ہو گا تو ایک شخص اہل فارس کا اس کو حاصل کئے گا۔ چونکہ امام ابو حنیفہ فارسی النسل ہیں
اور آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا اس مرتبہ کا نہیں تھا۔ اس لئے علامتے
اس حدیث کا مصداق ابو حنیفہ کو ہی قرار دیا کہ امام کے واسطے اس حدیث میں اعلیٰ درجہ
کی خوشخبری اور بشارت ہے اور یہ حدیث امام پر منطبق ہے۔ علامہ محمد بن یوسف دمشقی
شافعی شاگرد امام جمال الدین سیوطی کے ماسحیہ علی المرآب میں فرماتے ہیں۔ وما
جزم بہ شیخنا من انابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاہر یہ مشک
فیہ لانه لم یبلغ من اہل فارس فی العلو مبلغه احد۔ کہ جو اعتقاد ہمارے
شیخ کا ہے کہ اس حدیث سے ابو حنیفہ ہی مراد ہیں اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ
اہل فارس میں سے سوائے امام ابو حنیفہ کے اور کوئی بھی علم کے اس مرتبہ کو نہیں پہنچا لہذا
امام ابو حنیفہ پر ہی یہ حدیث منطبق ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری و طبرانی وغیرہ نے بھی

بالنہاء مختلفہ روایت کیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے امام صاحب کے مناقب میں تبیین الصیغہ تصنیف کی ہے۔ اس میں کوئی لفظ سیوطی کا ایسا نہیں ہے جس سے امام ابو حنیفہ کی تصنیف ثابت ہوتی ہو۔ مولف رسالہ کا سیوطی پر اتمام ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے اگر کوئی مرد میدان ہے تو ثابت کر دکھائے ع میں گو ہے یہی میدان ہے آتے کوئی۔ علامہ ابو عبد اللہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ شافعی نے امکان فی اسرار رجال المشکوٰۃ میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے من اراد ان یتبعی فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفۃ اہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابو حنیفہ کی عیال ہے رومی البیہ قانی قال اخبس نا ابو العباس بن حمدون لفظ قال حد ثنا محمد بن الصباح قال سمعت الشافعی محمد بن ادیس یقول قیل لمانک هل رأیت ابا حنیفۃ قال نعم رأیت رجلا لو کلمتک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلها ذہبا لتمام بحجۃ وفی روایۃ اخوی ماذا اقول فی رجل لو ناظرنی فی ان نصف هذا العمود من ذهب ونصف من فضۃ لتمام بحجۃ اہ ردھوقود الجواہر ص ۷ واکمال رجال المشکوٰۃ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ امام مالک نے امام صاحب کی قوت استدلال اور تبحر علی کو کس شہود سے بیان فرمایا ہے۔ اگر کسی کی ہمت ہو تو امام مالک اور امام شافعی کا وہ قول جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ کو سخت ضعیف کہا ہے صحیح سند صحیح کے کتب معتبرہ سے نقل کرے ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے قال الحکمر بن ہشام حدثت بالشام عن ابی حنیفۃ انه کان من اعظم الناس امانۃ و ارادہ السلطان علی ان یتولی مفاتیح خزائنہ او یضرب تلہرہ فاختم عذابہ علی عذاب اللہ اہ واکمال حکم بن ہشام فرماتے ہیں کہ شام میں مجھ سے بیان کیا گیا کہ امام ابو حنیفہ لوگوں میں بہت بڑے امانت دار ہیں بادشاہ وقت نے ارادہ کیا کہ اپنے خزانہ کی کنجیاں ان کے سپرد کر دے اگر وہ قبول کیا تو بہتر ہے ورنہ ان کو مار کر یہ کام کرنا چاہیے تو امام صاحب نے آخرت کے عذاب پر دنیا کے عذاب کو ترجیح دی اور تکلیف برداشت کی لیکن بادشاہ کے خرد ناخچی نہ ہوتے اور

عذاب کے عذاب سے اس طرح سے بچے۔ والغرض بایراد ذکرہ فی ہذا الکتاب وان لسنونومند حدیثا فی المشکوٰۃ للتبرک بہ لعلو مرتبۃ وفور ہلعمہ اہ واکمال ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب میں ہم نے امام ابو حنیفہ کا جو ذکر کیا ہے مقصد صرف ان کے ذکر سے برکت حاصل کرنا ہے گو مشکوٰۃ میں امام ابو حنیفہ سے کوئی روایت نہیں کی گئی لیکن چونکہ وہ بڑے مرتبہ والے اور زیادہ علم والے ہیں اس لئے تبرکاً ان کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ حاسدین اس قول کو دیکھیں اور آتش حسد میں جل کر خاک ہو جائیں۔ وقد سالہ الذوزاعی عن مسائل واراد البحث معہ بوسائل فاجاب علی وجہ الصواب فقال لہ الذوزاعی من این ہذا الجواب فقال من الاحادیث العتی رویشموھا ومن الاخبار والاثر اللتی نقلتموها وبین لہ وجہ دلالتھا وطریق استنباطھا فانصف الذوزاعی ولسویتعسف فقال من العطارون وانشووا لطباء (مرقات ص ۲۴) ایک مرتبہ امام اوزاعی نے مباحثہ کے قصد سے امام ابو حنیفہ سے چند مسائل دریافت کئے۔ امام صاحب نے ان کے شافی و صحیح جواب دیئے امام اوزاعی نے فرمایا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے حاصل کیا امام صاحب نے جواب دیا کہ میں نے ان ہی احادیث و روایات اور اخبار و آثار سے استنباط کیا ہے جو تم نے روایت کی ہیں اس کے بعد امام صاحب نے ان نصوص کے وجہ دلالت اور ان سے استنباط کے طریقوں کو بیان کیا جس کو سن کر امام اوزاعی کو اقرار کرنا پڑا کہ بے شک ہم عطار اور آپ لوگ اطباء ہیں اس کو انصاف کہا جاتا ہے کہ جو واقعی بات ہو اس کو تسلیم کر لیا اور راہ تسف اختیار نہ کی ایک مرتبہ میا فاروقین میں بھی امام اوزاعی نے امام صاحب سے رفع یدین فی الصلوٰۃ کے بارے میں مناظرہ کیا تھا جس کا جواب امام صاحب نے ایسا دیا تھا کہ امام اوزاعی خاموش ہو گئے جس کو حافظ ابن ہمام نے فتح القدر میں نقل کیا ہے وقال جعفر بن الربیع اقمعت علی ابی حنیفۃ خمس سنین فمارا بیت اطول صمٹا منہ فاذا سئل عن شیء من الفقه سال کالوادعی اہ (مرقات ص ۲) مشکوٰۃ ص ۲۶ جعفر بن ربیع کہتے ہیں میں پانچ سال تک ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا میں

نے اُن سے زیادہ خاموش رہنے والا شخص کوئی نہیں دیکھا لیکن جس وقت اُن سے کسی فقہی مسئلہ کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو وادی کی طرح برپہ تھے تھے قال یعنی بن ایوب الوازی کان ابو حنیفہ لا ینلم فی اللیل (مروقات) یعنی بن ایوب کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ شب بھر سوئے نہ تھے۔ وقال نصر بن شمیل کان الناس یناموا عن الفقه حتی یقفلوا ابو حنیفہ بما فتقہ وینداه (مروقات) نصر بن شمیل کہتے ہیں تمام لوگ فتنے سے غافل اور خواب میں تھے امام ابو حنیفہ نے ان کو بیدار کر دیا وقال ابن عیینہ ما قدم مکة فی وقتنا رجل اکثر سلوة منہ (مروقات) ابن عیینہ کہتے ہیں ہمارے مکہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص مکہ میں نہیں آیا جو ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھتا ہو۔ وقد تقول بعض المتعصبین ان منہم من کان قلیل البضاعة فی الحدیث ولا سبیل الی هذا المعتقد فی کبار الائمة لان الشریة انما توخذ من الکتاب والسنة زالی ان قال، والامام ابو حنیفہ انما قلت روایتہ لما شد فی مشوط الروایة والتحمل وضعف روایتہ الحدیث الیقینی اذا عارضها الفعل النفسی وقلت من اجل ذلك روایتہ فقل حدیثہ لانه ترک روایة الحدیث عمدا فعاشاہ من ذلك ویدل علی انه من کبار المجتہدین فی الحدیث اعتماد مذہبہ فیما بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ رد او قبول الیغ تاریخ ابن ندیم، بعض متعصبین نے یہ بیکواس کی ہے کہ بعض ان ائمہ میں سے حدیث میں کم پورنجی والے تھے لیکن بیخیاں کبار ائمہ کے ہار سے میں بالکل غلط ہے کیونکہ شریعت کا مدار قرآن و حدیث پر ہے والی ان قال، اور امام ابو حنیفہ کی روایات کے کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شرط روایات اور تکل روایات اور ضعف روایات حدیث میں بہت سختی سے کام لیا اور اس کی صحت میں بہت ہی سخت شرطیں لگاتی ہیں اس بنا پر ان کی روایت حدیث کم ہے یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے قسداً روایت حدیث ترک کر دی حاشا وکلا۔ ان کے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے پر یہ واضح دلیل ہے کہ علماء میں ان کے مذہب

کا اعتبار و اعتماد رد او قبولاً ہوتا ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ روایات حدیث میں بہت ہی احتیاط سے کام لیتے تھے اور سخت شرطیں لگا کر رکھی تھیں جو تقویٰ اور ورع کی ظاہر دلیل ہے وہ تو مجتہدین فی الحدیث سے کبار مجتہدین میں داخل تھے اسی وجہ سے حافظین حدیث میں مخالفین نے بھی اُن کو شمار کیا ہے، چنانچہ ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ سے ظاہر ہے کہ متعصبین اور معاندین نے اس سے اپنی ظاہری آنکھیں بند کر لی ہے۔ لیکن حق ہمیشہ ظاہر ہی ہو کر رہتا ہے۔ اور اگر قلت روایت حسب شمار کیا جانے لگے تو ہر سب سے پہلے ابو بکر صدیق پر طعن کرنا چاہیے کہ ان کی روایات حدیث باعتبار باقی صحابہ کے بہت ہی کم ہیں۔ چنانچہ ناظرین کتب امارت پر غنی نہیں تاریخ ابن خلدون کے بعض نسخوں میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کو سترو حدیثیں پہنچی تھیں اور اس قول کو نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب حط میں نقل کیا اور وہیں سے اور غیر مقلدین نقل کر کے امام صاحب پر طعن کرتے ہیں۔ لیکن یہ قول کئی وجوہ سے غلط ہے۔ اول اگر یہی تسلیم کر لیا جائے کہ واقعہ میں ابن خلدون سے اس میں غلطی نہیں جوتی تو ضرور یہ غلطی چھاپنے والوں اور کاتبین کتاب تاریخ کی ہے کیونکہ یہ قول چلتے چلتے احوال کے صریح مخالف ہے جنہوں نے امام صاحب کی روایات کی تعداد بیان کی ہے جو اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ امام زرقانی وغیرہ نے چند اقوال امام صاحب کی روایات میں نقل کئے ہیں ان میں قول مذکور نہیں ہے ورنہ ضرور ذکر کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول غلط ہے۔ دوسرے ابن خلدون ہمو تاریخ میں کمال رکھتے تھے اور ان کو امور شرعیہ میں اتنی دستگاہ تھی چنانچہ سخاوی وغیرہ نے ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے لہذا ایسے امور میں ابن خلدون کا قول معتبر نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کا قول ائمہ اثبات کے اقوال کے مخالف ہو کیونکہ جس شخص کو امور شرعیہ میں ہمارت نہ ہو وہ ائمہ کبار کے مراتب پر مطلع نہیں ہو سکتا تیسرے ابن خلدون نے اس قول کو کھر بقال سے تعبیر کیا ہے جو ضعف اور عدم یقین پر دل ہے۔ لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ خود مورخ کو یہی جہوم نہیں تو دوسرا کیا جہوم کہ

سکتا ہے چوتھے امور تاریخ اور حکایات منقولہ کی جانچ پڑتال کرنی ضروری ہے جو امور اور حکایات دلائل قطعیہ و تقلید کے قطعی مخالف ہوں وہ اہل عقل اور رابر باب علم کے نزدیک یقیناً مردود ہیں کہیں ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ پس یہ قول کہ روایات امام سترہ ہیں دلائل قطعیہ اور مشاہدہ کے بالکل خلاف ہے جس نے امام محمد صاحب اور امام ابو یوسف صاحب وغیرہ کی تصانیف دیکھی ہیں وہ کبھی بھی اس قول کو باور نہیں کر سکتا کہ امام ابو حنیفہ کی سترہ روایتیں ہیں۔ سوا امام محمد کتاب آثار کتاب الحج سیر کبیر کتاب الخراج امام ابو یوسف کی یہ ایسی کتابیں ہیں جو آج منسلک ہیں۔ ان میں سینکڑوں روایتیں امام ابو حنیفہ سے مروی ہیں۔ چہرے قول کہ ان کی سترہ حدیثیں ہیں قطعاً غلط ہے۔ علاوہ ازیں اس کے مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق۔ تصانیف دارقطنی۔ تصانیف۔ عالم تصانیف بیہقی اور تصانیف امام عطاء کی کو انھیں کھول کر دیکھا ہو گا وہ قول مذکور کو یعنی غلط اور باطل کہے گا۔ پھر ستم یہ ہے کہ مخالف و موافق سب ہی امام ابو حنیفہ کو کبار مجتہدین میں سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مجتہد کے واسطے سترہ حدیثیں کسی طرح بھی کفایت نہیں کر سکتی ہیں تو لامحالہ قول مذکور باطل و مردود ہے پس نواب صدیق حسن خاں نے جو قول نقل کیا ہے غلط ہے۔ تعجب تر یہ ہے کہ ایک شخص عالم ہو کر ایسے اقوال مردودہ اپنی کتابوں میں نقل کرے اور ان پر کسی قسم کی جرح و قدرح نہ کرے اور خاموش چلا جائے اس کی شان ہے بسا بعید ہے۔ جہاں جہاں نواب صاحب نے امام صاحب کے حالات اپنی کتابوں میں بیان کئے ہیں۔ مثلاً حظی فی اصول الصحاح الستہ۔ اتحاف النبلاء۔ التاج الکمال۔ ابجد العلوم وغیرہ سب میں اسی روش کو اختیار کیا ہوا ہے۔ بلکہ ان کتابوں کو نظر غور سے دیکھا جائے تو امام صاحب کے تراجم میں ان کے اقوال متضاد اور متعارض نظر آئیں گے۔ لہذا ایسی کتابوں کی مطالعہ تو تنقید کرنی ضروری ہے تاکہ عوام گمراہی کے گڑھے میں نہ گر پڑیں۔ ابن جوزی کے متعلق ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تساہل اور تشدد فی الجرح میں ضرب المثل ہیں۔ لہذا ان کی جرح خصوصاً امام صاحب کے بارے میں مردود ہے اسی بنا پر بعض ابن الجوزی نے ان پر استہجاب ظاہر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ لیس العجب من الخطیب بانہ یطعن

فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من المجد کیف سلک اسلوبہ وجاہ بما هو اعظم منہ امراة الزمان خطیب پر تو کوئی تعجب نہیں آتا کیونکہ علماء پر طعن کرنے کی ان کی عادت ہے۔ زیادہ تر تعجب تو نا نا جان سے ہے کہ انہوں نے خطیب کا کیوں طریقہ اختیار کیا۔ بلکہ طعن کرنے میں ان سے بھی چند قدم آگے بڑھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطیب اور ابن جوزی نے جو جرح کی ہے وہ قابل اعتبار نہیں اسی بنا پر بعض علماء نے السہو المصیب فی کبد الخطیب کتاب لکھی جس میں خطیب کی تمام جرح کا جواب دیا ہے۔ نیز ائمہ نے تصریح کی ہے کہ خطیب کی روایات جو امام کی جرح میں نقل کی ہیں باعتبار سند ثابت نہیں غیر معتبر ہیں۔ چنانچہ قیرات حسان میں مصرح ہے۔ علاوہ ازیں خطیب بغدادی کو امام احمد اور امام ابو حنیفہ سے خاص بغض تھا اس وجہ سے اور بھی ایسے امور زبردستی جمع کرتے تھے جو محل طعن ہوں گے وواقع میں کوئی ان کی حقیقت و وقعت نہ ہوتی تھی۔ لیکن عوام کو دھوکہ میں ڈالنے سے ان کو کام تھا ابن جوزی کی طرح صنعانی۔ جو زقانی۔ مجدالدین فیروز آبادی۔ ابن تیمیہ۔ ابوالحسن بن العطار وغیرہ بھی تشدد فی الجرح میں مشہور ہیں۔ لہذا بغیر تحقیق کے ہوتے ان کے اقوال مقبول نہیں ہو سکے۔ خطیب کے بعد جنہوں نے بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے سب نے ہی خطیب کی تقلید کی اور کسی نے بھی تنقید و تحقیق سے کام نہ لیا اور مکھی پر مکھی مارتے رہے۔ دارقطنی وغیرہ متعصبین میں محدود ہیں ان کی جرح کا بھی اعتبار نہیں۔ حافظ عینی نے بخاری کی شرح عمدة القاری اور ہدایہ کی شرح بنایہ میں دارقطنی اور ابی العطار کی جرح کا جواب دیا ہے من این له تضعیف ابی حنیفة وهو مستحق التضعیف فانه روى في مسنده احاديث سقيمة ومعلولة ومنكورة غريبة وموضوعة اه (بنایہ شرح ہدایہ) کہ امام ابو حنیفہ کی تضعیف کا دارقطنی کو حق ہی کیا ہے بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے سنی میں منکر معلول، سقیم، موضوع حدیثیں روایت کی ہیں۔ قلت لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ به هذه اللفظة فی حق ابی حنیفة فانه امام طبق علمه الشرق والغرب ولما مثل ابن معین

هذه فقال ثقة مأمون ما سمعت احدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج
 يكتب اليه ان يحدث وشعبة وشعبة وقال ايضا كان ابو حنيفة ثقة من
 اهل الدين والصدق ولو يتهو بالكذب وكان مأمونا على دين الله
 صدوقا في الحديث واثنى عليه جماعة من ائمة الكبار مثل عبد الله
 بن المبارك ويعد من اصحابه وسفيان بن عيينة وسفيان الثوري و
 حماد بن زيد وعبد الرزاق وكيع وكان يفتي براه والائمة الثلاثة مالك
 والشافعي واحمد واخرون كثيرون وقد ظهر لك من هذا تعامل
 الدارقطني عليه وتعبه الفاسد وليس له مقدار بالنسبة الى هؤلاء
 حتى يتكلموا في امام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى والعلو
 وبضعفه اياه يستحق هو التضعيف افلا يرضى بسكوت اصحابه
 عنه وقد روى في سننه احاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة و
 غريبة وموضوعة ولقد روى احاديث ضعيفة في كتابه الجهر
 بالبسطة واحتج بهامع علمه بذلك حتى ان بعضهوا استخلفه على
 ذلك فقال ليس فيه حديث صحيح ولقد صدق القائل حسد والفتى
 اذ لو ينالوا سلوة والقوم اعداء له وخصوم رعدة القارى طرثالث مثلا اگر دارقطني
 کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابو حنیفہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کو نہ نکالتے
 کیونکہ ابو حنیفہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا ہے جس وقت ابن
 مبین سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا ائمہ اور مامون ہیں
 میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہو یہ شعبة بن الحجاج ہیں کہ
 امام ابو حنیفہ کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے
 اور شعبة جیسے کچھ زبردست حدیث ہیں ان کو کون نہیں جانتا اور یہی انھیں کا قول ہے کہ
 امام ابو حنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں
 دین پر مامون ہیں حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے ائمہ نے ان کی تعریف اور

ثناء و سنت کی ہے جیسے عبد اللہ بن مبارک کہ یہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے ہی شمار
 ہیں سفیان بن عیینہ سفیان ثوری حماد بن زید عبد الرزاق وکیع جو امام صاحب
 کے قول پر فتویٰ بھی دیتے تھے امام مالک امام شافعی امام احمد اور بہت سے بڑے
 بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے اسی سے دارقطني کا تعصب فاسد اور
 تعامل کا سد ظاہر ہو گیا ان کی کوئی استی ان ائمہ کبار کے مقابلہ میں نہیں جنہوں نے
 امام ابو حنیفہ کی تعریف کی ہے تاکہ ایسے اہم کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین و فتویٰ
 اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے امام ابو حنیفہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطني
 تضعیف کے مستحق ہیں کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں اور پھر خود اپنے
 سنن میں یتیم حدیثیں اور معلول منکر غریب موضوع روایات روایت کی ہیں وغیر کتاب البحر
 بالسطر میں احادیث ضعیفہ باوجودیکہ ان کو علم ان کے ضعیف ہونے کا تھا روایت کریں اور
 اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا حتیٰ کہ بعض علماء نے قسم کھلائی تو اقرار کیا کہ اس کتاب
 میں کوئی حدیث صحیح نہیں تاخرین یہ حال جرح کرنے والوں کا ہے واما قول ابن
 القطان وعلته ضعف ابی حنیفة فاسادة ادب وقله حياء منه فان مثل
 الامام الثوري وابن المبارک واضرا بهما وثقوه واثنوا عليه خير افضا مقلدا
 من يضعفه عند هؤلاء الاعلام اه (تایہ شرح جلد ۱۱ بحث اجادۃ ارض مکہ) لیکن ابن القطان
 کا قول کہ یہ حدیث ابو حنیفہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے معلول ہے بے ادبی اور بیعتی
 ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ کی توثیق اور مدح امام ثوری اور ابن المبارک جیسے ائمہ نے کی ہے لہذا
 ان کی کوئی وقعت ان اعلام کے مقابلہ میں نہیں ہے تاکہ تضعیف میں ابن القطان کا قول
 معتبر ہو و بعض الجرح صدر من المتأخرین المتعصبین كالدارقطني و
 ابن عدي وغيرهما ممن يشهد القران الجليلة بانہ فی هذا الجرح
 من المتعصبين والتعصب امر لا يخلو منه البشر الا من حفظه خالق
 العوي والقدرة وقد تقران مثل ذلك خير مقبول من قائله بل هو موجب
 لجهح نفسه اه والخليق الحمد ۳۳ بعض جرح متأخرین متعصبین سے صادر ہوتی ہیں

جیسے دارقطنی۔ ابن عدی وغیرہ جی پر قرآن طیبہ شاہد ہیں کہ یہ لوگ اس جرح پر تصف و نصب کے پابند ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ تصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے اور یہ اپنے عمل پر محقق ہو چکا ہے کہ تصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے لہذا دارقطنی۔ ابن عدی۔ ابن جوزی۔ خطیب وغیرہ سب کے سب خود مجروح ہیں۔ ان کی جرح امام صاحب کے بارے میں ہرگز مقبول نہیں ولا عبوة للكلام لبعض المتعصبين في حق الامام ولا بقوله هو انه من جملة اهل الراي بل كلام من يظن في هذا الامام عند المحققين يشبه الهذيانا اذ امران كبرى للشراف مشا امام ابو حنیفہ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا اعتبار نہیں اور ان کے اس قول کا اعتبار ہے کہ وہ اہل راستے میں سے تھے بلکہ جو شخص امام ابو حنیفہ پر ظن کرتا ہے۔ متعصبین کے نزدیک اس کا کلام بکواس کے مشابہ ہے اس کی کوئی وقعت نہیں۔ ناظرین خیال کریں کہ شیخ عبد الواب شمرانی مذہب کے شافعی ہیں وہ امام صاحب کی تعریف کر رہے ہیں اور جو لوگ امام صاحب میں کلام کرتے ہیں بے ہودہ بکواس فرماتے ہیں۔ بے شک فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی شہادت دیں۔ فانہ لا اعتداد بقول المتعصب كما قدح الدارقطنی فی الامام ابی حنیفہ بانہ ضعیف فی الحدیث اہ شرح مسلم البزازی متعصب کے قول کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ دارقطنی نے امام ابو حنیفہ میں قدح کیا اور یوں کہ دیا کہ وہ حدیث میں ضعیف تھے۔ کیونکہ یہ متعصب ہیں لہذا ان کے بارے میں ان کا قول معتبر نہیں۔ ومن ثمہ لو یقبل جرح الجارحین فی الامام ابی حنیفہ حیث جرحہ بعضهم بکثرة القیاس وبعضهم بقله معرفة العربیة وبعضهم بقله رواية الحدیث فانہ هذا کله جرح بما لا یجرح الراوی اہ مقدمہ فتح الباری ناظرین یہ عبارت حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہے جو پہلے میں ایک مقام پر منقول ہو چکی ہے جو شاہد عادل ہے کہ حافظ کے نزدیک امام صاحب مجروح نہیں بلکہ ثقہ ہیں اسی بنا پر ان لوگوں نے جرح کی ان کے قول کو ابن حجر نے رد کر دیا چنانچہ عبارت بالا شاہد ہے۔ درایہ

کے مشابہہ پر جو عبارت لکھی ہوتی ہے جی کو مؤلف رسالہ نے نقل کیا ہے جو ابتدا میں گزر چکی ہے۔ وہ کسی متعصب کی لکھی ہوتی ہے۔ جو مؤلف رسالہ ہی کے جماتی ہند ہوں گے جو اپنے آپ کو ابوالکلام سے تعبیر کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے درایہ میں حدیث من کان لہ امام کے تحت میں صرف دارقطنی کا قول نقل کیا ہے جو انہوں نے حسن بن عمارہ اور امام ابو حنیفہ کے بارے میں کہا تھا۔ خود حافظ ابن حجر نے کہیں بھی ضعیف نہیں کہا۔ کوئی عبارت ان کی اس کے ثبوت میں کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ حافظ ابن حجر کے قلم سے یہاں پر نفرت ہو گئی اور خاموش پلے گئے اور یہ اسی بنا پر خاموشی کی نسبت میں ان کی طرف کر رہا ہوں کہ ان کی دوسری تصانیف اور ان کے اقوال اس کی ترویج کرتے ہیں۔ پس اس سے کوئی عاقل کہیں اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک ضعیف ہیں۔ ابوالکلام نے حاشیہ پر صاحب المنظم کا جو قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ حافظ نہیں۔ مضطرب الحدیث ذاہب الحدیث ہیں۔ اول اس کو یہ معنی بن معین اور علی بن المدینی اور سفیان ثوری اور شعبہ بن الحجاج اور عبد اللہ ابن المبارک اور حافظ ابن عبد البر وغیرہ امر کا قول رد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ان کے ثقہ صدوق مامون حافظ الحدیث ہونے کے قائل ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ابو حنیفہ بن عمرو بن علی کے قول کا کوئی اعتبار نہیں دوسرے اس قول کو حافظ ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ کی عبادت رد کرتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے امام صاحب کو حافظ الحدیث کہا ہے۔ اگر ذاہب الحدیث یا مضطرب الحدیث ہوتے اور حافظ حدیث نہ ہوتے تو امام ذہبی جیسا شخص جو شافعی مذہب کے ہیں امام ابو حنیفہ کو حافظ الحدیث نہ کہتے۔ تبصرے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ ابو حنیفہ جن کو ذاہب الحدیث مضطرب الحدیث کہا جاتا ہے وہی ابو حنیفہ ہیں جن کا نام نامی نعمان بن ثابت الکوفی ہے جو صاحب مذہب ہیں جن کی طرف حنفیہ منسوب ہوتے ہیں جو شہرہ میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا ہے جو تابعی ہیں۔ کیونکہ ابو حنیفہ بہت سے لوگوں کی کنیت ہے اور ان میں بعض مجروح ہیں۔ امام صاحب اس سے مراد نہیں۔ چنانچہ منصف اور حق پسند حضرات پر پوشیدہ نہیں۔ ناظرین کے اطمینان قلب کے واسطے چند علماء کے

امام ذکر کرتا ہوں جن کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ اول احمد المصدق ابن محمد نیشاپوری ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے جن کو ابن بخار نے ذکر کیا ہے۔ دوسرے جعفر بن احمد بن ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ تیسرے محمد بن عبید اللہ بن علی خطیبی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چوتھے محمد بن یوسف کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پانچویں عبد المؤمن کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چھٹے محمد بن عبد اللہ الندوی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ ساتویں علی بن نصر کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آٹھویں عبید اللہ ابن ابراہیم بن عبد الملک کی کنیت ابو حنیفہ ہے نویں محمد بن حنیفہ بن مایان قصبی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ دسویں قیس بن احرام کی کنیت ابو حنیفہ ہے گیارہویں ابو الفتح محمد بن ابی حنیفہ کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ بارہویں بکر بن محمد بن علی بن فضل کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ تیرہویں عبد الکریم فریقی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ چودھویں امام حمادی کے استاذ کے استاذ الاستاذ خزاعی کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پندرہویں نعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد بن حیوان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ سولہویں احمد بن داؤد دینوری کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ سترہویں وہ ابو حنیفہ ہیں جو سلمان بن مرد کے شاگرد ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبد الاکرم روایت کرتے ہیں۔ اٹھارہویں وہ ابو حنیفہ ہیں جو جبرین معلم کے جنازہ میں شریک ہوتے تھے اور ان سے مغیرہ بن مہم روایت کرتے ہیں جو جہول ہیں۔ ان دونوں کو ذہبی نے باب الکئی میں میزان الاحتمال کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ غرض یہ اٹھارہ شخص امام صاحب کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ پس کیسے بغیر دلیل کے یہ کہا جاتا ہے کہ جن ابو حنیفہ کو ذہب الحدیث منظر الحدیث غیر حافظ کہا جاتا ہے۔ وہ امام صاحب ہیں جن کی توثیق امر نکاشہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل بن معین سفیان ثوری علی بن المدینی شعبہ بن الحجاج عبد اللہ بن المبارک وکیع وغیرہم کرتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ قول یا تو غلط ہے یا کسی دوسرے ابو حنیفہ کے بارے میں ہے۔ حافظ ابن عبد البر کی کتاب جامع العلم سے علامہ یوسف بن عبد اللہ بن علی نے اپنی کتاب تنویر العیون میں نقل کیا ہے لا تتکلم فی ابی حنیفہ بسوء ولا تصدق احد ایسین القول فیہ فانی واللہ ما رأیت افضل ولا اوج ولا افتقہ

منہ شعر قال ولا یفترا احد بکلام الخطیب فان عندہ العصبیۃ الزائدۃ علی جماعۃ من العلماء کابی حنیفۃ والا امام احمد وبعض اصحابہ وتعامل علیہم بکل وجہ وصنف فیہ بعضہم السہم المصیب فی کبد الخطیب واما ابن البرزقی فانہ تابع الخطیب وقد جب منہ سبط ابن الجوزی حیث قال فی مرآة الزمان ولیس العجب من الخطیب فانہ طعن فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من الجذکیف سلتک اسلوبہ وجار بما هو اعطو قال ومن المتعصبین علی ابی حنیفۃ الدارقطنی والوفیو فانہ لویذکرہ فی الحلیۃ و ذکر من دونہ فی العلو والنہد انتہی (رد المحتار ص ۳۵ جلد اول) امام ابو حنیفہ کے بارے میں کسی بڑائی سے کلام مت کر تو اور جو امام صاحب کے بارے میں بڑیاں رکھتا ہو اس کی بھی ہرگز تصدیق نہ کر میں نے بخدا ان سے زیادہ افضل اور پر مہنگا اور فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہا کہ دیکھو کوئی خطیب کے کلام سے دھوکہ نہ کھاتے کیونکہ خطیب حد سے زیادہ علماء پر تعصب کی نظر رکھتے ہیں۔ جیسے امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ان کے بعض اصحاب پر پوری طرح سے خطیب نے حملے کئے ہیں لہذا ان کا اقبال نہیں اور خطیب کے جوابات میں علماء نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام السہم المصیب فی کبد الخطیب رکھا ہے۔ لیکن ابن جوزی۔ پس یہ تو خطیب کے ہی مقلد محض ہیں۔ سبط ابن الجوزی نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ مرآة الزمان میں فرماتے ہیں کہ خطیب سے ایسے امور کا ظاہر ہونا کوئی تعجب نیز امر نہیں ہے کیونکہ علماء پر طعن کرنا ان کی تو عادت قدیر ہے۔ تعجب تو اپنے دادا پر آتا ہے کہ انہوں نے کیوں خطیب کی روش کو اختیار کیا۔ اور خطیب سے چند قدم آگے بڑھ کر بالکل حد میں تجاوز نہ کرتے تو امام صاحب سے تعصب رکھنے والوں میں سے ایک دارقطنی اور ابو نعیم بھی ہیں اس لئے کہ ابو نعیم اپنی کتاب علیہ میں ان حضرات کو اسے اور بیان کیا جو امام ابو حنیفہ سے علم زہد میں کئی درجہ کم تھے اور امام ابو حنیفہ کو ذکر نہیں کیا جو مرتبہ اور علم میں مذکورین سے بڑھ کر ہیں لیکن ان کو نہ ذکر کیا تو یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ مولف رسالہ نے یہ بھی بن

میں کے قول مذکور کو نقل کر کے یہ کہا ہے کہ یہ قول معتبر نہیں کیونکہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ اس لئے یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جرح تعدیل پر اسی وقت مقدم ہوتی ہے کہ جب مفسر ہو اور کوئی مانع موجود نہ ہو ورنہ یہ عام قاعدہ ہر جگہ نہیں ہے۔ میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب میاں لاجپور میں فرماتے ہیں۔ پس وجہ جرح مضعین کی ثابت نہ ہوتی اور جرح ان کا بے وجہ باقی رہتا تو پھر اس کو کون قبول کرتا ہے۔ وبهذا التحقيق اندفع ما قال بعض قاصري الانظار المعذورين في بعض الحواشي على بعض الكتب ان الجرح مقدم على التعديل فلا يذوقه تصحيح بعض المعدئين له ذكره ابن حجر وغيره ووجه الاندفاع لا يخفى عليك بعد التامل الصادق الا ترى ان لتدليس الجرح على التعديل فرع لوجود الجرح وقد نفينا لعدم وجود وجهه وجعلناه هباء منسوا فاين المقدم واين التدليس او (مياں لاجپور) میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری اس تحقیق سے وہ اعتراض مندرج ہو گیا جو بعض کو تاہ نظر اصحاب نے بعض کتب کے حواشی میں کیا ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے لہذا بعض محدثین کی تصحیح اس جرح کو دور نہیں کر سکتی۔ اعتراض کے اٹھ جانے کی وجہ تامل و غور کے بعد مخفی نہیں رہتی کیونکہ ظاہر بات ہے کہ تقدیم جرح علی التعديل وجود جرح کی فرع ہے اور ہم وجود جرح کو مٹا چکے ہیں اس لئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور اس کو ہم نے ہباء منثورا کر دیا ہے پھر کیا مقدم اور کہاں کی تقدیم یہ تو سب وجود جرح پر مبنی ہیں امام نووی فرماتے ہیں۔ ولا يقال الجرح مقدم على التعديل لان ذلك فيما اذا كان الجرح ثابتا مفسر السبب والافلا يقبل اذا السو لكن كذا به (شرح مسلم) یہ وہم نہ ہووے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے کیونکہ یہ اسی صورت میں ہے جب کہ جرح ثابت اور مفسر سبب ہو ورنہ مقبول نہیں اور مقدم نہیں ہوتی۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں وقد مو الجرح لكن ينبغي تقييد المحكم بتدليس الجرح بما اذا فسرا ما اذا تعارضان غير تفسير فانه يقدم التعديل قاله الحزبي وغيره وعليه يحتمل قول من

قدم التعديل كالقاضي ابوالطيب الطبري وغيره اه (فتح المنبسط) علما۔ نے جرح کو مقدم کیا ہے لیکن یہ حکم اس صورت کے ساتھ مقید ہے کہ جرح مفسر ہو۔ اگر دونوں میں تعارض ہو اور کسی قسم کی تفسیر جرح و تعدیل کی نہ ہو تو اس وقت تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ حافظ مزنی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور ایسی ہی صورتوں پر ان علما۔ کا قول معمول ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تعدیل جرح پر مقدم ہوتی ہے جیسے قاضی ابوالطيب طبری وغیرہ مراد یہ ہے کہ تعدیل مفسر ہوگی تو جرح پر مقدم ہوگی، ناخرین ان اقوال سے ابھی طرح کچھ گنتے ہوں گے کہ جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا عام قاعدہ نہیں ہے ورنہ کوئی امام اس سے بچ نہیں سکتا۔ امام صاحب کے بارے میں وجہ جرح ظاہر ہے کہ حد اور نصب مذہبی کی وجہ سے کی ہے چنانچہ سابق میں ابھی طرح واضح ہو چکا۔ لہذا یہاں تو یہ قاعدہ کسی طرح بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ تقدیم جرح وجود جرح کی فرع ہے۔ جب جرح ہی موجود نہیں تو تقدیم کسی چنانچہ میاں صاحب مذکور نے تصریح کی ہے اور اگر بالفرض جرح کو تسلیم کر لیں تو تعدیل وجرح میں تعارض ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور تعارض کی صورت میں بقول حافظ سخاوی اور حافظ مزنی وغیرہ کے تعدیل مقدم ہے۔ غرض کسی طرح بھی امام صاحب کے بارے میں جرح ثابت نہیں ہر پہلو پر نظر ڈالنے اور مولف رسالہ کو داد دیجئے۔ دوسرے یحییٰ بن معین ہی تعدیل میں متغیر نہیں بلکہ اور بھی ائمہ ہیں جنہوں نے امام صاحب کی توثیق کی ہے جیسے علی بن مدینی، سفیان ثوری، شعبتہ بن الحجاج، حافظ ابن حجر، حافظ ذہبی، حافظ ابوالحجاج مزنی، وکیع بن الجراح، ابو داؤد، حافظ ابن عبد البر، عبد اللہ ابن المبارک، حافظ ابن حجر مکی، امام مالک، امام شافعی وغیرہم۔ چنانچہ مکرر ذکر چکا ہے۔ بالعرض والجمال اگر یحییٰ بن معین کی توثیق معتبر نہ ہو تو حضرات مذکورین کی توثیق کافی ہے۔ تیسرے یہ جرح مبہم ہے۔ جب تک مفسر نہ ہو اور کوئی مانع نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں۔ کیونکہ عدالت و حد اور نصب و محبت غیر شرعیہ کے آثار یہاں پیدا ہیں۔ پس اس جرح کے مردود ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چوتھے ابن جوزی نے غیب کی تعلیل کی ہے اور غیب کی جرح معتبر نہیں کیونکہ ائمہ پر ظن کرنا ان کی عدالت ہے۔ لہذا ابن جوزی کی جرح

کا بھی اعتبار نہیں۔ پانچویں ابن جوزی تشدد دین فی الجرح میں سے ہیں۔ بغیر وہ جوہر کے بھی رداۃ کو مجروح کر دیتے ہیں۔ چنانچہ گزر چکا لہذا یہ قول ان کا معتبر نہیں۔ چھٹے اس کی سند صحیح بیان کرنی چاہیے۔ بغیر صحت سند کے یہ قول معتبر نہیں۔ ساتویں حافظ ابن عبد البر تصریح کر چکے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی توثیق دشنام و صفت کرنے والے زیادہ ہیں۔ لہذا ان ائمہ کے مقابلہ میں طاعینین کے کلام کا کچھ اعتبار نہیں۔ امام صاحب کا علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری، دیانت و امانت، ورع و زہد، عبادت و ریاضت، تابعیت و التمسک، ثقاہت و فطانت وغیرہ اوصاف ایسے ہیں جن کے معاملات بھی تعریف کئے فیروز رہے۔ چنانچہ مابقی میں مفصل بیان ہو چکا۔ پس ایسے شخص میں وہی عیوب نکلنے کا جس کے دل کی اور ظاہری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی ہوگی۔ اور جو شراب عداوت و عداوت سے مخمور ہوگا۔ جس نے ضد و عناد پر کمر باندھی ہوگی۔ تعصب و ہت دھری جس نے اپنا پیشہ کر لیا ہوگا۔ ورنہ اہل حق اہل انصاف کے نزدیک حق ظاہر ہے و قال ابو یوسف ما رأیت احدا اهلوا بنفس الحدیث من ابی حنیفۃ و ما رأیت احدا اهلوا بنفس الحدیث من اہام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ جاننے والا انفس حدیث کو کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کوئی ان سے زیادہ تعریف حدیث کا عالم میری نظر سے گزرا۔ ناظرین جب امام حنیفہ کو بقول حاسدوں اور دشمنوں کے حدیث سے واقفیت ہی نہیں تو احادیث و اخبار کے معانی اور ان کی تفسیر کا ان کو علم ہونا چہ معنی وارد۔ اور وہ بھی ان کے زمانہ میں ان کے برابر کا بھی کوئی نہیں کیونکہ ان سے سچا تو عالم کوئی تھا ہی نہیں۔ تعریف بھی وہی شخص کر رہا ہے جو اپنے وقت کا امام جتہ تسلیم کیا ہوا ہے یعنی امام ابو یوسف جن کے شاگرد امام احمد وغیرہ ہیں۔ مجاہدین فیروز آبادی کے متعلق بھی یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی ہے۔ علامہ عبد الوہاب سمرقانی شافعی فرماتے ہیں۔ دسوا علی شیخ الاسلام محمد الدین الغیرونی آبادی کتابا فی الرد علی ابی حنیفۃ و تکفیرہ و دفعوہ الی ابی بکر الخیاط الیمینی فارسل یلوم محمد الدین فکتب الیہ ان کان بلفک هذا الکتاب

خالصہ فانه افتراد علی من الاعداء وانا من اعظم المعتقدین فی ابی حنیفۃ و ذکرت مناقبہ فی مجلداہ الاولیٰ و الثانیہ، امام صاحب کے رد اور تکفیر میں بعض لوگوں نے مجد الدین فیروز آبادی کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی اور ابو بکر بن خیاط یمینی کو لوگوں نے دکھائی تو انہوں نے علامہ فیروز آبادی کو خط لکھ کر بہت لعنت ملامت کی۔ اس پر فیروز آبادی نے ابو بکر کو جواب لکھ بھیجا کہ جب کتاب آپ کے پاس پہنچے تو آپ اس کو جلا دیں۔ یہ مجھ پر دشمنوں نے افتراء پر دازی کی ہے۔ میں تو امام ابو حنیفہ کا بہت بڑا معتقد ہوں اور میں نے تو ایک کتاب ان کے مناقب میں لکھی ہے تو میں کس طرح ان کو بڑا بھلا کہہ سکتا ہوں۔ متوفی رسالہ نے ان کو بھی مضطرب امام میں گنایا تھا۔ یہ اپنی بریعت ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرا کام نہیں بلکہ میرے دشمنوں کا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی متوفی رسالہ نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو ضیف کہا ہے یعنی غنیۃ الطالبین میں ان کو مرجئی کہا ہے اس کے بارے میں اول تو یہ عرض ہے کہ پہلے اس کو ثابت کیا جاسکے کہ غنیۃ الطالبین شیخ کی تصنیف ہے اس بحث کے متعلق الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل مصنف مولانا عبدالحی کسنوی علیہ الرحمۃ دیکھنی چاہیے۔ دوسرے یہ عرض ہے کہ اگر بالفرض شیخ ہی کی تصنیف و تالیف ہے تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ شیخ نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ امام ابو حنیفہ مرجئی تھے اگر کوئی مدعی ہے تو اس کو شیخ کی عبارت سے جو غنیہ میں ہو ثابت کر دکھاتے مگر ع سخن شناس نہ دہرا خطا ایجاست۔ یہی خبر نہیں کہ شیخ نے کیا بیان کیا ہے اور ہم کیا کہہ رہے ہیں شیخ نے مرجئی کے فرقوں میں عشائیر کی جگہ حنیفہ کو لکھا ہے جس کی تفصیل و تشریح خود آگے چل کر ان نفلوں سے فرماتے ہیں۔ اما الحنفیۃ فهو بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة والاقرار باللہ ورسولہ و بما جاء بہ من عنده جملة علی ما ذکرہ البر یوقی فی کتاب الشجرۃ (غنیۃ الطالبین) کہ میں نے جو حنفیہ کے فرقہ کو مرجئی میں شمار کیا ہے اس سے تمام حنفی مراد نہیں ہیں بلکہ بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ایمان صرف معرفت

اور اقرار لسانی کا نام ہے۔ ناظرین اس عبارت میں کہاں شیخ نے امام کو یا جملہ حنفیہ کو مرجع کہا ہے۔ اس سے کس طرح امام کے متعلق شیخ کی تفضیف ثابت کی جاتی ہے یہ روز روشن کو شب بتلانا اور عوام کو دھوکہ دہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اسی کو حق اور دیانت داری اہل حدیث اور خصوصاً متوفات رسالہ سمجھتے ہیں۔ کیا یہی اچھا ذریعہ آخرت کے ستوارنے کا ہاتھ لگا ہے۔ یہ شیخ الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان فی السذہب الحنفی طریقتہ ائیتہ ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت وفضحت فی زمان البغدادی واصحابہ (محدث الحرمین) مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ہی عمدہ طریق ہے ہر سب طریقوں سے زیادہ موافق اس سنت معروفہ کے کہ جو بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں جمع کی گئی ہے۔ یہ وہی شاہ صاحب ہیں جن کے ذمہ یہ الزام ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کو سنت ضعیف کہا ہے اگر وہ بڑے تھے تو ان کا مذہب کیسے اچھا ہو گیا اور وہ بھی تمام طرق سے اور احادیث کے زیادہ موافق جب پر مجب سے۔ غرض متوفات رسالہ نے جتنے نام شمار کراتے تھے ان میں سے اکثر کو میں لکھ چکا ہوں، اسی طرح اوروں کو ناظرین قیاس کریں مگر جملہ تو سب ہی کا جواب ہو چکا تھا لیکن اطمینان کے لئے اتنی تفصیل سے میں ملنے ذکر کر دیا تاکہ اچھی طرح متوفات رسالہ کی دیانت داری کی فاد دیں۔ اب میں چند نام کتب کے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں جن میں امام صاحب کے مناقب موجود ہیں جن کے متوفات حنفی، مالکی جناب حنفی ہیں عقود المرجان۔ تلامذہ عقود الدرر والعقیان یہ دونوں کتابیں امام صاحب کے مناقب میں حافظ ابو جعفر طحاوی نے تالیف کی ہیں۔ البستان فی مناقب الشہان علامہ رحمی الدین بن عبد القادر بن ابوالوفا قرشی نے تالیف کی۔ شقائق النعمان علامہ جبار اللہ زمشہری کی کشف الآثار علامہ عبد اللہ بن محمد عارثی کی۔ الاقتصار لامام ائمہ الامصار علامہ یوسف بسط ابن جوزی کی تبیین الصحیفہ امام جلال الدین سیوطی نے تالیف کی۔ محرم سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ محمّد السلطان علامہ ابن کاس نے تالیف کیا۔ عقود الجمان علامہ محمد بن یوسف دمشقی

نے تالیف کی۔ ابانہ احمد بن عبد اللہ شیر آبادی کا تنویر الصحیفہ علامہ یوسف بن عبد اللہ کی تصنیف ہے۔ خیرات حسان حافظ ابن حجر مکی شافعی کی۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ عقود العقیان یہ بھی حافظ ابن حجر مکی شافعی نے امام صاحب کے مناقب میں تصنیف کی ہے۔ الفوائد المہرہ علامہ عمر بن عبد الوہاب عرصی شافعی کی۔ امرأة الجنان امام باہمی کی تذکرۃ الحنفیۃ امام ذہبی کی۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب التہذیب الکاشف یہ دونوں بھی حافظ ذہبی شافعی کی ہیں۔ تہذیب الکمال حافظ ابوالحجاج مزنی کی جامع الاصول علامہ ابن اثیر جزیری کی احیاء العلوم امام غزالی کی۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب الاسما۔ واللغات امام نووی کی۔ تاریخ ابن خلدون۔ تاریخ ابن خلدون۔ الکمال فی اسما۔ الرجال لصاحب المشکاۃ۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ میزبان کبریٰ شیخ عبد الوہاب شعرائی کی۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اثبات ایت والحوار پرچی شعرائی کی ہے۔ طبقات شافعیہ ابوالسحاق شیرازی کی۔ اول کتاب منہ میں ابو عبد اللہ بن خضر دمشقی نے امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں۔ محرم سطور نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ الايضاح عثمان بن علی بن محمد شیرازی کی۔ جامع الانوار محمد بن عبد الرحمن غزوفی کی۔ مرقات شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری کی۔ محرم سطور نے اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تفسیق النظام فاضل بسملی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مسند امام اعظم کا احسان کے واسطے میرے خیال میں اس سے اچھا کھرتی حاشیہ نہیں بلکہ مستقل شرح ہے۔ النافع الکبیر۔ مقدمہ تعلیق محمد مقدمہ بدایہ۔ مقدمہ شرح وقایہ۔ مقدمہ سعایہ۔ اقامۃ الحج۔ الرفیع والتکمیل۔ تذکرۃ الراشد مولانا عبد الحمید لکھنوی کی ہیں۔ یہ آٹھوں کتابیں محرم سطور کے مطالعہ سے گزری ہیں۔ آثار السنن۔ او شونہ البجیدہ۔ علامہ شوق نبوی کی۔ ان دونوں کتابوں کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ خصوصاً آثار السنن بہت نایاب کتاب ہے۔ خدا ان کو جراتے خیر دے۔ عقود تہذیب التہذیب الکمال علامہ صفی الدین خربری کی یہ کتاب بھی مطالعہ سے گزری ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری۔ نہایت شرح ہدایہ یہ دونوں کتابیں حافظ وقت عینی کی ہیں اور دونوں محرم سطور کے مطالعہ میں رہ چکی ہیں۔ شرح علی علم ابن حجر مکی شافعی کی۔ حاشیہ محمد بن یوسف دمشقی علی المواہب۔ عین العلم محمد بن عثمان بلخی کی آٹھ

کا بھی محرر سطور نے مطالعہ کیا ہے۔ انتصار الحج جواب معیار الحق فاضل رام پوری کی یہ بھی مطالعہ سے گزری ہے اچھی کتاب ہے۔ شرح مسلم الثبوت علامہ بحر العلوم لکھنوی کی تحفۃ النوازل فاضل لکھنوی کا اس کو بھی دیکھا ہے۔ تہذیبہ حافظ ابن عبد البر استاذ کار حافظ ابن عبد البر کتاب جامع العلم حافظ ابن عبد البر اس کا ایک مختصر ہے۔ احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے بہت ہی عجیب کتاب ہے۔ مجمع البحار علامہ محمد طاہر پٹنئی حنفی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب قانون فن رجال میں ہے جو قلمی ہے چھپی ہوئی نہیں ہے اس کے خطبہ میں خود متولف نے اپنے آپ کو حنفی لکھا ہے احقر نے اس کا مطالعہ کیا ہے اچھی کتاب ہے۔ طبقات کبریٰ تاج الدین سبکی کی تراجم الانوار شمرانی شافعی کی تذکرۃ الاولیاء عطار کی فیوض العریین شاہ ولی اللہ محدث کی عقود الجواہر الملیفہ علامہ سید محمد رفیعی زبیدی کی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے یہ وہ کتاب دو جلدوں میں ہے جس میں ان روایات مدیثہ کو جمع کیا ہے جن کو امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں، بہت عجیب کتاب ہے ہر شخص کو جو حنفی مذہب رکھتا ہو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ امام ابو حنیفہ کو کتنی حدیثیں پہنچی تھیں اور دشمن کتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں، اور مختار رد المحتار دونوں کا مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب نوح الباری اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب التہذیب یہ دونوں بھی حافظ ابن حجر عسقلانی کی ہیں احقر نے دونوں کا مطالعہ کیا اور فائدہ حاصل کیا ہے۔ روض النفاق علامہ شیب کی جو مشہور بحریفش ہیں۔ التاج المکمل۔ حطی فی اصول الصحاح الستہ۔ اتحافی النبأ کشف الالتباس۔ یہ چاروں کتابیں نواب صدیق حسن خاں قنوجی کی ہیں جو میرے مطالعہ سے گزری ہیں۔ المقابض الملیفہ۔ کتاب المغفار یہ دونوں مولوی عبد الاول جو پوری کی ہیں جو خاکسار نے دیکھی ہیں کتاب المناقب للموفق بن احمد مکی اس کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مناقب کروری اس کو بھی احقر نے دیکھا ہے۔ یہ دونوں کتابیں دائرۃ المعارف میں چھپی ہیں جو جید آباد میں ہے۔ البیاض علامہ شمس الدین سیواسی کی۔ جزئ المناقب حافظ ذہبی مصنف کاشف کی ہے۔ الطبقات السنیہ علامہ تقی الدین ابن عبد القادر کی۔ معینہ فی مناقب ابی حنیفہ حافظ ذہبی کا ہے۔ یہ اناسی کتابوں کے نام ناظرین کے سامنے پیشے نمونہ از خروار سے

پیش کئے ہیں جس میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو خاص امام صاحب کے مناقب و محامد میں لکھی گئی ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے حاسدوں اور دشمنوں کے اور کوئی بھی امام صاحب کے فضائل کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں آپ کے مناقب موجود ہیں جس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتا ہے۔ مذکورہ کتب میں سے بیالیس کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور ان کا مطالعہ کیا ہے۔ ناظرین یہاں تک ان اقوال کے متعلق ذکر تجاجی کے نام تولف رسالہ نے گناتے تھے۔ تقریباً نصف نام میں نے ان میں سے ذکر کئے ہیں انہیں پر اوروں کو قیام کر لیجئے۔ گو مضمون بہت طویل ہو گیا مگر فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اب آگے متولف عمل افشانی فرماتے ہیں۔

قولہ۔ یہ تو ہوا امام صاحب کی نسبت۔ اقول۔ ناظرین جس کی کیفیت منصل طور پر معلوم کر چکے ہیں صرف دو قول یہاں پر امام صاحب کے مجاہدہ نفس اور ریاضت فی العبادت کے بارہ میں پیش کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ عن حفص بن عبد الرحمن کان ابو حنیفہ یحیی اللیل کلہ ویقرأ القرآن فی رکعۃ ثلاثین سنۃ ۱۰۔ حفص بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ تمام شب عبادت میں گزار دیا کرتے تھے اور تیس سال تک برابر ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ عن مسعر قال دخلت لیلة المسجد فرأیت رجلاً یصلی یقرأ فی الصلوۃ حتی خست القرآن کلہ فی رکعۃ فنظرت فاذا هو ابو حنیفہ ۱۱۔ مسعر کہتے ہیں کہ میں ایک رات ایک مسجد میں جو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھڑا ہوا نکل پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کر دیا میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہ نکلے۔ ساتھ ہے کوئی ایسی عبادت اور ریاضت کرنے والا۔ مگر اتنے ابو حنیفہ کی عبادت کو اس نے اس عبادت کو بھی بدعت بنا دیا چنانچہ الجرح علی اصول الفقہ کے متولف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ احقر نے اس کا جواب بھی لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے جس کا نام انصار المسلمون ہے جس کے سامنے مخالفین کو بھی دم زدن کا چارہ نہیں ہے۔

قولہ اب نئیے ان کے بیٹے اور پوتے کی بابت میزان الاعتدال جلد اول میں ہے
اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الکو فی عن ابیہ عن
جدہ قال ابن عدی ثلثہم وضعفاد انتہی الخ قولہ ناظرین آپ کو پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ ابن عدی متعصبین میں سے ہیں خصوصاً امام ابو حنیفہ کے ساتھ تو ان
کو خاص طور پر محبت ہے اسی لئے ان پر صفاتی کا ہاتھ پھیرتے ہیں لہذا ان کے قول
کا اعتبار نہیں، دوسرے جب تک جرح مفسر نہ ہو اس وقت تک مقبول نہیں ہوتی چنانچہ
مفصل بحث گزر چکی ہے اور ابن عدی کا قول مذکور جرح مہم ہے مفسر نہیں لہذا مقبول
نہیں۔ اسی بنا پر حافظ ابن حجر نے کوئی قطعی فیصلہ تقریب میں ان کے متعلق نہیں کیا۔
صرف لفظ تکلمو کہہ کر خاموش ہو گئے۔ اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ الکو فی
القاضی حنیفہ الامام تکلموا فیہ من التاسعة مات فی خلافة المامون اد
تقریب اور ظاہر ہے کہ لفظ تکلمو جرح مہم ہے لہذا حد اعتبار سے ساقط ہے
ومن ذلک قولہم فلان ضعیف ولا یبیینون وجہ الضعف فهو جرح
مطلق والا ولی ان لا یقبل من متاخوی المحدثین لانہم یجرحون بما
لا یکون جرحا ہا وہی مشکوٰۃ انہیں اقوال میں سے جو جرح مہم میں شمار ہوتے ہیں محدثین
کا یہ قول ہے کہ فلاں ضعیف ہے اور وجہ ضعف بیان نہیں کرتے تو یہ جرح مطلق ہے
بہتر یہ ہے متاخرین محدثین سے اگر یہ قول صادر ہو تو مقبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان
کی عادت ہوتی ہے کہ یہ ایسی باتوں کے ساتھ جرح کرتے ہیں جو واقع میں جرح نہیں
ہوتی ہیں۔ قال ابن سعد لکن بالقوی قلت ہذا جرح مردود وغیر
مقبول ہا (مقدمہ فتح الباری) حافظ ابن حجر مقدمہ میں عبد الاعلیٰ بصری کے ترجمہ میں فرماتے
ہیں کہ ابن سعد نے یہ کہا کہ عبد الاعلیٰ قوی نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جرح مردود ہے
مقبول نہیں۔ ناظرین دیکھتے کہ لفظ لم یکن بالقوی اور فلاں ضعیف دونوں سے ضعف راہی
ثابت نہیں ہوتا۔ حالانکہ دونوں لفظ جرح کی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں معلوم ہوا
کہ یہ جرح مہم غیر مفسر ہے جس سے عیب پیدا نہیں ہو سکتا پس اسی طرح ابن عدی کا

یہ کتنا کہ قیوں ضعیف ہیں غلط ہے مقبول نہیں وجہ یہ کہ کوئی سبب ضعیف نہیں پایا جاتا
قلت قول ابن عدی ان کان مقبولا فی اسمعیل وحماد اذا بین سبب
الضعف لعدم اعتبار الجرح المہم فهو غیر مقبول قطعاً فی ابی حنیفہ
وہذا کلام غیرہ ممن ضعفہ کالدارقطنی وابن القطان کما حققہ
العینی فی مواضع من البناية. شرح المداية و ابن الہمام فی فتح القدیوں
وغیرہما من المحققین ہا (ذوائر ہرمدہ) جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے
میں سبب ضعف نہ بیان کیا جاسکے اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں کیونکہ
جرح مہم مردود ہوا کرتی ہے لیکن ابن عدی کی جرح امام ابو حنیفہ کے بارے میں قطعی
اور یقینی غیر مقبول ہے۔ اسی طرح دارقطنی اور ابن القطان وغیرہ کا کلام بھی قطعاً غیر مقبول
ہے۔ چنانچہ حافظ عینی اور حافظ ابن ہمام وغیرہ متعین نے تصریح کی ہے۔ میزان میں نقل
ذہبی ابن عدی کا قول نقل کرنے کے بعد خطیب کا قول نقل کرتے ہیں و قال الخطیب
وحدثنا عن عمرو بن ذر و مالک بن مغول و ابن ابی ذئب و طائفة و عنہ
سہل بن عثمان العسکری و عبد المومن بن علی الرازی و جماعة و لی
قضاء الرصافة و هو من كبار الفقہاء قال محمد بن عبد اللہ الانصاری
ما ولی من لدن عمر الی الیوم اعلم من اسمعیل بن حماد قیل و لا الحسن
البصری قال و لا الحسن ہا (میزان جلد اول ص ۱۰۱) کہ فن حدیث اسماعیل نے عمر بن ذر
اور مالک بھی مغول اور ابن ابی ذئب اور ایک جماعت محدثین سے حاصل کیا ہے اور
ان سے فن حدیث کو سہل بن عثمان اور عبد المومن الرازی اور ایک گروہ محدثین نے حاصل
کیا۔ رصافہ کے قاضی اور کبار فقہاء میں شمار تھے، محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ عمر
بن عبد العزیز کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانے تک اسماعیل بن حماد سے زیادہ عالم
کوئی قاضی نہیں مقرر ہوا کسی نے پوچھا کہ حسن بصری سے بھی علم میں امام اسماعیل بڑھ کر
تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ حسن بھی ان کے برابر کے نہیں تھے۔ قضات کے لائق امام
اسماعیل ہی تھے۔ اس عبارت سے امام اسمعیل کی محدثیت، فقاہت، اعلیت وغیرہ واضح

روز روشن کی طرح ثابت ہیں نہ معلوم کیوں ان کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ علاوہ انہیں ابن عدی کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک بھی اسماعیل بن حماد ضعیف ہوں۔ کیونکہ حافظ ذہبی نے میزان میں ایسے لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے جو واقع میں ثقہ اور جلیل القدر ہیں لیکن اقل ہیں اور اقل تخریج کی وجہ سے جو قابل اعتبار نہیں ہے ان کو ذکر کر دیا ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر ابن عدی وغیرہ ایسے حضرات کو اپنی تصانیف میں ذکر کرتے تو میں اپنی کتاب میں ان کی ثبات کی وجہ سے ان حضرات کو ذکر نہ کرتا پڑھتے ان کے اس قول کو وفیہ من تکلوا فیہ مع ثقته وجلا لته بادی لین و باقل تجریح فلولا ابن عدی او غیری من مؤلفی کتب الجرح ذکرنا ذلک الشخص لسا ذکرته لثقتہ وہ دینا پر میزان جلالہ اور اسی طرح امام ذہبی نے یلوا داشت کے طور پر ختم کتاب پر بھی اس قول کو یاد دلایا ہے۔ چنانچہ تیسری جلد کے انتہا پر فرماتے ہیں وفیہ خلق کما قدمنا فی الغلطة من الثقات ذکرناہم للذب عنہم اولان الکلام فیہم غیر موثر ضعفہم (میزان جلد ثالث صفحہ ۴۴) میری اس کتاب میں بہت سے ثقہ لوگ بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ میں نے خطبہ میں اس کی تصریح کی ہے لیکن میں نے ان کو دو وجہ سے ذکر کیا ہے یا تو ان سے ضعف کو دفع کروں یا جو کلام ان کے بارے میں کیا گیا ہے وہ ان میں ضعف کو پیدا نہیں کرتا۔ ان تمام امور پر نظر ڈالتے ہوئے ہر شخص جس کو ادنیٰ محتمل ہوگی یہ کہہ دے گا کہ ایسی حالت میں کسی طرح بھی ابن عدی کی جرح مذکور مقبول نہیں ولی القضاء بالجانب الشرقی ببغداد وقضاء البصرة والرقة وكان بصيحا بالقضاء عارفاً بالاحكام والوقائع والنوازل صالحاً ديناً عامداً اذا هذا صنف الجامع في الفقه والرود على القدرية وكتاب الاحرجاء وعن الحلواني اسمعيل نافلة ابى حنيفة كان يختلف الى ابى يوسف يتفقہ عليه شعوراً بحال يعرض عليه ومات شاباً (الترغيب والترہيب ص ۳۲) امام اسماعیل بغداد کی جانب شرقی اور بصرہ اور رقة کے قاضی رہ چکے ہیں۔ قصائد کے ماہر احکام اور حوادث اور واقعات کے پورے عارف و عالم

تھے صالح۔ دیندار۔ عابد۔ پرہیزگار۔ زاہر تھے۔ کتاب الارباب۔ الجامع۔ الرود علی قدر چند کتابیں تصنیف کیں۔ جوانی کی حالت میں انتقال ہوا۔ اس عبارت میں جو اوصاف ایک بڑے عالم و امام کے واسطے شایاں ہیں وہ سب موجود ہیں۔ ان حضرات کی عصیت پر تعجب آتا ہے کہ جب ایسے اثر ضعیف ہو جائیں گے تو پھر ثقہ کون ہو گا۔ افسوس صد ہزار افسوس

ناظرین! اب حماد کے بارے میں سنیں۔ وبعض المتعصبين ضعفوا حمادا من قبل حفظه كما ضعفوا اباہ الامام لكن الصواب هو التوثيق لا يعرف له وجه في قلة الضبط والحفظ وطعن المتعصبين مقبول انتهى (تذوق النفاذ) بعض متعصبین نے حفظ کے اعتبار سے امام حماد کی تضعیف کی جس طرح متعصبین نے امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہا ہے لیکن حماد کے بارے میں صحیح توثیق ہی ہے کیونکہ قلت حفظ اور ضبط کی کوئی وجہ ہی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر کیونکہ ضعیف ہو سکتے ہیں اور متعصب کی جرح مقبول ہی نہیں تاکہ تضعیف مقبول ہو۔ علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ هو حماد بن النعمان الامام ابن الامام تفقہ علی ابيه وافتحى في زمنه وتفقه عليه ابنه وهو في طبقة ابى يوسف ومحمد و زفر والحسن بن زياد وكان الغالب عليه الورع قال الفضل بن دكين تقدم حماد بن النعمان الى شريك بن عبد في شهادة فقال شريك والله انك لعفيف النظر والفرج خيار مسلوام (سند الامام شرح المسند) حماد کون ہیں نعمان بن ثابت کے بیٹے خود بھی امام وقت ہیں اور امام کے بیٹے بھی ہیں۔ فن فقرہ کو اپنے والد ماجد امام حنیفہ سے حاصل کیا اور امام صاحب ہی کے زمانہ میں مشقی بھی تھے ان سے ان کے بیٹے اسماعیل بن حماد نے فن فقرہ حاصل کیا۔ امام ابو یوسف۔ امام محمد امام زفر۔ امام حسن بن زیاد کے طبقہ میں شمار ہیں۔ اتفاقاً پرہیزگاری ان پر غالب تھی فضل بن دکین کہتے ہیں کہ تاد ایک شہادت میں شریک بن عبد کے یہاں بلاستے گئے تو شریک نے کہا بخدا پاک نظر اور پاک فرج ہیں اور مسلمانوں میں آپ اچھے علم میں نیز

ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں چنانچہ ماہق میں مفصل معلوم ہو چکا ہے جب تک کوئی وجہ وجہ بیان نہ کریں ان کی تضعیف کا اعتبار نہیں ہے۔

قولہ اب یحییٰ ان کے مقرب شاگردان کی نسبت ضعف کا تذکرہ ہے امام ابو یوسف کو یحییٰ الی قولہ ان کی بابت میزان الاعتدال میں ہے۔ قال الفلاس کشید الغلط و قال البخاری ترکوه الی قولہ اور لسان المیزان میں ہے۔ قال ابن المبارک ابو یوسف ضعیف الروایة اه اقول ۔

پہو قاضی بفکر ت تولید جمل نہ گرد و ز دستار بنداں خجل
ناظرین یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے امام احمد حنبل وغیرہ محدثین شاگرد ہیں
چنانچہ کئی سلسلے ان کے ابتدا میں بیان کر چکا ہوں یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کے
بارے میں امام نسائی نے کتاب الضعفاء والمتروکین میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف ثقہ ہیں
یہ وہی امام ابو یوسف ہیں جن کو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں حافظین حدیث میں
شمار کیا ہے۔ سمع هشام بن عروہ و اباسحق الشیبانی و عطارد بن السائب
و طبقتمو و عنہ محمد بن الحسن الفقیہ و احمد بن حنبل و بشر
بن الولید و یحییٰ بن معین و علی بن الجعد و علی بن مسلم الطوسی
و خلق سواہم و نشاء فی طلب العلم و کان ابوہ فقیہا فکان ابو حنیفة
یتعاہدہ قال المزنی ابو یوسف اتبع القوم للحدیث و روی ابراہیم بن
ابی داؤد عن یحییٰ بن معین قال لیس فی اہل اسی احد اکثر حدیثا ولا
اثبت منه و روی عباس عنہ قال ابو یوسف صاحب حدیث و صاحب
سننہ و قال ابن سماعۃ کان ابو یوسف یصلی بعد ما ولی القضاء فی کل یوم
مات فی رکعۃ و قال اسمد کان منصفاً فی الحدیث مات سنۃ اثنتین و ثمانین
و مائۃ و لہ اخبار فی العلم و السیادۃ و قد افردتہ و افردت صاحبۃ محمد
بن الحسن فی جزء انہی ملخصاً (تذکرۃ الحفاظ للذہبی) ابو یوسف نے فن حدیث کو
ہشام بن عروہ ابو اسحاق شیبانی عطارد بن سائب اور ان کے طبقے والوں سے حاصل

کیا ہے اور فن حدیث میں امام ابو یوسف کے شاگرد امام محمد امام احمد یحییٰ بن معین
بشر بن ولید علی بن جعد علی بن مسلم طوسی اور ایک مخلوق محدثین کی ہے۔ طلب علم ہی
میں ان کی نشوونما ہوتی ہے ان کے والد ماجد کی افلاس کی حالت تھی اس لئے امام ابو یوسف
ان کی خبر گیری رکھتے اور ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ امام مزنی کا قول ہے کہ امام
ابو یوسف جماعت بھر میں حدیث کے منبع زیادہ تھے۔ ابراہیم بن ابی داؤد یحییٰ بن معین
سے نقل کرتے ہیں کہ اہل راستے میں امام ابو یوسف اثبت اور اکثر حدیث ہیں عباس
دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث صاحب سنت ہیں
ابن سماعہ کہتے ہیں کہ قاضی ہو جانے کے بعد امام ابو یوسف ہر روز دو سو
رکتیں پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف حدیث میں منصف تھے
سننہ ایک سو بیسی میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ امام ذہبی صاحب کتاب کہتے ہیں کہ ان
کے واقعات علم و سیادت کے بہت سے ہیں۔ میں نے ان کے اور امام محمد کے مناقب
کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ ناظرین یہ امر کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابو یوسف
کے بارے میں کتنے زبردست الفاظ مدحیہ ہیں اس پر بھی معاذین اور حساد انکھیں نکال
رہے ہیں کیا آپ کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ جو شخص بقول بخاری متروک ہو بقول
فلاس کثیر الغلط ہو وہ ان الفاظ کا ایسے اثر سے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے مستحق ہو سکتا
ہے ہرگز نہیں کیا ایسے شخص کے بارے میں کوئی ناقد رجال ہو کہ اس کے مناقب میں
کتاب تصنیف کر سکتا ہے کہی نہیں بخاری نے محض اس شخص کی وجہ سے جو ان
کو بعض حنیفیوں سے ہو گئی تھی امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کے بارے میں کلام کو زیادہ
مالانکہ یہ محض تعصب پر مبنی ہے جو قابل قبول نہیں ہے متروک اور کثیر الغلط ہونے
کی تمت ہی تمت ہے جس کا کچھ وجود نہیں ورنہ امام احمد جیسا شخص اور ابن معین
جیسا ناقد کہی بھی امام ابو یوسف کا شاگرد نہ ہوتا بلکہ سب سے اول میں لوگ ان کی تضعیف
کرتے۔ لیکن یہ حضرات جب ان کو صاحب حدیث صاحب سنت منصف فی الحدیث
اثبت و اکثر حدیث اتبع الحدیث حافظ حدیث فرماتے ہیں تو پھر ترکہ اور کثیر الغلط کی

بنیاد معنی مداوت اور تعصب پر ثابت ہو جاتی ہے، جس کا گواہ دینا کچھ مشکل نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔ کان القاضی ابو یوسف من اهل الكوفة وهو صاحب بن حنیفة وكان فقیها عالما حافظا له (النجاح المکمل ص ۱۹) کہ قاضی ابو یوسف کو فو کے اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ فقیہ عالم حافظ حدیث تھے۔ سلیمان تیمی یحییٰ بن سعید انصاری راہمش محمد بن یسار وغیرہ جن حدیث کو حاصل کیا ہے۔ نواب صاحب نے ان چار ناموں کو زیادہ لکھا ہے۔ اس لئے نقل کر دیا۔ آگے چل کر نواب صاحب لکھتے ہیں۔ ولسو یختلف یحییٰ بن معین واحمد بن حنبل وعلی بن المدینی فی ثقتہ فی النقل (۱۹) (النجاح المکمل ص ۱۹) کہ یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل اور علی بن مدینی تینوں اماموں کا امام ابو یوسف کے ثقہ فی الحدیث ہونے پر اتفاق ہے یہ ابی مدینی وہی شخص ہیں جن کے لئے بخاری کو اقرار کرنا پڑا کہ میں اپنے آپ کو امین سے چھوٹا سمجھتا ہوں۔ حافظ ابن حجر تقریب میں ابن مدینی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ثقہ ثبت، امام اعلم و اهل عصره بالحديث وعلیه حتی قال البخاری ما استصرفت نفسي الا عنده (تقریب) کہ ابن مدینی ثقہ ثبت۔ امام اعلم ابن زمانہ بالحدیث وعلیٰ بن مدینی کہ بخاری بھی کہنے لگے کہ ان کے سامنے میری کوئی حقیقت نہیں۔ جب علی مدینی امام ابو یوسف کو ثقہ کہتے ہیں تو بخاری کا قول ان کے مقابل میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ولسو یختلف یحییٰ بن معین واحمد وابن المدینی فی کونه ثقہ فی الحدیث (۱۹) (النسب سمانی) امام ابو یوسف کے ثقہ فی الحدیث ہونے میں ابن معین احمد علی بن المدینی متفق نہیں ہیں۔ و ذکر ابن عبد البر فی کتاب الذمہاء فی فضائل الشافعی الفقہاء ان ابایوسف کان حافظا و انه کان یحضر المحدث و یحفظ خمسمین ستمین حدیثا مشہورہ فیوم فیملیہا علی الناس وکان کثیرا بالحدیث (۱۹) (النجاح المکمل ص ۱۹) حافظ ابی عبد البر مالکی مغربی کتاب الانتماء میں فرماتے ہیں جن میں فقہائے ثلاثہ کے مناقب بیان کئے ہیں کہ امام ابو یوسف حافظ تھے ان کے حافظہ کی یہ حالت تھی کہ حدیث کی مجلس میں تشریف

لاتے اور پچاس ساٹھ حدیثیں وہیں یاد کر لیتے اور جب اس مجلس سے اٹھتے تو فوراً لوگوں کو جوں کی توں لکھا دیا کرتے تھے۔ ان میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوتا تھا اور امام ابو یوسف کثیر الحدیث تھے اس قول سے فلاس کے قول کی تردید ہو گئی۔ اگر کثیر الغلط ہوتے تو ابی عبد البر کہتی بھی ان کے حافظہ کی تعریف بالغلط مذکورہ نہ کرتے۔ قال طلحة بن محمد بن جعفر ابو یوسف مشہور الا من ظاہر الفضل افقہ اهل عصره ولسو یقدمہ احد فی زمانہ وکان النہایتہ فی العلو والحکمو والیاسۃ والقدس وهو اول من وضع الکتب فی اصول الفقہ علی مذہب ابی حنیفہ واصلی المسائل ونشرها وبث علوم ابی حنیفہ فی اقطار الارض (۱۹) (النجاح المکمل ص ۱۹) ظہور محدث کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف مشہور اللعین ظاہر الفضل۔ ثقہ۔ اہل زمانہ۔ ان کے زیادہ میں ان سے کوئی فضل میں متقدم نہ تھا۔ علم فیصل جات۔ ریاست۔ قدر و منزلت کی منتہا تھے۔ مذہب امام ابو حنیفہ کے موافق اصول فقہ میں اول انہیں نے کیا۔ میں تصنیف کی ہیں مسائل کا اظہار ان کا شیوع انہیں نے کیا۔ اطراف عالم میں امام ابو حنیفہ کے علم کو انہیں نے پھیلایا۔ قال حماد بن ابی مالک ما کان فی اصحاب ابی حنیفہ مثل ابی یوسف واولادہ ابو یوسف ما ذکر ابو حنیفہ ولا محمد بن ابی لیلیٰ وکننہ هو الذی نشر قولہما و بقی علمہما (۱۹) (النجاح المکمل ص ۱۹) حار بن ابی مالک کہتے ہیں کہ اصحاب ابی حنیفہ میں امام ابو یوسف جیسا کوئی شخص نہیں ہے اگر امام ابو یوسف نہ ہوتے تو محمد بن ابی لیلیٰ اور امام ابو حنیفہ کا کوئی ذکر نہ کرتا انہیں نے دونوں کے قول و علم کو عالم میں پھیلایا وقال ابو یوسف سألنی الاعمش عن مسئلة فاجبتہ عنہا فقال لی من ابنک لک هذا فقلت من حدیثک الذی حدثتہ انت شرذکرت لہ الحدیث فقال لی یا یعقوب انی لا حفظ هذا الحدیث قبل ان یجتمع الہواک وما عرفت تاویلہ حتی الان (۱۹) (النجاح المکمل ص ۱۹) امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مجھ سے اعمش نے ایک مرتبہ ایک مسئلہ پوچھا میں ناس کا جواب دے دیا تو وہ فرمانے لگے تم کو یہ جواب کہاں سے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ اسی حدیث سے جو آپ نے مجھ سے بیان کی تھی

اور پھر وہ حدیث میں نے ان کو سننا ہی تو امش کئے گئے اسے یعقوب زید امام ابو یوسف کا نام ہے، میں بھی اس حدیث کا حافظ ہوں لیکن اب تک اس کے معنی میری سمجھ میں نہ آتے تھے اس وقت سمجھا ہوں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں اور امام ابو یوسف کے حافظ اور فہم کی داد دیں جن کا امش نے بھی اقرار کر لیا۔ اسی پر فلاس اور بخاری کثیر الغلط اور ترکہ کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! و اخبار ابی یوسف کثیرة و اکثر الناس من العلماء علی فضلہ و تعظیمہ (۱۲۵) اتحہ النکل (۱۲۵) امام ابو یوسف کے اخبار بہت ہیں اور اکثر علماء ان کی فضیلت اور تنظیم کے قائل ہیں۔ یہ نواب صاحب کا قول ہے جو فیصلہ کے طور پر ہے۔ ماقبل میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جن کے مدح کرنے والے زیادہ ہوں اس کے بارے میں جارحین کی جرح مقبول نہیں۔ نیز ہم عصر کی جرح بھی دوسرے ہم عصر کے بارے میں مقبول نہیں۔ عبد اللہ بن مبارک، و کعب بن الجراح ہم عصر ہیں۔ بخاری۔ دارقطنی۔ ابن عدی وغیرہ متعصب ہیں لہذا ان کی جرح بھی مقبول نہیں۔ ناظرین اب میزان الاعتدال کی عبارت کے متعلق سنیے۔ مؤلف رسالہ نے جو فلاس کا قول نقل کیا ہے اس کا ایک لفظ ترک کر دیا کیونکہ وہ امام ابو یوسف کی مدح میں تھا اصل عبارت یوں ہے۔ قال الفلاس صدوق کثیر الغلط فلاس کہتے ہیں امام ابو یوسف صدوق کثیر الغلط تھے۔ دوسرے جملہ کا جواب عرض کر چکا ہوں۔ پہلا جملہ الفاظ تعدیل و توثیق میں سے ہے لہذا فلاس کے نزدیک بھی ان کا صدوق ہونا مسلم ہے۔ ع۔ ادھر لانا تہ مشی کھول یہ چوری بیسین نکلی۔ وقال عمر والناقد کان صاحب سنۃ ۱۵ (میزان ۳۷۲) مرو کہتے ہیں امام ابو یوسف صاحب سنت تھے یہ بھی توثیق ہے وقال ابو حاتم یکتب حدیثہ ۱۵ (میزان الاعتدال ۳۷۲) ابو حاتم کہتے ہیں امام ابو یوسف کی حدیث لکھی جاتی ہے یہ بھی تعدیل کے الفاظ ہیں۔ وقال النمنان فلو تابع القام للحدیث ۱۵ (میزان ۳۷۲) امام مزنی کا قول ہے کہ وہ اتباع الحدیث دوسروں کے اعتبار سے ہیں یہ بھی مدح ہے۔ واما الطحاوی فقال سمعت ابراہیم بن ابی داؤد السیراسی سمعت یحییٰ بن معین یقول لیس فی اصحاب الراہی اکثر حدیثا

ولا اثبت من ابی یوسف ۱۵ (میزان جلد ثالث ۳۷۲) لیکن امام طحاوی نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابی داؤد ہر اسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا امام ابو یوسف اکثر حدیث اور اثبت فی الحدیث باعتبار دوسرے اصحاب راستے کے ہیں۔ وقال ابن عدی لیس فی اصحاب الراہی اکثر حدیثا منه الا انہ یروی عن الضعفاء الکثیر مثل الحسن بن عمارة وغیرہ وکثیرا ما یخالف اصحابہ ویلتصق الاثر فاذا روی عنہ ثقتہ وروی ہو عن ثقتہ فلا یاس بہ ۱۵ (میزان ۳۷۲) ابن عدی کہتے ہیں اصحاب راستے میں ان سے زیادہ حدیث والا کوئی دوسرا نہیں ہے مگر اتنی بات ہے کہ ضعیفوں سے زیادہ روایت کرتے ہیں جیسے حسن بن عمارة وغیرہ ہیں اور بسا اوقات اپنے اصحاب کی مخالفت اور حدیث کی اتباع کرتے ہیں۔ جس وقت ان سے کوئی ثقتہ روایت کرے اور وہ بھی ثقتہ سے روایت کریں تو لا باس بہ ہیں۔

ناظرین میزان کی یہ سب عبارتیں بھی میں امام ابو یوسف کی ائمہ نے توثیق کی ہے مؤلف رسالہ نے اپنی حقانیت اور دیانت دارمی ظاہر کرنے کے واسطے حذف کر دیں اور صرف فلاس اور بخاری کے قول کو نقل کر دیا تاکہ عوام کو دھوکہ میں ڈال دیں۔ ضعیف راویوں سے روایت کرنا اگر کسی کو ضعیف بنا دیتا ہے تو پھر امام مسلم اور امام بخاری بھی ضعیف ہیں کیونکہ انہوں نے بھی روایت ایسے لوگوں سے کی ہے۔ جس نے بخاری مسلم کا مطالعہ کیا ہے اور کتب رجال پر اس کی نظر سے وہ بھی طرح جانتا ہے کہ بخاری مسلم میں کتنے راوی متکلم فیہ ہیں۔ میں نمونہ کے طور پر چند نام بخاری کے ذکر کرتا ہوں ان سے اندازہ فرمائیں اور مؤلف رسالہ کو داد دیں۔ حافظ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ کتاب المناقب میں حسن بن عمارة موجود ہیں جن کے ترک پر ائمہ جرح و تعدیل کا اتفاق ہے (مقدمہ ص ۳۹) اسید بن زید الجمال بخاری کتاب الرقاق میں موجود ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کی ان کے بارے میں توثیق نہیں دیکھی (مقدمہ ص ۳۸) حسن بن لہری کو دیکھتے اور بخاری میں موجود ہیں۔ امام احمد ابن معین

ابو حاتم نسائی ابن مدینی یہ پانچوں ان کے ضعیف ہونے کے قابل ہیں (مقدمہ ص ۳۹۶)
 غرض ایسے ہستہ بنائیں گے جن میں ائمہ نے کلام کیا اور وہ بھی حد درجہ کا پھر
 بخاری میں موجود ہیں۔ لہذا اگر کوئی بخاری کو ضعیف کہے تو کیا مولف رسالہ
 یا ابن عدی اس کے ہم نوا ہوں گے۔ بس جو اس کا جواب ہے وہی امام ابو یوسف کی
 طرف سے جواب ہے۔ میں نے تحقیق ائمہ میں اس کے متعلق زیادہ بسط سے بحث
 کی ہے جو مطبوع ہے ظہر راستے ایسی جرح ہے جس سے راوی مجروح نہیں ہوتا
 چنانچہ مقدمہ فتح الباری اور کتاب جامع العلم سے منقول ہو چکا ہے لہذا ایسے امور کو
 پیش کرنا مفید نہیں۔ امام ابو یوسف پر جو یہ میسبت آئی ہے کہ وہ ضعیف ہو گئے وہ
 اس کی صرف امام ابو یوسف کی شاگردی ہے۔ مولف رسالہ نے یہاں پر دریدہ دہنی سے
 کلام لیا ہے جو اہل علم کی شان سے اور خصوصاً اہل حدیث کی شان سے بسا بعید ہے
 ان الفاظ کے نقل کرنے کو بھی میں اچھا نہیں سمجھتا۔ لہذا ترک کرتا ہوں۔ صرف جو ابابہ
 عرض ہے مع گلی ست سعدی و در چشم دشمنان خارست۔ اب آگے مولف رسالہ
 گل نشانی فرماتے ہیں۔

قولہ یہ تو بجز حال ابو یوسف کا۔ اقول جس کی تفصیل ناظرین معلوم کر چکے ہیں
 قولہ اب سنیئے امام محمد کا حال جنہوں نے ایک موٹا بھی لکھ ماری ہے (پانچوں
 سواروں میں اپنے کو بھی شامل کرنے یا خون لگا کر شہید بننے کو) اقول ناظرین یہ ہے
 تہذیب اور سلف کے ساتھ ان کا یہ برتاؤ ہے۔ کیا آپ اس کو علی تحریر سمجھتے ہیں جو
 اور الفاظ گند سے کھے ہیں وہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں جس سے بازار ہی بھی ماتیں
 لیکن یہ حضرات کا طریقہ تو ہے کہ ہر ایک کو بڑا جلا کا کرتے ہیں اور سواستے اس کے
 ان کے پل میں اور کچھ نہیں۔

آپ نے گالیوں میں خوب برا خوب کیا بھڑا مجھ کو مزا آیا شکر پاروں کا
 امام محمد کے موٹا تصنیف کرنے پر آپ کو کیوں حسد پیدا ہو گیا۔ اگر آپ میں کچھ ہمت
 ہے تو اپنی سند کے ساتھ اسی طرح کی حدیث کی کتاب چھوٹی سی چھوٹی تصنیف کر کے

دکھائیں۔ دیکھیں تو سہی آپ کتنے پانی میں ہیں۔ امام محمد نے ایک موٹا ہی تصنیف نہیں
 کی تو سناٹا تو سے کتابیں تالیف کی ہیں۔ آپ سناٹا تو سے ہی تالیف کر کے دکھائیں۔ امام
 محمد کی تصانیف سے بڑے بڑوں نے فائدہ حاصل کیا ہے اور تعریف کی ہے اور ان
 کے علم کا لوہا مان گئے ہیں۔ چنانچہ آ رہا ہے۔

یہاں تک تو ناظرین نے مولف رسالہ کی علی حالت کا اندازہ کر لیا ہے۔ اب
 اور آگے چل کر معلوم کر لیں گے۔ نیز امام محمد صاحب کی قدر و منزلت فضیلت و عظمت
 وغیرہ بھی معلوم ہو جائے گی۔

قولہ امام نسائی نے اپنے رسالہ کتاب الضعفاء والمتروک میں لکھا ہے و محمد
 بن الحسن ضعیف اور میزان الاعتدال میں ہے۔ لینہ النسائی و غیرہ من
 قبل حفظہ اور لسان میزان میں ہے۔ قال ابو داؤد لا یکتب حدیثہ و یخلف
 ترجمہ اردو) اقول

کم بہت و لغزش بہت ہے صلہ دل کانوں پر ہاتھ رکھ کے سنوں ماہلے دل
 میزان الاعتدال میں تیسرے امام نسائی ذکر کرنے کے بعد ذہبی فرماتے ہیں بروی
 عن مالک بن انس وغیرہ وکان من لاجور العلو والفقہ قویا ف مالک
 (میزان جلد ۱ ص ۳۳) حدیث کی روایت امام مالک وغیرہ سے کرتے ہیں۔ علم و فہم کے
 دریا سے ناپید اکنار تھے۔ روایات مالک میں قوی تھے۔ ناظرین مقدمہ میزان الاعتدال
 کی عبارت کو پیش نظر رکھیں کہ میری اس کتاب میں وہ لوگ ہیں جن میں مشدین فی الجرح
 نے اونی لین کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ حالانکہ وہ جلیل القدر اور ثقہ ہیں۔ اگر ابن عدی
 وغیرہ ان کو اپنی کتابوں میں ذکر کرتے تو میں بھی ان کے ثقہ ہونے کی وجہ سے اپنی
 اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا۔ امام ذہبی مالک میں ان کو قوی کہتے ہیں۔ علم کے دریا
 ناپید اکنار اور فقہ کے بحر بے پایاں ہیں اس سے امام ذہبی کے نزدیک مدوح اور ان
 کا ثقہ ہونا ظاہر ہے امام ذہبی فرماتے ہیں و لو من الراہی ان احدث اسم
 احد ممن له ذکر بتلین ما فی کتب الا شتمہ المذکورین خوفا من ان

یتعقب علی لاف ذکوته لضعف فید حندی ۵۱۔ میں نے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں لوگ میرے درپے نہ ہو جائیں مناسب نہیں سمجھا کہ جن حضرات کی تالیفیں کتب اتر نہ کویرین میں ہیں ان کو ذکر نہ کروں اور ان کے ناموں کو حذف کر دوں۔ بات نہیں ہے کہ میرے نزدیک ان میں کسی قسم کا ضعف تھا اس لئے میں نے ان کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ماشاؤکلا لہذا یہ ثابت ہو سکتا کہ امام محمد حافظ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں اس لئے ان کو میزان میں ذکر کیا ہے اگر کوئی مدعی ہے تو ثابت کر دکھائے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ہو محمد بن الحسن بن فروقد الشیبانی مولا ہو ولد بواسط و نشأ بالکوفۃ و تفقہ علی ابن حنیفۃ و سہح الحدیث من الثوری و مسعور و عمرو بن ذر و مالک بن مغول و لول و زاعی و مالک بن انس و ربیعۃ بن صالح و جماعۃ و عنہ الشافعی و ابو سلیمان الجوزجانی و ہشام الرازی و علی بن مسلم الطوسی و غیر ہو ولی القضاء فی ایام المرشید و قال ابن عبد الحکوم سمعت الشافعی یقول قال محمد اقم علی باب مالک ثلاث سنین و سمعت منہ اکثر من سبع مائۃ حدیث و قال الربیع سمعت الشافعی یقول حملت عن محمد و قر بعین کتبا و قال ابن علی بن السمدینی عن ابیہ فی حق محمد بن الحسن صدوق (۱) (سان المیزان) (۲) کتاب حیدرآباد میں مطبوع ہوئی ہے) محمد بن الحسن مقام واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں انہوں نے نشوونما پائی۔ فن فقہ کو امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا۔ سفیان ثوری۔ مسعور۔ عمرو بن ذر۔ مالک بن مغول اور زاعی۔ مالک بن انس۔ ربیع بن صالح۔ اور ایک جماعت محدثین سے فن حدیث کو حاصل کیا۔ امام شافعی۔ ابو سلیمان جوزجانی۔ ہشام رازی۔ علی بن مسلم طوسی وغیرہ محدثین نے فن حدیث کے حصول میں امام محمد کی شاگردی اختیار کی۔ ہارون رشید کی خلافت کے زمانہ میں قاضی مقرر کئے گئے تھے۔ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں کہ امام محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام مالک صاحب کے یہاں تین سال اقامت کی اور سات سو

سے زیادہ حدیثیں امام مالک سے سنی ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک اونٹ بھر کتابیں امام محمد کی مجھ کو پہنچیں، علی بن مدینی کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد محمد بن الحسن کو صدوق کہا کرتے تھے۔ جب ابن مدینی نے امام محمد کی توثیق کر دی تو پھر اور کسی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ وہی ابن مدینی ہیں جن کے سامنے امام بخاری جیسے شخص نے مذاق سے ادب کو ترک کیا اور ان کے فضل و کمال کا اقرار کئے بغیر چارہ کا دہوا چنا پنہ گزر چکا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ صدوق الفاظ توثیق میں سے ہے چنانچہ حافظ ذہبی میزان کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ فاعلی العبارات فی الروایۃ المقبولین ثبت حجة۔ و ثبت حافظ و ثقتہ متقن و ثقتہ شو ثقتہ شو صدوق و لا بأس بہ (۱) (میزان جلد اول ص ۳) اور جب ثابت ہو کہ لفظ صدوق توثیق ہے تو امام محمد صاحب کے مقبول اور ثقہ فی الحدیث ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا اور وہ بھی علی بن مدینی کی توثیق جو امام بخاری اور نسائی وغیرہ پر غالب ہے قال الشافعی ما رأیت اعقل من محمد بن الحسن (۲) (النسب سمانی) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد صاحب کو توثیق نہیں دیکھا۔ و روی عنہ ان رجلا سألہ عن مسئلۃ فاجابہ فقال الرجل خائفک الفقہاء فقال لہ الشافعی و هل رأیت فقیہا اللہ و الا ان یکون رأیت محمد بن الحسن (۳) (النسب سمانی) امام شافعی سے کسی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا اس کا انہوں نے جواب دیا سائل نے کہا کہ فقہا تو آپ کی اس مسئلہ میں مخالفت کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا تو نے کیا کوئی کبھی فقہ دیکھا، ہاں امام محمد کو دیکھا ہو تو بے شک ٹھیک ہے کہ وہ اسی قابل ہیں اس سے ظاہر ہے کہ امام شافعی بھی امام محمد کی فتاویٰ میں کالو ہانے ہوتے ہیں و کان اذا حدتہم عن مالک امتلاء منزله و کثر الناس حتی یضیق علیہ الموضع (۴) (تذیب الاسماء) جس وقت امام محمد حدیث کی روایت امام مالک سے کرتے تو ان کا مکان کثرت سامعین اور شاگردوں سے بھر جاتا تھا حتیٰ کہ خود موضع جلوس بھی تنگ ہو جاتا تھا۔ اگر امام محمد صاحب کو حدیث دانی میں دخل نہ ہوتا تو یہ کثرت از دعاء محدثین کی کیوں

ہوتی اگر وہ ضعیف ہوتے یا حافظ حدیث نہ ہوتے تو یہ محدثین بڑے بڑے کیوں ان کی شاگردی کو بایہ ناز سمجھتے اور کیوں ان کے مکان کو شوق سماعت حدیث میں بھر دیا کرتے۔ اس کو تو وہی حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں جن کو خدا نے عقل و ہوش عنایت کئے ہیں اور علم دین سے کچھ حصہ ملا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن (تاریخ خطیب و تہذیب الاسماء) یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے جامع صغیر کو روایۃ امام محمد سے لکھا ہے۔ عن یحییٰ بن معین قال سمعت محمد اصحاب الراوی فقیل سمعت هذا الكتاب من ابی یوسف قال واللہ ما سمعته منه وهو اعلو الناس بہ الا الجامع الصغیر فان سمعته من ابی یوسف (مناقب کروری ص ۱۵) امام محمد سے یحییٰ بن معین کا روایت کرنا اور ان کی کتابوں کی سماعت کرنی اور ان کی شاگردی اختیار کرنی یہ بڑا امور امام محمد کی فضیلت اور صاحب علم اور عادل ضابط حافظ محدث فقیہ تفسیر صدوق ہونے پر دلالت ہیں۔ عن عبد اللہ بن حلی قال سالت ابی عن محمد قال محمد صدوق (مناقب کروری جلد ثانی ص ۱۵) عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی بن مرینی سے امام محمد کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ امام محمد صدوق ہیں عن عاصم بن عمام التقفی قال کنت عند ابی سلیمان الجوزجانی فأتاہ کتاب احمد بن حنبل بانک ان توکت روایۃ کتب محمد جئنا الیک لنسمع منک الحدیث فکتب الیہ علی ظہری و قعتہ ما مصیرک الینا یرفعنا ولا قعودک عا ینضعنا ولیت عندی من هذا الكتاب او قارحتی اریہا حسبہ (مناقب کروری ص ۱۵) جلد ثانی، اگر امام محمد صدوق اور ثقہ عادل حافظ ضابط محدث نہ ہوتے تو امام احمد جیسا شخص ان کی کتابوں کی روایت کی تمنا نہ کرتا کیونکہ وہ ثقہ ہی سے روایت کرتے ہیں۔ نیز جو جواب ابو سلیمان جوزجانی نے امام احمد کو دیا وہ بھی امام محمد کے علم و فضل اور کمال پر دلالت ہے چنانچہ ظاہر ہے و ذکر السند ہی عن احمد بن کامل القاضی قال کان محمد موصوفا بالروایۃ و الکمال فی الراوی

والتصنیف وله المنزلة الرفیعة وكان اصحابہ يعظموه جدا و مناقب کروری ص ۱۵ جلد ثانی، احمد بن کامل قاضی کہتے ہیں کہ امام محمد روایت حدیث اور کمال فی الفکر اور وصف تصنیف کے جامع تھے۔ ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ ان کے اصحاب ان کی بہت ہی تعظیم کرتے تھے۔ و ذکر العلوی عن یحییٰ بن صالح قال قال یحییٰ بن اکثو القاضی رأیت مالکا و محمد اقلت ایہما افقہ قال محمد (مناقب کروری جلد ثانی ص ۱۵) یحییٰ بن صالح کہتے ہیں کہ یحییٰ قاضی نے فرمایا کہ میں نے امام مالک کو بھی دیکھا اور امام محمد کو بھی میں نے دریافت کیا دونوں میں افقہ کون ہے تو جواب دیا کہ امام محمد افقہ ہیں۔ و بہ عن ابی عبیدہ قال ما رأیت اعلو بکتاب اللہ تعالیٰ من محمد (مناقب کروری ص ۱۵) جلد ثانی، ابی عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے کتاب اللہ کا عالم امام محمد سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ عن ادریس بن یوسف القزطیسی عن الامام الشافعی ما رأیت رجلا اعلو بالحدود والحرام والناسخ والمنسوخ من ہذا (مناقب کروری ص ۱۵) امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کسی کو طلال و حرام اور ناسخ و منسوخ کا عالم نہیں دیکھا۔ عن ابی ہیسو الحسینی قال سالت احمد بن حنبل من این لك هذه المسائل الدقاق قال من کتب محمد بن الحسن (مناقب کروری ص ۱۵) جلد ثانی، احمد بن حنبل نے کہاں سے حاصل کئے تو انہوں نے جواب دیا کہ امام محمد صاحب کی کتابوں سے میں نے حاصل کئے ہیں۔ اس روایت کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابو سعید کے قول مذکور کو بھی امام نووی نے کتاب مذکور میں نقل کیا ہے۔ غرض ناظرین کے سامنے مشتے نمونہ از خروارے امام محمد کے بارے میں اقوال پیش کئے ہیں جو امام محمد کے فضل و کمال، علم و حفظ، صدق و دیانت، مفسر و محدث، فقیہ ہونے پر شاہد عادل ہیں اگر ایسا شخص ضعیف ہو تو پھر قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔ ناظرین ان اقوال سے جہالتِ شان امام محمد ظاہر ہے۔

قولہ - یہ تو ہوا امام صاحب کے شاگردوں کا حال۔ اقول۔ جن کی کیفیت ناظرین نے معلوم کر لی۔

قولہ۔ لیکن امام صاحب کا ایک مزید ارحال اور سنئے۔ اقول۔

یہ سنا ہے حضرت تاج میاں آئے کوہ میں بھٹتا ہوں جو کچھ مجھ سے فرماتے کوہیں اس کے متعلق پہلے بھی کچھ عرض کر چکا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمائیے اور جواب سنئے۔

قولہ۔ امام صاحب اس کے علاوہ کہ ضیف تھے مرجعہ بھی تھے اقول۔

دیکھتے ہی تجھ کو اسے قاصد سجدہ جاتی گے وہ ان کے دل پر حال دل میرا ہے یکسر آئینہ ہم تو پہلے ہی بھر رہے ہیں کہ عوام کو گراہ کرنا آپ حضرات کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے حق پرستی آپ کا شعار اور نا انصافی آپ کا وتیرہ ہے غیر۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ نہ تو ضیف تھے نہ مرجعہ۔ یہ بات نامرہر کی بنائی ہوتی سی ہے۔ امام صاحب پر یہ اتہام اور افتراء ہے۔ سنئے مرجعہ ارجاء سے مشتق ہے۔ جو باب افعال کا مصدر ہے۔ لغت میں اس کے معنی تاخیر کرنا ہیں اصطلاح میں ارجاء کے معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنے کے ہیں۔ مرجعہ ضالہ اس فرقہ کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ اس کے اس فرقہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گنہگار کو گناہ پر سزا نہیں دی جاتے گی۔ بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی اور عذاب و ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی نہیں ہوتا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔ ان کے عقائد اس کے خلاف ہیں چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خود فقہ اکبر میں تصریح فرماتے ہیں اور فرقہ مرجعہ کا رد کر رہے ہیں۔ لا نقول حسنا تانا مقبولہ و سیئنا تانا مغفورہ کقول المرحجۃ وکن نقول من عمل عملا حسنا بجمع شرأطها خالیة عن العیوب المفسدة ولسویبطلها حتی یخرج من الدنیا مومنا فان اللہ تعالیٰ لا یضیعها بل یقبلها منه ویشیبہ

حلیہا (نفاذ کبر) ہمارا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ ہماری نیکیاں مقبول اور گناہ بخشے جوتے ہیں جیسا کہ مرجعہ کا اعتقاد ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی قسم کی بڑائی نقصان وہ نہیں اور ناظرین کی نا فرمانی پر سزا نہیں۔ اس کی خطائیں سب معاف ہیں۔ بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اس کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کرے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔ ناظرین اس عہادت نے تمام بہتانوں کو دفع کر دیا۔ امام ابو حنیفہ تو مرجعہ کا رد فرماتے ہیں اگر خود مرجعہ ہوتے تو ان کے عقیدہ کا رد کیا اور اپنے عقیدہ کا انہار کیوں کرتے جو مرجعہ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے۔ انہوس ہے ان حضرات پر جو حدیث اور عناد کو اپنا پیشوا اور امام بنا کر اس کی اقتدا کرتے اور حق کو پس پشت ڈالتے ہیں من العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حلیفۃ مثل مذہبہ ویعدہ من المرحجۃ (دہ رطل نزل عبد الکریم شہرستانی) تعجب نیز یہ بات ہے کہ غسان اپنا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب کی طرح بیان کرتا ہے۔ پھر بھی ان کو مرجعہ میں سے شمار کرتا ہے ناظرین غسان ابن ابان مرجعہ ہے۔ اس نے اپنے مذہب کو رولج دینے کے لئے امام صاحب کی طرف ارجاء کی نسبت کی اور مرجعہ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا۔ حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بری تھا اسی بنا پر علامہ ابن اثیر جزیری نے اس کی تردید کی وہ فرماتے ہیں۔ وقد نسب الیہ وقیل عنہ من الاقاویل المختلفة المتی یجل قدرہ عنہا ویتنزه منها القول بخلق القرآن والقول بالقدر والقول بالارجاء وغیر ذلک مما نسب الیہ ولا حاجة الی ذکرها ولا الی ذکر قائلها والظاهر انہ کان منہا عنہا (جامع الاصول) بہت اقوال مختلفہ ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں چنانچہ خلق قرآن تفسیر ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال کا

اور ان کے قائلین کا ذکر کیا جلتے، کیونکہ ہر سہی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے جب علماء اہل ائمہ نے اس کی تصریح کر دی کہ یہ جملہ امور امام ابوحنیفہ پر مبتنان و جوڑا اور افترا پر دازی ہے اور امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک و صاف تھا تو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے اور حق کا قانع سمجھتے ہیں، پھر ایسے غلط اور باطل امور کو کتابوں رسالوں میں لکھ کر شائع کرتے اور عوام کو بہاتے ہیں۔

اے ہنرمندانادہ برکت دست عیب ہارا گرفتہ زیر بغل
ناظرین ان عبارتوں پر غور فرمائیں اور متعلق رسالہ کو داد دیں۔ ایمان کے متعلق
امام صاحب کا عقیدہ ان کے اس قول سے معلوم کر سکتے۔ اخبی فی الامام الحافظ
ابوحنیفہ حمی بن محمد البایع النسفی فی کتابہ الی من سمرقند۔ اخبی نا
الحافظ ابوعلی الحسن بن عبد الملک النسفی انا الحافظ جعفر بن محمد
المستفضی النسفی انا ابوعمی و محمد بن احمد النسفی انا الامام الیستاف
ابو محمد الحارثی ابنہ محمد بن یزید ابنہ الحسن بن صالح عن ابی
مقاتل عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ انہ قال الایمان هو المعرفة والتصدیق
والاقرار والاسلام قال والناس فی التصدیق علی ثلاثہ منازل فمنہم
من صدق اللہ تعالیٰ وبما جاء منہ بقلبه ولسانه ومنہم من صدق بلسانہ
و یكذب بقلبه ومنہم من یصدق بقلبه و یكذب بلسانه فاما من صدق
اللہ وبما جاء من عنده بقلبه ولسانه فهو عند اللہ وعند الناس مومن
ومن صدق بلسانه وکذب بقلبه کان عند اللہ کافرًا وعند الناس مومنا
لان الناس لا یعلمون ما فی قلبه وعلیہم ان یسموه مومنا بما ظہر
لہم من الاقرار بهذه الشهادة و لیس لہم ان یتکلفوا علی القلوب
ومنہم من یکون عند اللہ مومنا وعند الناس کافرًا وذلک بان یکون
الوجہ مومنا عند اللہ یظہر کجف بلسانه فی حال التقیة فیسمیہ من لا

یعرفہ متقیًا کافرًا وهو عند اللہ مومنا۔ اہ کتاب المناقب للرفیق بن احمد لکلی جلد اول ص ۱۰۰
دوسرے امام صاحب فرماتے ہیں کہ معرفت اور تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اور اسلام کے
مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ لیکن تصدیق قلبی میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے
اللہ تعالیٰ کی اور جو امور اس کی طرف سے آتے ہیں دونوں کی تصدیق قلب و زبان سے
کی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو زبان سے اقرار کرتے ہیں لیکن قلب سے تکذیب
کرتے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو قلب سے تصدیق کرتے اور تکذیب لسانی کا ارتکاب
کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے حضرات عند اللہ اور عند الناس مومن ہیں اور دوسری قسم کے
لوگ عند اللہ کافر اور عند الناس مومن شمار ہوتے ہیں کیونکہ لوگوں کو باطن کا حال معلوم
نہیں وہ تو صرف ظاہری حال دیکھ کر حکم لگاتے ہیں اور وہ ظاہر میں تصدیق کرتا ہے
لہذا ان کے نزدیک مومن ہے اور چونکہ تکذیب قلبی ہے اس لئے خدا کے نزدیک
کافر ہے۔ تیسری قسم کے لوگ خدا کے نزدیک مومن اور دنیا والوں کے نزدیک کافر
شمار ہوتے ہیں چونکہ کسی خوف و مصیبت کی وجہ سے انہوں نے کلمہ کفر نکالا ہے لیکن
دل میں تصدیق و ایمان باقی ہے اس لئے خدا کے نزدیک مومن ہے اور ظاہری
حالت تکذیب کی ہے اس لئے دنیا والوں کے نزدیک کافر ہے کیونکہ ان کو ان کی باطنی
حالت کا علم نہیں ہے۔ اس لئے ان پر حکم کفر عائد کرتے ہیں۔ ناظرین اب تو آپ کو معلوم
ہو گیا کہ ایمان میں امام صاحب کا قول فرق مرتبہ کے بالکل خلاف ہے۔ امام صاحب کو
مرتبہ میں شمار کرنا جاہلوں اور مفسدوں کا کام ہے۔ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اعمال
ظاہریہ تصدیق قلبی کے اجزا نہیں ہیں۔ ایمان کامل کے اجزاء ہیں مطلق ایمان کے متم
اور مکمل ہیں۔ اعمال ظاہریہ جس سے ایمان میں کمال نور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہی امام
ابوحنیفہ کا عقیدہ اور جملہ حنفیہ کا اعتقاد ہے خارجیوں اور رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ اعمال
ایمان کے اجزاء ہیں۔ اگر کوئی عمل فرضی مثلاً ایک وقت کی نماز کسی نے ترک کر دی تو ان
کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک وہ فاسق ہے کافر
نہیں میں حنفیوں کا عقیدہ ہے۔ یہ ارہا۔ کے معنی ہیں کہ اعمال ایمان سے جس کو

تصدیقِ قلبی کہا جاتا ہے۔ طہرہ ہیں اس کی حقیقت اور ماہیت میں داخل نہیں، ہاں اس کے مسمات ہیں۔ اسی بنا پر عقائد میں مرحبہ کی دو قسمیں کی ہیں، مشرک و مرجئہ علی نوعین مرجئہ مرحومۃ و ہواصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مرجئہ ملعونۃ و ہوا الذین یقولون بان المعصیۃ لا تغنوا عن العاصی لا یعاقبہ (تقید ابوالشکور) پھر مرحبہ کی دو نوعیں ہیں ایک مرحبہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت ہے اور دوسری نوع مرحبہ ملعونہ کی ہے جو اس کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عتاب و عذاب نہیں ہوگا۔ ناظرین صحابہ کرام بھی مرحبہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقہ سے علیحدہ ہیں۔ اگر بالفرض کسی نے امام ابوحنیفہ کو مرجئی کہا ہے تو اس کا مطلب وہی ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا اور سمجھا جاتا ہے۔ درود و ہر فرقہ کے واسطے ثبوت کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال و اعمال اور ان کا عقیدہ مذہب مرحبہ ضالہ کے خلاف ہے تو پھر کس طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے۔ حافظ ذہبی مسعر بن کلام کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ اما مسعر بن کلام فحجة امام ولا عبرة بقول السليمانی کان من المرجئة مسعر وحماد بن ابی سلیمان والنعمان وحمز بن مرة وعبدة العزیز بن ابی رواد و ابو معاویة و عمر بن ذر و سید جماعة قلت الارجاء مذہب لعدة من جملة العلماء لا یلبغی المتعامل علی قائدہ مردیان الاعتدال بدلائل ۱۷۱) قول سلیمان کا اعتبار نہیں کہ مسعر اور حماد اور نعمان اور عمر بن مرہ اور ابو العزیز اور ابو معاویہ اور عمر بن ذر وغیرہ مرجئی تھے۔ ان کی طرف اس کی نسبت کرنی غلط ہے اس سے وہی ہار جا۔ مراد ہے جو ملعون فرقہ کا اعتقاد ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں ارجاء بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے، لہذا اس کے قائل پر تعامل مناسب نہیں اسی سے وہی ہار جا۔ مراد ہے جو صحابہ کرام کا طریق تھا۔ صدر اول میں فرقہ معتزلہ اہل سنت کو مرحبہ کہتا تھا۔ پس اگر کسی نے امام کو مرحبہ کہا تو اس سے کوئی نعمان نہیں کیونکہ یہ قول معتزلہ کے ہیں جو اہل سنت کے بارے میں استعمال کرتے تھے۔ نواب صدیق حسن خاں

نے کشف الالتباس میں تصریح کی ہے کہ اگر ارجاء کے مقلدین ہی اہل سنت والجماعت میں منحصر ہیں اور اہل سنت کا انحصار مقلدین ارجاء پر ہے، پس وہ حدیث جو مولف رسالہ نے ترمذی سے نقل کی ہے جو ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے وہ امام صاحب اور حنفیہ پر کسی طرح منطبق نہیں ہو سکتی در نہ صحابہ کرام اور اہل علم و علما بھی اس سے عبارات بالا صحیح نہیں سمجھتے اور پھر اس کا جو کچھ نتیجہ ہے ظاہر ہے۔
قولہ۔ اب سینتے ثبوت۔ اقوال۔ اب ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ ان اقوال کا اعتبار نہیں۔

قولہ۔ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں فہرست اسمائے مرحبہ کی لیوں گنائی ہے۔ اقوال۔ جس کا جواب امام ذہبی میزان الاعتدال میں دے چکے ہیں اس کو ملاحظہ فرماتیں۔ جو ابھی میں نقل کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جامع الاصول کی عبارت کو ملاحظہ فرماتیں جو منقول ہو چکی، اس کے بعد تقیید کی عبارت کو غور سے دیکھیں۔ پھر فرقہ اہل سنت کی عبارت کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور کتاب المناقب پر سرسری ہی نظر ڈال لیں تو تمام مرتلے ملے ہو جائیں گے۔ ابن قتیبہ دینوری کی اگر فہرست گناہ سے یہ منشا ہے کہ یہ حضرات فرقہ ضالہ گمراہ میں داخل ہیں تو عقل و نقل دونوں کے اعتبار سے غلط ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرحبہ مرحومہ میں داخل ہیں جو اصحاب رسول کریم اور اہل سنت کا فرقہ ہے تو کوئی عجب نہیں در نہ اس کی دلیل ہونی چاہیے۔ علاوہ انہیں ایک اور مصیبت یہ ہے کہ اگر ابراہیم تمیمی عمر بن مرہ۔ مسعر بن کلام۔ خارجیہ بن مصعب ابو یوسف وغیرہ بقول مولف رسالہ مرجئی ہیں، اور مرجئی بزرگ مولف مسلمان نہیں چنانچہ تصریح کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان نہیں، تو امام ابو حنیفہ کے بارے میں ان حضرات کی جرح جو بزرگ مولف کافر ہیں کیونکہ قابل قبول ہوگی کیونکہ انہیں حضرات کو جارجین امام میں بھی قبول لے شہد کیا ہے اس کا جواب مولف صاحب ذرا سوچ سمجھ کر دیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو
قولہ۔ یہ چاروں کے چاروں مرحبہ ہیں اور مرحبہ کی بابت حدیث اور پر سنائی گئی

یہ لطف پر لطف ہے اقول پہلے ارجماء کے معنی کی لغوی اصطلاحی تحقیق کیجئے اس کے بعد مرحبہ کی تقسیم دیجئے اس کے بعد ائمہ رجال اور محققین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں اور اپنے فہم و شعور اور افتراء و بہتان سے توبہ کریتے تاکہ قیامت میں نجات کی صورت ہو۔ ورنہ مشکل پر مشکل ہے۔

قولہ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت پیران پر شیخ عبد القادر جیلانی نے تمام حنفیوں کو مرحبہ لکھا ہے دیکھو غنیۃ الطالبین ص ۲۲۔ اقول اس کے متعلق میں ابتدا میں کچھ لکھ چکا ہوں شیخ نے کہیں نہیں لکھا کہ تمام حنفیہ مرحبہ ہیں جو اس کا دعویٰ کرتا ہے اس کو دلیل بیان کرنی ضروری ہے لیکن ع دونوں رستے ہیں کشن ایک اس طرف ایک اس طرف۔ پیران پر خود تصریح فرماتے ہیں۔ اما الحنفیۃ فہو بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان هو المعرفة الی لیکن حنفیہ پس اس سے بعض اصحاب امام ابی حنیفہ مراد ہیں کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ایمان صرف معرفت الہی کا نام ہے۔ یہ عبارت مرید اس بارے میں ہے کہ کل حنفیہ مرحبہ نہیں اور وہ بعض بھی عثمان جیسے حضرات ہیں جن کا مذہب مرحبہ ہے اور حقیقت میں حنفی نہیں ظاہر ہیں ابو حنیفہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں جب شیخ کی تصریح موجود ہے تو ان کے جمل قول کو ان کے خلاف منشا پر حمل کرنا جاہلوں اور مولف جیسے عقلمندوں کا کام ہے۔

قولہ اب تمام حنفیوں کی بابت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ لیس لہو فی الاسلام نصیب کما ورد فی الحدیث فافہموا ولا تعجلوا۔ اقول جب ناظرین کو پوری کیفیت معلوم ہو چکی کہ حنفی اس سے برمی ہیں یہ ان پر تہمت ہے تو مولف رسالہ کا یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولف جیسے حضرات کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی کریم فرماتے ہیں لا یتجاوز القرآن عن حناجر ہو یمس قون من الدین کما یمس ق السہو من الرمیۃ۔ صحیح حدیث ہے صحاح ستہ میں موجود ہے۔

قولہ اب بالقریح امام صاحب کے استادوں کے متعلق سینے اقول اگر ان میں کلام کیا جائے گا تو صحاح ستہ کی حدیثوں سے ہاتھ دھو بیٹھے کیونکہ جن میں آپ ہرج کر رہے ہیں وہ صحاح کے رواد ہیں۔ لہذا آپ کی کیا مجال ہے کہ آپ ان میں کلام کریں اس کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر مذمت کرنے کو تیار ہوں۔

قولہ امام صاحب کے مشہور استاد دو ہیں (۱) ملا ابن ابی سلیمان (۲) سلیمان بن علی بن النکابی کوفی دمشقی۔ اقول غالباً آپ نے اپنے گھر کی شہرت مراد لی ہے ورنہ فقہاء اور محدثین کے نزدیک تو بہت سے امام صاحب کے مشائخ ہیں۔ چنانچہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ علاء تابع عبد الرحمن بن ہریرہ الاعرج۔ سلمیٰ بن کبیل۔ ابو جعفر محمد بن علی۔ قتادہ عمرو بن دینار۔ ابو اشحاق۔ یہ نام تو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کئے ہیں اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ خلق کثیر سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ موسیٰ بن ابی حاشیہ۔ ابن شہاب زہری۔ عکرمہ مولیٰ۔ ابن عباس۔ ساک۔ بن حرب۔ عون بن عبد اللہ۔ علقمہ بن مرثد۔ علی بن اقرم قابوس بن ابی طیمان۔ خالد بن علقمہ۔ سعید بن مسروق۔ شاذان بن عبد الرحمن۔ ربیعہ بن عبد الرحمن۔ ہشام بن عروہ۔ یحییٰ بن سعید۔ ابو الزبیر المکی۔ محمد بن اسباب۔ منصور بن المعتمر۔ حارث بن عبد الرحمن۔ حارث بن دثار۔ معن بن عبد الرحمن۔ قاسم مسعودی۔ یہ اٹھائیس نام تہذیب الکمال میں امام صاحب کے مشائخ کے موجود ہیں کل ملا کر تیس تو یہی ہو گئے اگر یہ امام صاحب کے اساتذہ نہیں ہیں تو کیوں ان کتابوں کے مصنفین نے ان کو امام صاحب کے استاذوں کی فہرست میں شمار کیا۔ اب دو وہ ملا لیں تو بتائیں ہو جاتے ہیں۔ شاید آپ کو رسالہ لکھتے وقت کچھ ذہول ہو گیا ورنہ اتنی موٹی بات تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ ائمہ علما جھوٹ نہیں بولتے اور کسی قسم کا عناد آپ کے ساتھ نہیں رکھتے کہ یہ آپ کے خلاف صدا بلند کر رہے ہیں۔

تمہیں منصف بنو خدا کے لئے کیا ہیں ہیں فقط جفا کے لئے امام صاحب کے استاذوں کو معلوم کرنا ہو تو تبیین الصغیر۔ تنویر الصغیر۔ الصغیر۔ مقابرت فیہ۔ تہذیب تہذیب التہذیب۔ التہذیب۔ التہذیب۔ غیرات حمان۔

غلامہ عقیان، طبقات حنفیہ، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں اور اگر فہرست اسما کی معلوم کرنی ہو تو کتاب المناقب موفی بن احمد کی کی جلد اول کے صفحہ ۳۳ سے ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح کتاب المناقب بزازی کروری کے جلد اول کے صفحہ ۳۳ سے ملاحظہ فرمائیں۔ سینکڑوں مشائخ آپ کو امام صاحب کے ملیں گے حتیٰ کہ شمار کرتے کرتے آپ چار ہزار استاذوں تک پہنچ جائیں گے۔ یہاں پر ان کی فہرست شمار کرنی طول اہل ہے اس لئے کتاب کا حوالہ مع صفحہ لکھ دیا ہے تاکہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے قول کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ بتیں ہی کافی ہیں۔

قولہ حماد کی بابت تقریب التہذیب ص ۶۳ میں لکھا ہے وہی بالارجاء اقول۔ پوری عبارت تقریب کی ص ۶۳ میں یہ ہے حماد بن ابی سلیمان مسلم الا شعری مولانا ابو اسمعیل الکوئی فقیہ صدوق لہ اوہام من الغامسة رہی بالارجاء مات سنۃ عشرين او قبلها ہا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں صدوق ہیں بعض اوہام بھی ان کے ہیں ارجاء کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حافظ کے نزدیک بھی مرجئی تھے۔ نیز ان کی طرف ارجاء اور وہم کی نسبت کرنی متحمل اور عصیت پر مبنی ہے جو احادیث حماد روایت کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں امر سے وہ بری تھے۔ ان کی روایات مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام اعظم، موطا امام محمد وغیرہ کتب میں موجود ہیں۔ جن حضرات نے ان کی روایات کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی عام روایات ارجاء کے خارج کو ان سے ملتی ہیں۔ وہ فقیہ عادل، ضابطہ حافظ متقن، صادق تھے۔ اسی بنا پر حافظ ذہبی یہ فرماتے ہیں، اگر ابن عدی ان کو ذکر کرتے تو میں بھی ان کے ثقت ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب میں ان کو ذکر کرتا۔ رواۃ حدیث میں اگر بالفرض ارجاء تسلیم کر لیا جاسے تو جرح نہیں ہے کیونکہ صحیحین کے روایات میں بہت سے راوی رافضی، غالی اور خارجی ہیں جیسے عدی بن ثابت وغیرہ۔ پس اگر ارجاء معززت رساں ہو تو رافضی ہونا بطریق اولیٰ مغل فی الروایۃ ہو گا۔ چہ جائیکہ علوی الرقص کیونکہ رقص مطلق

کے اقبصار سے ارجاء کا مرتبہ کم ہے، نیز متصنیف کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ اہل بدعت کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ جب تک کوئی داعی نہ ہو اور نہ وہ حدیث ان کی بدعت کی تائید و موافقت کرتی ہو تو جوار جہا۔ کے ساتھ منسوب ہو اس کی روایت کیوں نہ مقبول ہوگی۔ علاوہ انہیں جب کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مرجئی کی دو قسمیں ہیں مرجئی ملعونہ تو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ وہ فرقہ ملعونہ میں داخل ہیں اس کے واسطے دلیل کی ضرورت ہے۔ امام حماد کی روایات اور اقوال جو ان سے منقول ہیں وہ صریح اس امر میں ہیں کہ وہ فرقہ ملعونہ میں کسی طرح داخل نہیں۔ پھر قائل کے کلام کی ایسی تاویل کیوں کی جاتی ہے جو اس کی مذمت کے خلاف ہے۔ نیز ابن عدی رد کر چکے ہیں کہ سلیمان کے قول کا اعتبار نہیں کہ امام مرجئی تھے لہذا ان تمام امور پر نظر ڈالتے ہوئے کون عاقل ان پر جرح کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

قولہ اور میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۳ میں ہے۔ تکلم فیہ بالارجاء اقول یہاں بھی وہی مجہول کا میضہ ہے۔ امام ذہبی کے نزدیک امام حماد مرجئی نہیں تھے۔ اسی بنا پر وہ فرماتے ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان ابو اسمعیل الاشعری الکوئی احد الائمة الفقہاء سمح النس بن مالک و ثقہ۔ بابواھیو النخعی روی عنہ سفیان وشعبۃ وابو حنیفہ و خلق تکلم فیہ للارجاء ولولا ذکر ابن عدی فی کاملہ لسا وردتہ (میزان جلد اول ص ۲۳) حماد بن ابی سلیمان جن کی کنیت ابو اسمعیل ہے جو اشعری کوئی ہیں، ائمہ فقہا سے ایک امام فقیہ ہیں۔ حضرت انس سے احادیث سننی ہیں۔ ابراہیم نخعی سے فن فقہ حاصل کیا ہے۔ روایت حدیث میں سفیان، شعبہ امام ابو حنیفہ اور ایک جماعت محدثین کی ان کی شاگرد ہے۔ ارجاء کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔ اگر ابن عدی اپنے کامل میں ان کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی اپنی اس کتاب میں ان کو ذکر نہ کرتا لہذا کو تہ لثقتہ (میزان جلد اول ص ۲۳) کیونکہ یہ ثقہ ہیں۔ اگر بالفرض حماد مرجئی ہوتے اور بزم مولت رسالہ مرجئی مسلمان نہیں ہیں تو سفیان اور شعبہ وغیرہ غیر مسلم سے روایت کیوں کرتے۔ اس سے تو ان حضرات کی عدالت بھی ساقط

ہو گئی اور ان کی روایات درجہ اعتبار سے گر گئیں کیونکہ نو ذباشر یہ لوگ کافر کے شاگرد ہوتے اور اسی کافر کی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امام ذہبی مسمر بن کرام کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ ولا عبوة بقول السليمانى كان من المرجحة مسمر وحماة بن ابى سليمان الا (میزان ہدایت ص ۱۹۳)۔

سنبعل کر پاؤں رکھنا میکہ میں فیج جی صاحب یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں اب اس عبارت نے بالکل مطلع صاف کر دیا۔ اب اور شیخے۔ قال ابن معین حماد ثقة وقال ابو حاتم صدوق وقال العجلي كوفي ثقة وكان افضد اصحاب ابواهيو وقال النسائي ثقة اه (تذیب التذیب) وفي الكاشف كان ثقة اماما مجتهدا اكرهنا جواد اه (تشیخ النمام و تلیق محمد) یعنی ابن معین کہتے ہیں حماد ثقتہ ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ صدوق ہیں۔ عجل کہتے ہیں کوفی ثقتہ ہیں۔ اصحاب ابراہیم میں افضتہ ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں ثقتہ ہیں۔ کاشف میں ہے کہ حماد ثقتہ۔ امام مجتہد جواد کریم ہیں۔ ناظرین ان اقوال کو ملاحظہ فرما کر متولفت رسالہ کو داد دیں کہ کتنے حق پوش اور حق کش ہیں قولہ۔ دونوں عہدوں کا حاصل یہ ہوا کہ حماد مرجحہ تھے۔ اقول۔ میں ابھی اقوال نقل کر چکا ہوں ان کو ملاحظہ فرماتیں۔ اگر بالفرض ارجا۔ ثابت ہو تو مرجحہ مرحومہ کی فرست میں داخل کئے بغیر چارہ کار نہیں۔ نیز ارجا۔ ثقات کے مضر نہیں ورنہ سفیانا وغیرہ ثقتہ نہیں رہتے اور ان کی روایت پر سے انان اٹھ جاتے گا۔ نیز ابن معین ابو حاتم۔ نسائی۔ عجل۔ ابن عدی۔ حافظ ذہبی۔ حافظ ابن حجر وغیرہ بقول متولفت رسالہ اسلام سے خارج ہوں گے کیونکہ یہ ائمہ اسلام ہر م متولفت ایک کافر کی اتنی تعریف و مدح سراتی کر رہے ہیں اور اس کی روایات کو معتبر سمجھتے بلکہ اپنا پیشوا امام۔ مجتہد وغیرہ ماننے پر تھے ہیں۔ مجب ہے۔ ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ ناظرین یہ ہے ان حضرات کی تحقیق اور ان کا مبلغ علم۔

ذخیرہ شیعہ ہے نہ طور ان سے یہ ہاڑو برس آزماتے ہوئے ہیں
قولہ۔ اب سنو اعمش کے بابت جو دوسرے استاد امام صاحب کے ہیں

اقول۔ سناہتے اور اپنی جہالت کی داد ناظرین سے وصول کرتے پھر میں بھی وہ جو پیش کر دیں جن کو آپ اور آپ کے ہم نوا پر کہ لیں پر کھالیں اور مبرین کو دکھالیں۔
قولہ۔ میزان الاعتعال جلد اول ص ۳۱ میں ہے۔ قال ابن المبارک انما افسد حدیث اهل الكوفة الواضح والاعمش وقال احمد في حدیث الاعمش اضطراب کشیر وقال ابن ابی لیدینی الاعمش کان کشیرا لوهو انتہی ملخصا۔ اقول۔

جتاتے دیتے ہیں تم کو گواہ کرتے ہیں ہٹو فلک کے تنے سے ہم آہ کرتے ہیں ناظرین یہ اعمش وہی ہیں جو صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں۔ ہاں کچھ مرجح نہیں۔ اگر یہ ضعیف ہو جائیں سب سے زیادہ میسبت کا سامنا اہم حدیث کو اور خصوصاً مولف رسالہ کو ہو گا۔ کیونکہ یہ اعمش بخاری مسلم کے راوی ہیں۔ یہ دونوں وہ کتابیں ہیں جن پر فقہائین خصوصیت کے ساتھ ایمان لاتے ہوتے ہیں۔ اور بخاری کا تو مرتبہ صحت میں قرآن شریف کے بعد سمجھتے ہیں اس لئے بخاری بلا سے اگر یہ ضعیف ہو جائیں لیکن پھر بھی متولفت رسالہ کی خاطر سے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن میں متولفت رسالہ اپنے انھیں امام ابو حنیفہ کی عداوت کی وجہ سے بند کر لی ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ سلیمان بن مهران الاسدی الکاهل ابو محمد الکوفی الاعمش ثقتہ حافظ عارف بالقراءة ووع لکنہ یدلس من الخامسة اه (تقریب ص ۱۸) سلیمان بن مهران اسدی کا بی بی کی کنیت ابو محمد ہے جو کوفہ کے رہنے والے ہیں جن کا لقب اعمش ہے ثقتہ حافظ ہیں۔ قرأت کے باہر و عارف ہیں۔ پر ہمیز گار ہیں۔ لیکن تبدیل کرتے ہیں۔ طبقہ خاصہ میں داخل ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان پر صحاح ستہ کے رواۃ کی علامت لکھی ہے اور مرتبہ ثانیہ میں ان کو داخل کیا ہے اور مرتبہ ثانیہ میں وہ شخص حافظ کی اصطلاح میں داخل ہو گا جس کی حد میں نے تاکید کے ساتھ مدح کی ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں الثانية من اكد مدحه اما بافضل کا وثق الناس او بتكرير الصفة لفظا كثفتة ثقتة او معنى كثفتة حافظ اه (تقریب ص ۱۸) مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ ہیں جن کی مدح تاکید کے

ساتھ کی گئی یا تو افضل تفضیل کا سینہ استعمال کیا گیا ہو جیسے اولئ الناس یا الفلوس میں صفت کو مکرر کر دیا جاتے جیسے ثقتہ ثقتہ یا معنوں میں مکرر کر دیا جاتے جیسے ثقتہ حافظ۔

ناظرین نے تقریب کی عبارت ملاحظہ فرماتی ہے کہ حافظ ابن حجر نے ان کی تصریح میں ثقتہ حافظ اور عارف و روح الفاظ ذکر کئے ہیں۔ لہذا ان کے ثقتہ حافظ و روح ہونے میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں۔ ہاں جن کی آنکھوں پر عداوت و تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے وہ بے شک نہیں دیکھ سکتے کیونکہ اندھے ہیں وہی منہ اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سلیمان مجروح ہیں ان کی مثال بعینہ یہ ہے۔

اس سادگی پر کون دم مارتے لئے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں اب امام ذہبی جو فرماتے ہیں ان کو سنتے ابو محمد احد الا شمة الثقات حدادہ فی صفار التبعین ما لفتوا علیہ الا التذلیس (۱) (میزان جلد اول ص ۳۲) سلیمان بن عمران جن کی کنیت ابو محمد ہے ائمہ ثقات میں سے ایک ثقتہ امام ہیں۔ ان کا شمار صفار تابعین میں ہے۔ سوائے تذلیس کے اور کوئی عیب ان میں محدثین کے نزدیک نہیں ہے۔ ناظرین اگر کوئی بات ہوتی تو امام ذہبی اس طرح نہ کہتے۔ ما لفتوا علیہ الا التذلیس۔ امام ذہبی عبداللہ ابن مبارک وغیرہ کا قول نقل کر کے جو اب کہتے ہیں۔ کانہ عنی الروایة عن جاد والایا فالاعمش عدل صادق ثبت صاحب سنة وقران یحسن الظن بمن یحدثہ ویروی عنہ ولا یمكننا بان نقطع علیہ بانہ علو ضعف ذلک الذی یدلسہ فان هذا حوام (۱) (میزان جلد اول ص ۳۲) گویا ان کی مراد وہ حضرات ہیں جن سے انہوں نے روایت کی ہے ورنہ خود اعمش عادل صادق ثبت صاحب سنت وقرآن ہیں۔ جن محدثین سے یہ روایت حدیث کرتے ہیں ان کے بارے میں اعمش کا نیک خیال ہے ہم کو مجال نہیں کہ ہم قطعی طور پر اعمش پر حکم لگا دیں کہ جس سے یہ تذلیس کرتے ہیں اس کے ضعف کا ان کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ یہ امر حرام ہے لہذا اعمش جیسے شخص سے کبھی یہ ممکن نہیں

ہو سکتا کہ وہ اس طرح کریں اور ابن مریخی نے جو کثیر الوہم کہا ہے تو اس کے آگے آنا جملہ اور ہے فی احادیث ہولاء الضعفاء الغرض ناظرین نے متوفی رسالہ کی دیانت داری دیکھ لی کہ حقیقت حال اور حق کے چپانے کی کتنی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں اس کا بدلہ دیں۔

قولہ اب دیکھو امام صاحب کے استاد کے استاد کی بابت یعنی ابراہیم نخعی جو حاد اور اعمش دونوں کے استاد ہیں۔ اقول۔ ناظرین کو ان کے متعلق بھی اجتہاد میں معلوم ہو چکا ہے کہ ابراہیم کے حجت ہونے پر محدثین مستقر ہیں۔ لہذا اس سے قبل متوفی نے کون سے تیر مارے ہیں۔ جو اب ابراہیم نخعی کے متعلق تیر مارے گئے۔

قولہ خود اعمش ان کے شاگرد کہتے ہیں مارا بیت احد ادوی بعد یث لہ یسمعہ من ابراہیم و الخ اقول۔ اول تو تقریب کی عبارت سنئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران الکوفی الفقیہ ثقتہ الا انہ یرسل کثیرا من الخامسة مات سنة ست وتسعين وھو بن خمسين او نحوھا (تقریب ملاحظہ) ابراہیم نخعی جن کی کنیت ابو عمران ہے کوئی ہیں۔ فقیر ہیں۔ ثقتہ ہیں مگر ارسال بہت کرتے ہیں۔ کیسے حافظ ابن حجر کے نزدیک مجروح نہیں ہیں۔ جب آپ کو کوئی قول جرح کا نہیں ملا تو آپ نے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ شاباش۔ ایسے کاراڑے تو آید و مرداں چنیں کندر۔ آپ نے جو اعمش کا قول نقل کیا ہے اس سے قبل جو میزبان میں عبارت تھی اس کو کیوں ترک کر دیا۔ حق تو یہ تھا کہ اسے بھی ساتھ ہی ساتھ نقل کر دیتے۔ لیکن میں ہی نقل کئے دیتا ہوں۔ ابراہیم بن یزید النخعی احد الا علام یرسل عن جماعة (۱) (میزان ص ۳۵) جلد اول، ابراہیم نخعی علم کے پہاڑوں میں سے ایک کوہ گراں ہیں ایک جماعت سے ارسال کرتے ہیں۔ زید بن اسلم انس بن مالک وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے جس کو ذہبی نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے وقد رأی زید بن اسلم وحسین ولسو یصح لہ سماع من صحابی (میزان صفحہ مذکورہ) تابعی ہیں غیر القرون میں داخل ہیں اور بشارت نبوی طوبی لمن رأی من رأف

میں شامل ہیں، اعمش کے قول مذکور کا مؤلف رسالہ مطلب بیان کریں کہ کیا ہے یہ من
ابراہیم کس لفظ کے ساتھ تعلق ہے، اس کا ترجمہ صحیح کیا ہے، اعمش جو شاگرد ابراہیم
نخعی کے ہیں وہی فرماتے ہیں غور سے دیکھو۔ قال الا عمش کان خیرا ف
الحدیث (۱) (تذیب التذیب) ابراہیم نخعی حدیث میں اچھے اور غیر پسندیدہ تھے
اور دوسرا قول ان کا غور سے پڑھو۔ قال الا عمش قلت لا براہیہو اسنادی عن
ابن مسعود فقال اذا حد شکو من رجل عن عبد اللہ فهو الذی سمعت و
اذا قلت قال عبد اللہ فهو من غیر واحد (۲) (تذیب التذیب) اعمش کہتے ہیں میں
سے ابراہیم نخعی سے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت مجھ سے منہ بیان کرے تو انہوں
نے جواب دیا کہ جب کسی واسطے سے عبد اللہ سے روایت کروں تو میں نے اسی شخص
سے وہ روایت سنی ہوتی ہے اور جب یہ کہوں کہ ابن مسعود نے یہ فرمایا ہے تو میری
سے مشائخ کے واسطے سے وہ روایت مجھ کو پہنچی ہوتی ہے اس لئے اس میں کسی قسم کا
شک نہیں ہوتا جو آپ نے فرمایا ہے اعمش کا قول نقل کیا ہے وہ جرح نہیں ہے اور نہ
انہوں نے بطریق جرح بیان کیا اور نہ انہیں کے قول کے متعارض ہو گا جو تہذیب سے
نقل کر چکا ہوں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ مفتی اہل الکوفۃ کان رجلا صالحا فقیہا
(تذیب التذیب) کو فر کے مفتی اور صالح فقیہ تھے وجماعۃ من الاثمة صححو
مرا سیلہ (۳) (تذیب التذیب) ائمہ کی ایک جماعت نے ان کے مراسیل کی تصحیح کی ہے وقال
الشعبی ما ترک احدنا علو منہ (۴) (تذیب التذیب) شبلی کہتے ہیں ابراہیم نخعی نے
اپنے بعد اپنے سے زیادہ کوئی عالم نہیں چھوڑا ابن حبان نے ثقات تابعین میں ابراہیم نخعی
کو ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی میزبان میں فرماتے ہیں قلت واستقر لا من حل ان
ابراہیہو حجة (۵) (میزان ۳۵) کہ اس امر پر اتفاق ہو چکا ہے کہ ابراہیم نخعی حدیث میں
حجت ہیں اسی بنا پر صحاح ستہ کے رواۃ میں داخل ہیں اگر ثقہ عادل نہ ہوتے تو امام بخاری
جیسا شخص جس پر غیر متقدم ایمان لاتے ہوتے ہیں اپنی کتاب صحیح میں ان کی روایات نقل نہ
کرتے، ناظرین یہ ہے تحقیق تولد کی ہلاک چھ جرح نہیں، اگر وہ ضعیف ہو جائیں کیونکہ

بخاری مسلم کے راوی ہیں یہ کتابیں پھر صحیح نہیں رہنے کی غیر مقلدوں کو زیادہ پریشانی
ہوگی انہیں خود اس کا انتظام کرنا چاہیے۔

قولہ امام ذہبی کہتے ہیں کان لا یحکمہ العریبۃ یعنی ابراہیم نخعی کو عربی کا علم
اچھا تھا۔ اقوال اس جملہ کے یہ معنی نہیں بلکہ امام ذہبی کی اس سے غرض یہ ہے کہ بولتے
وقت کسی کسی اعراب میں تغیر و تبدل ہو جاتا تھا جو حدیث دانی میں کوئی عیب پیدا نہیں
کرتا اور اس سے ثقاہت و عدالت میں کوئی فرق آتا ہے اس وجہ سے حجت ہیں
اس مطلب کو اس کے بعد والا جملہ ربما لحن متعین کرتا ہے کیونکہ لحن اعراب ہی میں
غلطی کرنے کا نام ہے، اسی وجہ سے مؤلف رسالہ نے اس جملہ کو نقل ہی سے اڑا دیا
تاکہ اپنا مطلب پورا ہو جاتے۔ اگر ایسے امور کسی قسم کا عیب یا راوی میں جرح پیدا کرتے
ہوتے تو ذہبی کسی بھی ان کی تعریف میں احد الاعلام اور حجت کا لفظ استعمال نہ کرتے
ما لفظ ابن حجر ان کو راجع صالح نہ کہتے۔ اعمش ان کو میرا فی الحدیث کے لقب سے یاد
ذکر کرتے، ابن حبان ثقات میں شمار نہ کرتے۔ قال المعاریب حدثنا الا عمش قال
ابراہیہو النسخی ما کلت من اربعین لیلۃ الا حبة عنب (۶) (کاشف) اعمش کہتے
ہیں ابراہیم نخعی بیان کرتے تھے کہ چالیس روز سے سوائے ایک انگور کے اور کچھ میں نے
نہیں کھا یا ہے۔ وقال التیمی وکان ابراہیہو عابدا صابرا علی الجوع الدائما
(تذیب التذیب) ابو اسامہ تمیمی کہتے ہیں۔ ابراہیم عابد اور ذاتی جھوک پر مبر کرنے والے تھے
اور کوئی غیر مقلد ایسا مجاہدہ نفس اور ریاضت کرے تو سعی خصوصا مؤلف رسالہ کر کے
و کلمات تو معلوم ہو۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کی عدالت میں پڑے شیخے
ائمہ میں جو بخاری مسلم کے راوی کہلاتے ہیں تو ان رسالہ جرح کرنے میں ہرگز
کیا کہ آخر اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اور اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ غیر کالاتے بہریش غاویہ
قولہ یہاں تک تو ناظرین امام صاحب اور ان کے شاگردان اور ان کے استادوں
کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔ اقوال جس کی ناظرین نے پوری کیفیت معلوم کر لی صرف انسانی
کی ضرورت ہے۔

قولہ۔ لیکن ہم ایک مزے دار بات سنانا چاہتے ہیں۔ اقول۔ اس سے بجز اس کے کہ آپ کی ہنٹ دھرمی اور عداوت و تعصب ظاہر ہو اور کیا ظاہر ہو گا۔

قولہ۔ وہ یہ ہے کہ امام صاحب کے اعلیٰ شاگرد یعنی امام ابو یوسف انہوں نے اپنے استاد امام صاحب کے ہمچو اور مرجع ہونے کی کن صاف لفظوں میں تصدیق کی ہے کہ اللہ اللہ چنانچہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اقول۔ کہ کیا نامح نے مجھ کو قید اچھا یوں ہی یہ جنون عشق کے انداز چھٹ بائیں گئے کیا ناظرین ار جاہ اور مرجع کے متعلق گزشتہ صفحات میں معلوم کر چکے ہیں۔ اُس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر مولف رسالہ کی ایک اور فرست و دانائی کی بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف مولف رسالہ کے نزدیک مرجع ہی مرجع کی فہرست میں ان کو شمار کر چکا ہے اور جو مرجع ہو وہ مولف رسالہ کے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔ چنانچہ خود وہ تصریح کر چکا ہے۔ لہذا امام ابو یوسف جو اس کے زعم فاسد کے اعتبار سے غیر مسلم ہیں ان کا قول امام ابو حنیفہ کے بارے میں کیونکر معتبر ہو گا اس کا جواب مولف رسالہ یا ان کے ہی خواہ فریں۔

دوسرے امام ابو یوسف باوجودیکہ جانتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مرجع اور مرجع تھے تو پھر ان کے شاگرد کیوں بنے رہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کی انہوں نے اشاعت کیوں کی۔ ایسے شخص کے مذہب کی اشاعت جو بزم مولف رسالہ غیر مسلم تھا امام ابو یوسف جیسے شخص سے عاۓہ محال ہے۔

تیسرے جب ان کے نزدیک مرجع اور مرجع تھے تو پھر انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کیوں کی۔ چنانچہ مابقی میں بعض اقوال ان کے منقول ہو چکے ہیں جس سے یہ ثابت ہے کہ ع یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوئی سی ہے۔ مولف رسالہ جیسے حضرت نے موضوع روایت امام ابو یوسف کی طرف سے گھڑی ہے اور ان کی طرف اس کو مشوب کر دیا۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ کہاں تک یہ قول صحیح ہو گا۔

چوتھے خطیب کی روایات اسانید معتبرہ سے ثابت نہیں و بعض الجرح و لا تثبت بروایۃ معتبرہ کون و ایۃ الخطیب فی جرحہ و اکثر من جاء بعده عیال علی روایتہ فہی مرد و دة و مچو و حة ۱۰ (مقدم تعلیق مجلد ۲۳) بعض جرح روایات معتبرہ سے ثابت نہیں چنانچہ خطیب کی روایات اور جو لوگ خطیب کے بعد ہوئے ہیں وہ خطیب ہی کی روایات کے مشعل ہیں لہذا یہ جرح مردود و مجروح ہیں ان کا اعتبار نہیں۔ حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ اعلو انہ لعلی قصد الا جمع ما قبل فی الرجل علی عاۃ السورخین و لعلی قصد بذلک تنقیصہ ولا حظ من تبتہ بدلیل انہ قدم کلام المادحین و اکثر منہ و من نقل ما شرہ مشوعقبہ بذکر کلام القادحین و مما یدل علی ذلک ایضاً ان الاسانید التي ذکرها للقدح لا یخلو غالبها من متکسوفیہ او مجهول ولا یجوز اجماعاً لثلو عرض مسلو بمثل ذلک فکیف بامام من ائمة المسلمین ذیرات حسان فضل انالیسویں امور میں کے طریق پر کسی شخص کے بارے میں جو جو اقوال خطیب نے ان کو جمع کر دیا۔ اس سے امام کی تنقیص شان اور مرتبہ کا کم کرنا مقصود نہیں کیونکہ اول خطیب نے مادحین کے احوال کو نقل کیا اس کے بعد جو جرح کرنے والے ہیں ان کا کلام نقل کیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ تنقیص مقصود ہی نہیں۔ اور اس پر ایک اور بھی قرینہ قویہ ہے کہ جن روایات کو جرح کے طور پر ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر کی سند میں مجہول اور ضعیف لوگ موجود ہیں اور ائمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ ان جیسی روایات سے کسی ادنیٰ مسلمان کی آبروریزی کرنی جائز نہیں ہے جاسیکہ ایک مسلمانوں کے امام و پیشوا کی ہتک کرنی بطریق اولیٰ حرام ہوگی۔ ابن حجر مکی نے اس فصل میں خطیب کی جرح کے جواب دیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر مذہب کے شافعی ہیں مولف رسالہ کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ یہ مخالفین مذہب امام ابو حنیفہ کیا کہہ رہے ہیں اس فصل میں آگے فرماتے ہیں۔ و بغرض صححة ما ذکرہ الخطیب من القدح عن قائلہ یعتد بہ فانہ ان کان من غیر اقوان الامام فہو مقلد لما قالہ

او کتبہ اعدادہ وان کان من اقوانہ فلکذاک لمام ان قول الاتی ان
 بعضہم فی بعض غیر مقبول، اور اگر بالفرض یہ بھی مان لیں کہ جو
 قول خطیب نے جرح میں نقل کئے ہیں وہ صحیح ہیں تو اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو
 وہ اقوال امام صاحب کے ہم زمانہ کے ہیں یا ہم عصروں کے نہیں ہیں، اگر دوسری
 صورت ہے تو اس کا اعتبار ہی نہیں کیونکہ یہ جو کچھ دشمنوں نے لکھا اور کہا ہے اس کی
 تعلیل کہتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ دشمنوں کا قول معتبر نہیں اور اگر پہلی صورت ہے کہ یہ جرح
 امام صاحب کے ہم عصروں سے صادر ہوتی ہے تو اس کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ بعض
 ہم عصر کا قول دوسرے ہم عصر کے حق میں مقبول نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ
 ذہبی نے اسی کی تصریح کی ہے، لہذا جھیر یا مرجحہ ہونے کی جو روایت ہے خواہ کسی
 کی بھی ہو اور صحت کے درجہ پر پہنچی ہوتی ہو درجہ قبول اور حد اعتبار سے ساقط ہے
 قال لا سیما اذا لاح انه لعداوة اولمذہب اذا لحد لہ یجوز منه الا
 من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصب اسلوا ہلہ من ذلک الا
 عصب النبیین والصدیقین، اور دونوں حافظ فرماتے ہیں خصوصاً اس وقت تو بالکل
 ہی وہ جرح مردود ہے جب کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عداوت یا مذہب کی وجہ سے ہے
 کیونکہ حد ایک ایسا مرتبہ ہے کہ سوائے انبیاء اور صدیقین کے اور کوئی اس سے محفوظ اور
 بچا ہوا نہیں، وقال التاج السبکی ینبغی لک ایما المسترشد ان تسلك
 سبیل الادب مع الاثمة الماضین وان لا تنطل ال کلام بعضہم ف
 بعض الا اذا اتی بسبب مان واضح شعراں قدردت علی التاویل وحسن الظن
 قبذک والا فاضرب صفحالی ماجوی بینہم، اور امام سبکی فرماتے ہیں
 اسے غالب روایت تیسرے لے یہ مناسب ہے کہ اگر گذشتہ کے ساتھ ادب و لحاظ
 کا طریق ہاتھ سے جانے نہ دینا اور جن بعض نے بعض میں کلام کیا ہے اس کی طرف
 نظر اٹھا کر بھی تو نہ دیکھنا جب تک وہ دلیل روشن اور برہان قوی اس پر پیش نہ کرے
 پھر اگر تجھ کو قدرت تاویل وحسن ظن کی ہے تو اس پر عمل کر ورنہ ان امور کو جو آپس میں

باری ہوتے اور پیش آتے پس پشت ڈال دے، اس میں مشغول ہونے سے کچھ فائدہ
 نہیں، بیش بہا اوقات ضائع ہوتے ہیں، فانک اذا اشتغلت بذلک وقت
 علی الملک فالقوم اثمة اعلام ولا قوال لہم محامل وربما لو نفہم
 بعضہا فلیس لنا الا التواضی والسکوت عما جوی بینہم کما لفعل
 فیما جوی بین الصعابة، اگر تم ان امور کے درپے ہو گے تو بلاگت میں پڑو
 گے، کیونکہ یہ لوگ اثر اعلام ہیں اور ان کے اقوال محامل حسد پر محمول ہیں، بسا اوقات ہم
 بعض امور کو سمجھ ہی نہیں سکتے، لہذا سوائے سکوت اور رضامندی ظاہر کرنے کے
 اور کچھ ہم کو اختیار نہیں وہی طریق اسلم ہے جو صحابہ کے واقعات و معاملات میں ہم نے
 اختیار کیا ہے، مرآة الزمان کی عبارت پہلے منقول ہو چکی ہے کہ خطیب سے یہ تعبیر
 امر نہیں کیونکہ ان کی عادت ہے کہ وہ ائمہ میں کلام کیا کرتے ہیں اور ان کو اپنے ظن کا نشانہ
 بناتے ہیں، ولیس العجب من الخطیب بانہ یطعن فی جماعة من العلماء
 مرآة الزمان، پس ان تمام عبارات سے یہ ظاہر ہے کہ یہ روایات خطیب قابل اعتبار نہیں
 اور امام ابو یوسف پر یہ الزام اور نشانہ ہے ولا عبرة نکلام بعض المتعصبین
 فی حق الامام والی ان قال، بل کلام من یطعن فی هذا الامام عند المحققین
 یشبہ الہذیان، اور میزان کبریٰ شریفی ص ۱۷۱، یہ عبارت بھی پہلے منقول ہو چکی ہے
 لیکن ضرورتاً یاد دہانی کے طور پر پیش کیا ہے، ذکر الامام الثقة ابو یوسف محمد بن
 عبد اللہ بن نصیر الزعفرانی بیغداد قال ان الرشید استوصف الامام
 من ابی یوسف فقال قال اللہ تعالیٰ ما یلفظ من قول الا لیدیہ رقیب عتید
 کان علمی بہ انه کان شدید الذب عن المعارم شدید الورع ان ینطق فی
 دین اللہ تعالیٰ بلاہ علو یجب ان یطاع اللہ تعالیٰ ولا ینافس اهل الدنیا
 فیما فی ایدیہم طویل الصمت واثو الفکر مع علو واسع لو یکن
 مہذا ولا لا ثناء ان سئل عن مسئلة ان کان لہ علو بہا اجاب ولا قس
 مستغنی عن الناس لا یمیل الذ طمع ولا یذکر احدا الا بخیر فقال الرشید

هذه اخلاق الصالحين فامر الكاتب فكتبها شعرا عطاها لابنه وقال احفظها
(مناقب کردی جلد اول ص ۲۲)

ناظرین اس واقعہ سے کائنات میں نصف النہار ثابت ہے کہ امام ابو یوسف پر
بہ الزام اور بہتان ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کو جہمی یا مرجئی کہتے تھے۔ ورنہ جس وقت خلیفہ
ہارون رشید نے امام ابو حنیفہ کے اوصاف ان سے دریافت کئے تھے تو ضرور وہ
ان امور کو بھی نوکر کرتے جو دشمنوں کا خیال ہے انہوں نے تو ایسے اوصاف بیان کئے
کہ جو ایک اہل سنت والجماعت کے ہونے چاہئیں اور ایک پیشواستے قوم اور مقتداتے
وقت کے واسطے لازم اور ضروری ہوں جس کا خلیفہ نے بھی اقرار کر کے یہ کہہ دیا کہ بیشک
یہی اطلاق صالحین کے ہوتے ہیں، اگر کوئی عیب یا جرح وغیرہ ہوتی تو فوراً خلیفہ وقت
اس کو ذکر کرتا اور ابو یوسف کو روکا کہ تم جو یہ باتیں بیان کر رہے ہو یہ غلط ہیں بلکہ وہ
مثلاً مرجئی تھے یا جہمی تھے وغیر ذلک لیکن اس نے کچھ نہ کہا جو ظاہر دلیل ہے کہ امام
ابو یوسف پر ہمت ہی ہمت ہے کہ کتاب المناقب للموفق کے جلد اول صفحہ ۲۶۰ میں ہی اس
واقعہ کو نقل کیا ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف اپنا علم اور یقین ظاہر کر رہے ہیں
اور اس سے قبل قرآن کی آیت شہادت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ یہ ثابت رہے کہ
میں جو کچھ امام کے حق میں بیان کر رہا ہوں یہی حق ہے کیونکہ میں جانتا ہوں جو کچھ زبان
سے نکلتا ہے وہ نامتہ اعمال میں مکتوب ہوتا ہے۔ اللہ اللہ الی تصریحات کے باوجود
بھی کوئی بیانات انصاف سے دیکھنا نہیں چاہتا اور وہی اپنی عداوت کی بیٹی آنکھوں پر پتھر
ہوتے ہے۔ من کان فی هذه اعمى فهو فی الاخرة اعمى۔

قولہ - دیکھو ابو یوسف نے تو اپنے استاد کی یہ گت کیا، اقول - جس کو ناظرین نے
معلوم کر لیا منزلت رسالہ کو چاہیے کہ پہلے اردو لونا سیکھے پھر کچھ کے، اگر چہ فردی ہے
تو امام ابو یوسف کے قول کو سند کے ساتھ پیش کرے پھر دیکھیں گے کہ کیا گل کہتے ہیں۔

قولہ - اور امام محمد نے یہ گت کیا کہ امام مالک کو ہر بات میں ابو حنیفہ پر فضیلت دے دی
اقول - امام محمد کے اس قول کو نقل کر رہے ہیں انہوں نے امام ابو حنیفہ پر امام مالک کو

ہر بات میں فضیلت دی ہے۔ یہ تو آپ کا زبانی جمع خرچ ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں
اگر امام محمد صاحب کے نزدیک ہر امر میں امام مالک افضل ہوتے تو امام ابو حنیفہ کے مذہب
کی تردیح اور ان کے مذہب کے مطابق تصنیف و تالیف نہ کرتے بلکہ امام مالک ہی
کے مذہب کو رواج دیتے جس نے کتب کا سر روایت کا خصوصاً اور ان کی دیگر تصانیف
کا مجموعہ مطالعہ کیا ہے وہ اسی طرح جانتا ہے کہ امام محمد کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا کیا مرتبہ
ہے۔ وقال اسمعیل ابن ابی رجا رأیت محمدا فی المنام فقلت له ما فعل
الله بک فقال غفر لی شر قال لو اردت ان اعذبک ما جلت هذا العلو
فیک فقلت له فاین ابو یوسف قال فوقنا بد رجستین قلت فاین حلیفة قال
ہیہات ذاک فی اعلیٰ علیین (۱۰۷) (مستفاد ص ۳۲) اسماعیل ابن ابی رجا۔ کہتے ہیں کہ میں نے
امام محمد کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا
تو انہوں نے فرمایا مجھ کو بخش دیا اور یہ فرمایا اگر میرا ارادہ عذاب دینے کا ہوتا تو تمہارے
اندر یہ علم دین امانت نہ رکھتا۔ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہاں ہیں تو انہوں نے جواب
دیا۔ ہم سے دو درجہ اوپر ان کا مقام ہے۔ میں نے کہا ابو حنیفہ کہاں ہیں تو امام محمد فرماتے
ہیں ان کا کیا پوچھنا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے مراتب عطا کئے
ہیں۔ مگر یہ واقعہ خواب کا ہے لیکن اس سے آنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد صاحب کے دل
میں امام ابو حنیفہ کی کیا وقعت تھی، امام محمد صاحب کی جتنی کن میں کہیں گے نام سے مشہور ہیں
ان میں امام ابو حنیفہ سے بغیر واسطہ روایت کی ہے اور جو صغیر کے ساتھ موسوم ہیں ان میں
بواسطہ امام ابو یوسف کے امام صاحب سے روایت کرتے ہیں، اگر امام مالک ہر امر میں امام
ابو حنیفہ پر فضیلت رکھتے تھے تو امام محمد کو چاہیے تھا کہ امام مالک سے روایات بواسطہ اور
پہلے واسطہ جمع کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات نامہ بر کی بنائی ہوتی ہی ہے
و ذکر الامام ظہیر الائمة المدینی الخوارزمی انه قال مذہبی ومذہب
الاسمام والبی بکو شرع عمر شرع عثمان شرع علی رضی اللہ عنہم واحدا
ومناقب کردی جلد ثانی ص ۱۱۲) امام محمد صاحب فرماتے ہیں میرا اور امام ابو حنیفہ اور ابو بکر و عمر

اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا مذہب ایک ہی ہے۔ اس سے بھی امام صاحب کی عزت و توقیر جو امام محمد کے دل میں ہے ثابت ہے۔ اگر ابو حنیفہ سے امام مالک افضل تھے تو امام محمد نے ایک افضل کو چھوڑ کر مفضول کے ساتھ اپنے مذہب کی کیوں توحید بیان کی۔ فرض یہ سب عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کی باتیں ہیں۔ مولانا رسالہ کا مقصد اظہار حق نہیں بلکہ سلف کو بڑا جگلا کرنا ہے۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے۔

قولہ۔ لو صاحب کو پھر اور بھی سلو گے۔ آقرم تم کو اور بھی سناتے ہیں امام صاحب زینق بھی تھے۔ خلیفہ بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ الا قول۔ ناظرین کو خلیفہ بغدادی کی روایات کے متعلق مفصل معلوم ہو چکا ہے لہذا اس کا اعادہ کرنا تحصیل ماسل ہے کیونکہ محققین نے ان کا اعتبار ہی نہیں کیا اور ایک لایعنی امر خیال کر کے ترک کر دیا۔ کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب الیہ مالئین فیہ وینتلق الیہ مال الیق بیدہ۔ کتاب اہم ابی عبد اللہ امام صاحب کے حاصر بہت تھے اور ایسے امور ان کی طرف منسوب کئے جاتے تھے جو ان میں نہ تھے اور ایسی باتیں ان کے متعلق گھڑی جاتی تھیں جن کے شایان شان وہ نہ تھے۔ قال الحافظ عبد العزیز بن رواد۔ من احب اباحنیفۃ فهو سنی ومن البغضه فهو مبتدع۔ (غیرت حان) قلت قد احسن شیخنا ابو الحجاج حیث لیس یورد شیئا یلزم منه التضعیف۔ (تذہیب) ذہبی کہتے ہیں ہمارے شیخ ابو الحجاج مزنی نے بہت ہی اچھا کلام کیا کہ اپنی کتاب میں امام صاحب کے بارے میں کوئی لفظ بیان نہیں کئے، جس سے ان کی تصنیف ہوتی ہو۔ وقد جہل کثیر من قرئوا للسہام الفضیۃ وتحلوا بالصنات القبیحۃ القطعیۃ علی ان یحطوا من مرتبۃ هذا الامام الاعظم والحقیر المقدم الی قولہ فما قدر واعلیٰ ذلک ولا یفید کلامہو فیہ۔ (غیرت حان) بہت سے جاہل جو اوصاف قبیر سے آراستہ ہیں اس بات کے درپے تھے کہ اس امام اور جبر مقدم کے مرتبہ کو گٹھائیں لیکن ان کو قدرت نہ ہوئی اور نہ ان کا کلام پھر امام صاحب کے بارے میں اثر کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ نور رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔ ان کو امام ابو حنیفہ کے مرتبہ کی خبر

نہیں۔ ناظرین جس کی لڑائی تعریف کرتے ہوں سیکڑوں کتابیں اس کے مناقب میں لکھی ہوں۔ سیکڑوں اس کے شاگرد ہوں۔ سیکڑوں کتابیں اس کے مذہب کی دنیا میں پھیلی ہوئی ہوں۔ لاکھوں اس کی تقلید کرتے ہوں۔ جس میں علماء۔ علماء۔ شہداء۔ وغیرہ سبھی قسم کے لوگ موجود ہوں۔ حافظ حدیث۔ مجتہد۔ فقیہ۔ عادل۔ صالح۔ امام الاممہ کجا ہاتا ہو۔ کیا وہ شخص زہدین ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ جتنے بھی گزریے ہیں سب ہی کے لئے یہ حکم لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ بھی اس فرست میں محدود ہو جائیں گے۔ مولانا رسالہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے تو بہ دو مرتبہ کرائی گئی گویا اس کے نزدیک تو امام ابو حنیفہ زہدین کا فرد وغیرہ تھے۔ نحو ذہبی من ذلک۔ ناظرین کے الطیمان قلب کے واسطے یہاں پر ایک واقعہ کو نقل کرتا ہوں جس سے زہدیت اور کفریت کی حقیقت سے پردہ اٹھ جاتے گا اور معلوم ہو گا کہ اصلیت کیا ہے اور دشمنوں نے اس کو کس صورت میں پیش کیا ہے۔ الحبر نا الامام الاجل وکن الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد الکرمانی انا القاضی الامام ابو بکر عتیق بن داؤد الیمانی قال حکى ان الخوارج لما ظهروا على الكوفة اخذوا اباحنیفۃ فقیل لہو ہذا شیخہم والخوارج یعتقدون تکفیر من خالہم و قالوا تب یا شیخ من الکفر فقال انا تائب من کل کفر فخلوا عنہ فلما ولی قیل لہو انہ تائب من الکفر وانما یعنی بہ ما انتہر علیہ فاسترجعہ فقال لا مسہو یا شیخ انما تب من الکفر و تبتی بہ ما نعتن علیہ فقال ابو حنیفۃ ابظن تقول هذا ام لعلو فقال بل بظن فقال ان الله تعالى يقول ان بعض الظن اشرو هذه خطیئۃ منک وکل خطیئۃ عندک کفر فب انت اولاً من الکفر فقال صدقت یا شیخ انا تائب من الکفر فتب انت ایضاً من الکفر فقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ انا تائب الی اللہ تعالیٰ من کل کفر فخلوا عنہ فلہذا قال خصمادہ استتیب ابو حنیفۃ من الکفر من متین فلبسوا علی الناس وانما یعنون بہ استتابۃ الخوارج۔ (کتاب المناقب للرفق ص ۱۱۱) جب کوفہ پر خوارج کا غلبہ ہوا تو انہوں نے

امام ابو حنیفہ کو پکڑا کسی نے خارجیوں سے یہ کہہ دیا کہ یہ شخص کافر دلوں کا شیخ و پیشوا ہے۔ خارجیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ کافر ہے انہوں نے امام صاحب سے کہا اسے شیخ کفر سے توبہ کر امام صاحب نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ خارجیوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ جب امام صاحب وہاں سے جانے لگے تو خارجیوں سے مولف رسالہ جیسے شخص نے کہا کہ انہوں نے اس کفر سے توبہ کی ہے جس پر تم جھے ہوتے ہو تو فوراً امام صاحب کو واپس بلایا اور ان کے سردار نے امام صاحب سے کہا آپ نے تو اس کفر سے توبہ کی جس پر ہم چل رہے ہیں۔ امام صاحب نے جواب دیا یہ بات تو کسی دلیل سے کہتا ہے یا صرف حیران ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں سے کہتا ہوں کوئی یقینی دلیل اس کی میرے پاس نہیں ہے۔ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور یہ خطا تجھ سے صادر ہوئی اور ہر خطا تیرے اعتقاد کے مطابق ہے پس اول تجھ کو اس کفر سے توبہ کرنی چاہیے اس سردار نے جواب دیا بے شک آپ نے یہ فرمایا میں کفر سے توبہ کرتا ہوں آپ بھی توبہ کریں پھر امام صاحب نے فرمایا۔ میں تمام کفریات سے اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں انہوں نے امام صاحب کو چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی بنا پر امام صاحب کے دشمن کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کرائی گئی۔ انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے کیونکہ خارجیوں کے جواب میں امام صاحب نے یہ لفظ فرماتے تھے۔ تاخرین دشمنوں نے اس کو امام صاحب کے کفر پر محمول کر کے روز روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر تازہ لے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

قولہ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الی قولہ این خیال است و محال ست جنوں۔ اقول۔ آپ کو خبر ہی نہیں کہ کس بنا پر کہا جاتا ہے سنو اور غور سے سنو اور اگر آنکھیں ہوں تو دیکھ بھی لو۔ صحیح مسلم ص ۳۱۱ میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند الشیثی اللہب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یقتاولہ

صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو ایک شخص اہل فارس میں کا اس کو ضرور حاصل کر لے گا۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے بھی بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہے۔ فارس سے مراد عجم ہے (خبرائے حسان) اس حدیث کا مصداق علما نے امام صاحب کو بتایا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں ہذا اصل صحیح یعتمد بہ علیہ فی البشارة بابی حنیفۃ و فی الفضیلة التامة اور تبیین العیض یہ حدیث ایسی اصل صحیح ہے جس پر امام ابو حنیفہ کی لشارت اور فضیلت تامل کے لئے اعتقاد کیا جاسکتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی کے شاگرد رشید علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی فرماتے ہیں وما جن بہ شیخنا من ان ابا حنیفۃ هو المراد من ہذا الحدیث ظاہر لا مشک فیہ لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلو مبلغ احدہما ماشیة علی المواہب) جو بارے استاد نے کہا ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ ہی مراد ہیں یہی ظاہر اور صحیح ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیونکہ اہل فارس میں کوئی شخص بھی علم میں امام ابو حنیفہ کے مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر مکی شافعی اور عبد الواب شعرائی شافعی وغیرہ نے بھی امام ابو حنیفہ کو اس حدیث کا مصداق بتایا ہے پس ان بڑے بڑے اماموں کے مقابلہ میں کسی کا قول قابلِ ساعت نہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں اس بحث کو چھیڑ کر بخاری وغیرہ کو اس بشارت میں داخل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کو خارج کر دیا ہے۔ یہ سراسر تعصب اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے کیونکہ ائمہ مذکورین نے تصریح کی ہے کہ عجم میں کوئی بھی امام ابو حنیفہ کے مرتبہ کا نہیں ہوا۔ بخاری۔ اجتہاد۔ تفرقہ۔ حفظ۔ امامت۔ عدالت۔ ریاضت۔ عبادت۔ زجر۔ ورع۔ تقویٰ۔ مجاہدہ نفس وغیرہ میں امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے برابر بھی نہیں چر جائیکہ امام صاحب کے اوصاف مذکورہ میں شرکت کریں۔ انہیں امور کی وجہ سے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں بلکہ تابعی ہونے کی وجہ سے تمام ائمہ سے افضل سمجھتے ہیں۔

یہ تو نمان ہی غرضید فک ہے وائشہ میرا ہاں ہیں آج ایسا دکھاتے کئی
 ہیں جوئی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں خود مخالفین امام صاحب کے
 علم و فضل کے قائل ہیں اور لوہا مانے ہوتے ہیں چنانچہ ماسبق میں مفضل ظاہر ہو چکا
 قولہ سلو اور خز سے سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امام حنیفہ کی فقتہ
 پیچھے سے منع کیا ہے الا قولہ

میری سند جو گوش نصیحت نبوت ہو میرا کما کہ جو تمہیں کچھ بھی پیش ہو

کیا اب کوئی اور صورت نہیں رہی جو خواب کے واقعات سے استدلال ہونے
 لگا۔ اچھا یہی ہے تو دیکھو اور فور سے آنکھیں کھول کر دیکھو۔ عن ابی معانی فی الفضل بن
 خالد قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما نقول فی حلو ابی حنیفہ
 فقال لک حلو یحتاج الناس الیہ اہ فضل بن خالد کہتے ہیں میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے امام ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں آپ
 سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم ہے جس کی لوگوں کو حاجت ہے۔ کہتے اجازت
 دی یا منع فرمایا۔ اور فور سے دیکھتے۔ تبے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ شہود کہ فرمائیت
 ایں مذہب حنفی بنظر کسنی در رنگ در ریاستے عظیم سے ناید و سائر مذاہب در رنگ
 حیاض و جداول بنظر سے در آئند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ فرودہ نے آید سواد اعظم از
 اہل اسلام قبسان ابی حنیفہ اندہ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم)
 غور فرمائیے کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا یہ مجدد صاحب وہی ہیں
 جی کے بارے میں نواب صدیق حسن خاں قزوچی کہتے ہیں "علم مرتبہ کشف ہائے
 مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از سرچشمہ صحر سرزدہ و گاہے مخالف شرع
 نیفتادہ بلکہ بیشتر رائشرع موید است اہ (ریاض المتراض ص ۱۲) کہ مجدد صاحب کے
 کشف کہی بھی شریعت کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ اکثر کی شریعت نے تائید کی ہے
 اس لئے ان کے کشف کے مراتب قربت ہی بالاتر ہیں۔ وہ مجدد صاحب یہ
 فرماتے ہیں کسنی نظر میں مذہب حنفی کی فرمائیت ایک دریا سے ناپید اکنہ معلوم ہوتی

ہے اور باقی مذاہب چھوٹی چھوٹی تالیوں اور حوضوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ اور
 لیجئے استاد اللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں عرفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی
 طریقتہ انیقہ ہی اوفق الطرق بالسنتہ المعروفة المتی جمعت و لخصت
 فی زمان البخاری و اصحابہ اہ زلیخ من الریحین شاہ صاحب کو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے تعلیم کی ہے کہ مذہب حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے
 اور فور سے دیکھو نواب صدیق حسن خاں معاذ رازی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں معاذ رازی
 گفتہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم گفتم این الملک فرمود عند علم ابی حنیفہ
 اہ نقصان معاذ رازی فرماتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں پوچھا
 کہ آپ کو کہاں تلاش کروں تو آنحضرت نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے علم کے پاس مجھے
 تلاش کرنا وہیں میں تم کو ملوں گا۔ رأی بعض ائمة الحنابلة النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم قال فقلت له یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی عن
 المذہب فقال المذہب ثلاثہ فوقع فی نفسی انه یخرج مذہب
 ابی حنیفہ لتتسکد بالرای فابتداء وقال البرحیفہ والشافعی شرع قال و
 مالک واحمد اربعة اہ (خیرات حسان) بعض حنبلی مذہب کے الترتیب نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ سے مذہب کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے
 فرمایا کہ مذہب تین ہیں۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں خطرہ گذرا کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب
 کو آپ بیان نہ فرمائیے گئے کیونکہ امام صاحب راستے سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن جب
 آپ نے ابتداء فرمائی تو فرمایا۔ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔ پھر اس کے
 بعد فرمایا اور امام مالک اور امام احمد یہ چار مذہب ہیں۔ اس واقعہ کو فور سے ملاحظہ فرمائیے
 چاروں مذہبوں سے پہلے آنحضرت نے امام ابو حنیفہ ہی کا نام ذکر فرمایا کہ یہ مذہب حق
 ہے اس کے بعد اوروں کو ذکر کیا۔ نیز اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حق مذہب چار ہی
 ہیں۔ مولف رسالہ نے جو مذہب اختیار کر رکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فرمان کے خلاف ہے۔ وہ حقانیت سے دور ہے۔ کیسے صاحبِ ابواب تو معلوم ہوا کہ امامِ حنفیہ کا علم اور ان کا مذہب کس مرتبہ کا ہے جس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی فرمادی۔ آپ نے جو نام گناہے ہیں کہ انہوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا اس سے یہ لازم نہیں کہ حنفی مذہب حق نہیں ہے اپنی اپنی بوجہ سے۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شافعی، مالکی، حنبلی مذہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا ہے۔

قولہ۔ اسی طرح بہت سے لوگوں نے اس مذہب کو چھوڑ دیا جب ان کو امام صاحب کے مزے دار مساق سے واقفیت ہوتی جس کو ہم مختصراً ذیل میں بیان کر کے ان لوگوں کے نام بالتقریح بتلا دیں گے۔ جنہوں نے حنفی مذہب کو چھوڑ دیا۔ اقول۔ ناظرین میں بھی چند نام بتلا تا ہوں جنہوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی پہلے یہ شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ کان تلمیذ المنزف فانقل من مذہبہ الی مذہب ابی حنیفۃ (انساب سمانی) اسی طرح مرآة الجنان اور

کتاب الارشاد اہم تاریخ ابی خلکان وغیرہ میں ہے۔ دوسرے امام احمد بن محمد بن محمد بن حسن ثقفی شافعی پہلے مالکی تھے پھر حنفی مذہب کو اختیار کیا۔ چنانچہ سخاوی نے ضوالح میں ذکر کیا ہے۔ فوائد مہبتہ ص ۱۲ میں ان کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ تیسرے علامہ عبدالواحد بن علی الکلبی اول یہ حنبلی تھے اس کے بعد حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے بلیغ الرعاة میں بیان کیا ہے وکان حنبلیا فصار حنفیا۔ اسی طرح کنوی نے اپنے بلیغات میں ذکر کیا ہے۔ فوائد مہبتہ ص ۱۱ میں دونوں کتابوں سے نقل کیا ہے۔ چوتھے علامہ یوسف بن فرغلی البغدادی سبط ابن الجوزی پہلے حنبلی مذہب رکھتے تھے پھر حنفی مذہب اختیار کیا۔ چنانچہ کنوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے ترجمہ کو فوائد مہبتہ ص ۲۳ میں نقل کیا ہے۔ غرض نمود کے طور پر چار عالم جو اپنے وقت کے امام سمجھے جاتے تھے میں لے چلے گئے ہیں جنہوں نے مذہب شافعی، مالکی، حنبلی کو چھوڑ کر مذہب حنفی کو اختیار کیا۔ اگر کتب بلیغات و رجال پر نظر ڈالی جائے تو بہت سے ایسے ائمہ نکلیں گے جنہوں نے دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر حنفی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ لیکن یہاں ان کی نسبت

شار کر نی مقصود نہیں۔ صرف مولف رسالہ کی بے ہودہ بھواس کے جواب میں اور ناظرین کی تسلی قلب کے واسطے نقل کیا ہے ورنہ ضرورت نہ تھی۔ مزے دار مساق کا جب وقت آئے گا ہم ان کے جواب کے واسطے تیار ہیں آپ کی کج فہمی اور بے عقلی کو پشت ازبام کر دیا جائے گا۔

قولہ۔ ہم کو ایک بہت بڑا تعجب تو یہ ہے کہ امام صاحب کا مافظہ جیسا کہ تمہا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اقول جس کی منصل کیفیت اور شرح ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قولہ۔ لیکن پھر بھی امام صاحب کی نسبت کس شوش اعتقادی سے کہا جاتا ہے کہ صلی ابو حنیفۃ صلوۃ الفجر بوضوء العشاء الاربعمین سنۃ۔ الی قولہ یہ گپ علی الگب نہیں تو اور کیا ہے۔ ان کو بجلا اپنا وضو کیونکر یاد رہتا تھا۔ اقول۔ چونکہ امام صاحب آپ کی طرح سے مجنون اور دیوانے تھے بلکہ ذی ہوش، صاحب عقل و اسماں تھے۔ اس لئے ان کو اپنا وضو یاد رہتا تھا۔ وضو تو اس شخص کو یاد رہتا ہو جس کے حواس منسل ہو گئے ہوں ورنہ نماز عشا کے دنو سے فجر کی نماز پڑھنے میں یاد رہنے کے کیا معنی ہیں، یہ حنفیوں کے ہی اقوال نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور تسلیم کر لیا ہے۔ جو امور حد تو اترا کر پہنچے ہوں ان کو گپ شار کرنا مولف رسالہ جیسے کا کام ہے جس کو اپنا وضو یاد نہیں رہتا۔

قولہ۔ کیونکہ امام صاحب اگر عشا پڑھ کر سو رہتے تھے تو وضو ندارد۔ اقول۔ عشا کی نماز پڑھ کر سوتے نہیں تھے بلکہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اس لئے وضو باقی رہتا تھا۔

قولہ۔ اور اگر جاگتے رہتے برابر فجر تک تو دن کو سوتے یا نہیں۔ اقول۔ جب مجلس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے تو پھر کون محل مند یہ پوچھ سکتا ہے کہ رات میں سوتے تھے یا نہیں۔ اگر دن میں آرام کرتے ہوں تو اس میں کون سا احتمال ہے جو لازم کہ منغنی الی النظمت ہو وہ نہیں پاتی جاتی تھی جیسی کہ مولف رسالہ کی اٹنی سبھ

بکھری ہے۔

قولہ۔ اگر دن کو سوتے تو یہ غفلت عبادت شب کے مناقض اور عبادت شب بے سود ہے۔ اقول۔ تاخرین مجب منطلق ہے رات کو کوئی شخص عبادت کرے اور دن میں کسی وقت آرام کرے تو یہ آرام عبادت شب کے مناقض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو بھی اس کا علم نہ ہوا کہ جو آپ قیلولہ دن میں فرمایا کرتے تھے یہ عبادت شب کے مناقض ہے اور رات کی عبادت اس قیلولہ کی وجہ سے بالکل بیکار اور بے فائدہ ہو جاتی ہے صرف مولت رسالہ کی یہ سچو آید ہزار آف ایسی عقل و بکھر پر تاخرین مولت رسالہ یہ سمجھا کہ میری طرح امام صاحب بھی دن بھر سوتے رہتے ہوں گے۔ پھر دن میں سنا غفلت کو کس طرح مستلزم ہے اس کے واسطے غلازمت بیان کر لے کی ضرورت ہے اسی طرح عبادت شب کے بے سود ہونے اور دن کو سونے میں لزوم بیان کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح مولت کو یہ بیان کرنا چاہیے کہ امام صاحب فجر سے لے کر عشاء تک برابر سوتے رہتے تھے تاکہ عبادت شب کا بے سود ہونا اس پر مترتب ہو۔ حضرت عثمان لڑتے ہی عبادت کرتے تھے۔ اسی طرح تیم داری اور سعید بن جبیر رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور ایک رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے تو کیا کوئی عقل کا دشمن یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات دن کو سوتے تھے یا نہیں۔ اگر دن کو سوتے تھے تو یہ غفلت عبادت شب کے مناقض اور عبادت شب بے سود ہے اور اگر دن میں بھی نہیں سوتے تھے تو ان حضرات کا برابر جاگنا محال کیونکہ نوم طبعی کے صنایع ہونے سے حیات کی امید نہیں۔ اور اگر عشاء پڑھ کر سو رہتے تھے تو شب بھر جاگنا اور وضو باقی رہنا محال عقلی و شرعی ہے۔ پس جو اس کا جواب ہے وہی جواب امام صاحب کی طرف سے سمجھنا چاہیے۔ اگر مفصل بحث اس کے متعلق دیکھنی ہو تو کتاب اقامۃ الحجۃ فی ان الاکثار فی التبعہ لیس بیدۃ دیکھنی چاہیے جو اسی بحث میں بسوط کتاب ہے۔ حد ثنا سلیمان بن احمد ثنا ابو یزید القواطیسی نا اسد بن موسیٰ ناسلام بن مسکین عن محمد بن سیرین قال قالت امرؤ عثمان حین الما فوابہ یریدون قتله ان تقتلوه و تغزکوا

فانه كان يحيى الليل كله في ليلة يجمع القرآن فيها (طبعة الاوليا۔ بی نسیم اور نسخے۔ و به الى الخطيب هذا انا الخلال انا الحسن بن موسى ان النخعي حدثهم انا ابراهيم بن منبعلد البلخي انا ابراهيم بن رستم العرودي سمعت خارجة بن مصعب يقول ختموا القرآن في الكعبة اربعة من الائمة عثمان بن عفان و تميم الداهي و سعید بن جبیر و ابو حنيفة و ادرناق بن ابراهيم و جلال مناب بزازي جلال ص ۲۳) عن عائشة قالت قام النبي صلي الله عليه وسلم باية من القرآن ليلة ۱۷ (ترغبي ص ۱۷ ج ۱) فرمن به روايات آنحضرت اور صحابہ ائمہ باعین کی ہیں ان پر غور فرما کہ جواب دیں اور اس کے بعد کوئی بکواس کریں۔ ورنہ سب سے متر غاموشی ہے۔

تاخرین ایساں پر جواب فرم جو جاتا ہے۔ رسالہ کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ میرے پاس نہیں ہے۔ چنانچہ شروع میں میں عرض کر چکا ہوں، اگر انصاف و حق کی نظر سے دیکھا جاسے گا تو ان اور دن کی منزلت رسالہ کے تمام اعتراضات کا جواب ملے گا۔ مولت رسالہ نے کوئی عملی تحقیق نہیں کی صرف گالیاں اور بکواس سے رسالہ بھرا ہوا ہے اس لئے ان امور کے جوابات کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو اس کے آگے جوابات کی زیادتی کر کے پورا کر دیں۔ اگر میرے جوابات پسند نہ ہوں تو سنئے میرے جواب کہہ کر جواب داریں حاصل کریں۔ والسلام میرے تمام۔ تفسیر میں شروع میں کسی مقام پر عرض کر چکا ہوں کہ امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کی میزان میں جو تفسیر کی ہے اس کے متعلق میں کسی جگہ پر تحقیق کروں گا لہذا آخر میں اس وعدہ کو پورا کر کے جواب ختم کرتا ہوں۔ میزان الاعتدال جلد ثلث کے صفحہ ۲۳۴ میں امام صاحب کے بارے میں یہ عبارت ہے۔ النعمان بن ثابت من بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام اهل الراي ضعفة النسائي من جهة حفظه وابن عدی و آخرون و توجع له الخطيب في فصلين من تاريخه واستوفى كلام الغزاليين معذ ليه و مضغفيه اه یہ وہ عبارت ہے کہ جس کی وجہ سے غیر مقلدین زمانہ خصوصاً مولت رسالہ بہت کچھ کو دو چاند کرتے ہیں کہ

ذہبی نے امام صاحب کو ضعیف کہا ہے اور امام صاحب کی تضعیف میزان میں موجود ہے۔ لیکن ناظر ہی جس وقت تحقیق و تفتیح کی جاتی ہے اس وقت حق، سچی اور باطل باطل ہو کر رہتا ہے، غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ترجمہ امام صاحب کا میزان میں کسی دشمن و معاند نے لایا ہے اس کی دلیل روشن ہے۔ اس کی دلیل روشن یہ ہے کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں خود تصریح کی ہے کہ میں ائمہ قبویں کو اس کتاب میں ذکر نہیں کروں گا چنانچہ فرماتے ہیں و ما کان فی کتاب البخاری وابن عدی وغیرہما من الصحابة فانی استعملہم لجلالة الصحابة رضی اللہ عنہم ولا اذکرہم فی هذا المصنف اذا کان الضعف انما جاء من جهة الرواة اليہم وکذا الاذکر فی کتابی من الائمة المتبوعین فی الفروع احد الجلاء لشمس فی الاسلام وعلقتہم فی النفوس مثل ابی حنیفة والشافعی وابن خاری ۱۱ (میزان جلد اول ص ۱۱) کتاب بخاری اور ابن عدی وغیرہ میں جو صحابہ کا بیان ہے میں اپنی اس کتاب میں ان کی جلالت شان کی وجہ سے ذکر نہ کروں گا کیونکہ روایت میں جو ضعف پیدا ہوتا ہے وہ ان کے نیچے کے روایت کی وجہ سے صحابہ کی وجہ سے لہذا ان کے تمام ساقط کر دیئے۔ اسی طرح ان ائمہ کو بھی اس کتاب میں ذکر نہ کروں گا جن کے مسائل فروعیہ اجتہاد میں تعلیہ واتباع کی جاتی ہے جیسے امام ابو حنیفہ امام شافعی امام بخاری کیونکہ یہ حضرات اسلام میں جلیل القدر بڑے مرتبہ والے ہیں ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوتی ہے لہذا ان کے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ امام ذہبی نے اپنی عادت کے مطابق امام کی کنیت بھی باب الکنی میں نہیں ذکر کی۔ علامہ عراقی نے شرح الفیہ الحدیث میں اور امام جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں بھی اقرار کر لیا ہے کہ ذہبی نے صحابہ اور ائمہ قبویں کو میزان میں نہیں ذکر کیا۔ الا انہ لعدو ذکر احد من الصحابة والائمة المتبوعین (مذہب طبع حسن ص ۱۱۸) انما السنن، غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ترجمہ امام ذہبی نے امام صاحب کا نہیں لکھا بلکہ کسی متعصب نے لایا ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں۔ نیز میزان کے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود ہی نہیں۔ بعض نسخوں کے ماشیہ

پر یہ عبارت پائی جاتی تھی۔ اب اس کو متن میں داخل کر دیا ہے۔ قلت هذه الترجمة لرتوجد فی النسخ الصحیحة من المیزان واما ما یوجد علی ہوامش النسخ المطبوعة نقلنا عن بعض النسخ المكتوبة فانما هو الحاق من بعض الناس وقد اعتذروا لکتاب وعلق علیہ هذه العبارة ولما لرتکن هذه الترجمة فی نسخة وکانت فی اخوی اوردتھا علی الحاشیة ۱۱ (مذہب طبع حسن ص ۱۱۹) جلد اول ص ۱۱۹، اسی بنا پر کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے کاتب نے بھی صریح بیان کیا اور ماشیہ پر یہ لکھ دیا کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں ہے اور بعض میں ہے اس لئے اس کو میں ماشیہ پر لکھے دیتا ہوں۔ غرض ان جملہ امور سے یہ ثابت ہے کہ یہ ترجمہ الحاقیہ ہے صاحب میزان کا نہیں فہلہذا عبارات متنادی باعلی صوت ان ترجمتہ الامام علی ما فی بعض النسخ الحاقیة جلد ۱۱ (مذہب طبع حسن ص ۱۱۹)

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقتہ۔ عادل۔ منابطہ متقن۔ حافظ حدیث۔ متقی۔ حرج۔ امام مجتہد زاہد تابعی۔ عالم۔ عامل۔ متجد ہیں۔ ان کے زمانہ میں ان کے برابر عالم۔ عامل۔ فقیہ عبادت گزار کوئی دوسرا نہ تھا۔ کوئی جرح مفسر نقاد ان رجال سے ان کے حق میں ثابت نہیں۔ ابن عدی دارقطنی وغیرہ متعصبین کی جرح مع مبہم ہونے کے مقبول نہیں۔ دشمنوں اور ماسدوں کے اقوال کا اعتبار نہیں۔ جو اوراق گزشتہ میں محض معلوم ہو چکا ہے واللہ اعلم بالاولیٰ والاخیر والصلوة والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحبہ واتباعہ دائماً ابدا کتبہ الید ممدی حسن غفرلہ شاہجاںپوری